

Vol. I
No. 14.



Thursday
19th March, 1953.

HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY DEBATES

Official Report

CONTENTS

	PAGES
Starred Questions and Answers	977—984
Unstarred Questions and Answers	985—998
Business of the House	999—1004
General Budget—Demands for Grants	1004—1009

Price: Eight Annas

THE HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY

Thursday, 19th March, 1953.

The House met at Five Minutes Past Five of the Clock.

[MR. SPEAKER IN THE CHAIR].

Starred Questions and Answers

Mr. Speaker : Let us proceed with questions.

COLLECTION OF REVENUE IN OLD JAGIRS

*139 (42) Smt. S. Laxmi Bai (Banswada) : Will the hon. Minister for Revenue be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that the revenue is being collected at the old Jagir rates, in Nizampet, Chillergi, Sindoor villages of Banswada taluq, Nizamabad district ?

(b) If so, the reasons for not bringing the Jagir rates to the level of Diwani areas in spite of the amalgamation of the above villages ?

چیف منسٹر (شری بی۔ رام کشن راؤ) - اے - ہاں -

بی۔ سوال میں جن مواضع کا ذکر کیا گیا ہے وہ نواب شہاب جنگ کی جاگیر تھے جو پہلے تعلقہ یلا ریڈی میں شامل تھے۔ انضمام جاگیرات کے بعد جب نئے تعلقوں کی گروپ بندی ہوئی تو انہیں بانسواڑہ تعلقہ میں شریک کیا گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہاں کے موجودہ ریونیوریش (Revenue Rates) زیادہ ہیں۔ جو ریٹس گروپ بندی کے پہلے جبکہ یہ مواضع تعلقہ یلا ریڈی میں شریک تھے وصول کئے جاتے تھے وہی ریٹس آج یہ مواضع بانسواڑہ میں شریک کئے جانے کے بعد بھی وصول کئے جا رہے ہیں۔ سٹلمنٹ کمشنر نے ان ریٹس کو بانسواڑہ کے موجودہ ریٹس کے مساوی کرنے کے لئے تحریک پیش کی ہے۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ خشکی زمینات کے تحت سے جو سرائیل کلاسیفیکیشن (Soil classification) ہوا ہے وہ غلط ہے۔ یہ تحریک ریونیو بورڈ کے پاس آچکی ہے۔ تحریک منظور تو ہو جائیگی۔ لیکن اس میں کچھ دیر لگے گی۔

شری مئی سنگم لکھنوبائی :- اب تک جو جیوا دا دسول کیا گیا ہے کیا گورنمنٹ اسے باپس کرے گی ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ - ایسا تو طریقہ نہیں - ہرانے ریٹس کے لحاظ سے جو کچھ عمل ہوا ہے وہ تو ہوچکا - آئندہ جو ریٹس مقرر کئے جائیں گے ان پر عمل ہوگا -

شری وی۔ ڈی - دیشپانڈے - (ابا گواہ) - یہ تحریک گورنمنٹ کے پاس کب آئی ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ - مجھے تاریخ یاد نہیں - لیکن عنقریب (شائد ایک مہینے) ہی آئی ہے -

شری داجی شنکر (عیادل آباد) - کیا اندہ مواضع کے ریٹس میں کمی ہوگی ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ - نئے ریٹس میں کمی ضرور کی جائیگی - جو ریونیو پرانے ریٹس کے تحت وصول کیا گیا ہے اس میں اب نئے ریٹس کے تحت جو کمی ہونے والی ہے اسکے تحت واپس نہیں کیا جائیگا -

شری وی۔ ڈی - دیشپانڈے - سٹلمنٹ (Settlement) کے بارے میں مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ باوجود آئیے آرڈر کے وہاں سٹلمنٹ نہیں ہو رہا ہے -

شری بی۔ رام کشن راؤ - یہ صحیح نہیں ہے - سٹلمنٹ کا کام شروع ہوچکا ہے جو مختلف اسٹیجس سے گذر رہا ہے - کہیں کاغذی کام کی تکمیل کی جاچکی ہے - کہیں پمائنٹس ہو رہی ہیں وغیرہ - یہ تفصیلات میں لئے کٹ موشنس اور اس سے قبل بجٹ پر جنرل ڈسکشن کے سلسلہ میں غرض کی ہیں - میں اور زیادہ تفصیلات ہاؤس کے ٹیبل پر رکھنے کے لئے تیار ہوں - آئریبل لیڈر آئیے ڈی ایوزیشن نے پیدر کا ذکر کیا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ وہاں بھی بہت سے مواضع کی حد تک اعلان ہو چکا ہے - شائد ۱۱ مواضع کی حد تک کام ہوچکا ہے اور دوسرے مواضع میں کام جاری ہے - غرض یہ کہ مختلف مواضع میں کام مختلف اسٹیجس پر ہے -

شری وی۔ ڈی - دیشپانڈے - سٹلمنٹ کا آرڈر دینے کے بعد کام کی تکمیل کے لئے کتنی مدت درکار ہوتی ہے ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ - یہ بات ایٹاف کی تعداد اور وہاں کے حالات پر منحصر ہے - کام کی تکمیل کے لئے کبھی چھ مہینے کبھی ایک یا دو سالہ بھی درکار ہوتے ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ پیدر میں ۸ - ۹ مہینے سے کام ہو رہا ہے اور کچھ مواضع کا کام ختم بھی کیا جاچکا ہے -

سری. अण्णाजीराव गव्हाणे. (परभणी) :- क्या चीफ मिनिसटर साहब यह ब्रता सकते हैं कि बीसे मन्वाजियात में भी २५ परसेंट टेंपरी रिलिफ दिया गया है ?

श्री بی۔ رام کشن راؤ - ۲۵ فیصدی کا ٹیمپری ریلیف (Temporary Relief) جن جن علاقوں کو حکومت نے دیا ہے وہاں پر وہ لاگو ہوچکا ہے -

سری. अण्णाजीराव गव्हाणे :- क्या पूरे अक्स-जागीर मन्वाजियात के लिये यह अहकामात जारी नहीं हुये हैं ?

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ - صاحبزادہ علاقوں کی حالت جہاں سمیت - سرے
- - - - - کے رتبہ کے رتبہ ہیں یہ عمل ہو رہا ہے - جن علاقوں کے بارے
میں - - - - - سرے ستارے ہیں کی وہاں یہ عمل نہیں ہو رہا ہے -

شری نارائن راؤ نرسنگ راؤ - (ملو) - کیا وجہ ہے کہ مرہٹڑہ کے علاقوں
میں تیسری ریٹ نہیں دیا گیا ہے ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ - میں نہیں جانتا کہ آنریبل ممبر کس ضلع سے متعلق
معلومات چاہتے ہیں -

شری نارائن راؤ نرسنگ راؤ - صبح ٹائڈنگ معلومہ

Mr. Speaker : This question pertains to Nizamabad district.
Let us proceed with the next question.

Shri Ch. Venkatram Rao—Question No. 140 (89).

†(Shri Ch. Venkatram Rao was not present in the House).

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - مسٹر اسپیکر - بس قبل ہو گئی ہے اس لئے بہت
سے آنریبل ممبرس دیر سے آئے - ان کے آنے کے بعد موقع دیا جائے -

Mr. Speaker : We shall see afterwards. Next question.
Shri G. Hanumantha Rao.

REVENUE IN JAGIR VILLAGES

*141 (121) *Shri G. Hanumantha Rao (Mulug) :* Will the
hon. Minister for Revenue be pleased to state :

(a) The maximum and minimum rates of Revenue
assessment in the former Jagir villages ?

(b) Whether there is any difference between the assess-
ment rates of Jagir villages and the adjacent Diwani villages ?

(c) Whether any reduction was effected in the land
revenue rates at the time of or after the abolition of Jagirs ?

(d) Whether Government would review the whole posi-
tion of revenue assessment of the former Jagir villages in the
light of the compensation paid to the Jagirdars on the basis of
their ' net income ' ?

شری بی۔ رام کشن راؤ - اے - ریٹس حسب دہلی ہیں -
حکشی زمینات کے لئے میکزیم ریٹس (Maximum Rats) ۱۸ روپیہ - باغات ۱۸ روپیہ
تقریباً ۳۱ روپیہ آنہ

†Answer to *140 (89) under Unstarred Questions and Answers.

منیم ریٹس (Minimum Rates) خشکی ۱ روپیہ ۴ آنہ

باغات ۵ روپیہ -

تری ۱۰ روپیہ -

بی۔ ہاں ، فرق ہے جسکو دور کرنیکی حکومت کو شاں ہے - ۸۴۹۶ جاگیری
مواضعات ہیں جنکے متعلق عام طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ریٹس میں فرق ہے -
علاقہ دیوانی - اور جاگیرات کے ریٹس یہ ہیں -

علاقہ دیوانی - خشکی ۲-۴ روپیہ

جاگیرات خشکی ۵-۰-۰-۰ روپیہ

علاقہ دیوانی باغات ۱۰-۰-۰-۰ روپیہ

جاگیرات باغات ۱۸-۰-۰-۰ روپیہ

علاقہ دیوانی تری ۲۵-۰-۰-۰ روپیہ

جاگیرات تری ۸-۰-۳۱ روپیہ

خشکی ۱۲-۰-۰

منیم ریٹس علاقہ دیوانی خشکی ۱۲-۰-۰

تری ۸-۰-۴ روپیہ

باغات ۳-۰-۰-۰ روپیہ

منیم علاقہ جاگیرات خشکی ۱-۴ روپیہ

باغات ۵-۰-۰-۰ روپیہ

تری ۱۰-۰-۰-۰ روپیہ

ان تفصیلات سے ظاہر ہوگا کہ ریٹس میں تفاوت ہے - اور ریٹس علاقہ جاگیرات کے
مقابلہ میں علاقہ دیوانی میں کم ہیں -

سی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں کئی مرتبہ تفصیلات پیش کی جاچکی ہیں۔
ابھی جیسا کہ میں نے ایک آنریبل ممبر کے جواب میں عرض کیا ایک ضلع واری تختہ
هاؤس کے ٹیبل پر رکھ دیا جائیگا تاکہ ضلع واری تفصیلات آنریبل ممبرس کو معلوم
ہوسکیں۔ مختصراً جواب یہ ہے کہ ۸۴۹۶ مواضعات کے منجملہ ۳۱۱۷ مواضعات میں
میں دیوانی ریٹس لاگو کر دئے گئے ہیں۔ باقی ۵۳۸۱ مواضعات میں ابھی لاگو کرنا ہے۔

ڈی۔ میں نے اس جزو کا مطالب نہیں سمجھا۔ اگر سوال کا منشا یہ ہے کہ
جاگیر داروں کی جو کمپنیشن دیا جا رہا ہے وہ ریونیو اسسمنٹ کو بڑھا کر اسکے لحاظ

سے دیا جا رہا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ ریونیو اسسمنٹ (Revenue)

Assessment) کو کم یا زیادہ کرنے کا سوال یونیفارمیٹی

(Uniformity) اور اکوائٹی (Equality) کے اصولوں

پر منحصر ہے۔ وہ دوسری بنیادوں پر رکھا گیا ہے۔ اس لئے اس کا کمپنیشن سے کوئی

سمبندھ (संबंध) نہیں ہے۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ میں آڈریل جیف مسٹر کے سوال کے آخری جزو کی جانب توجہ دلاؤ۔ خدا تعالیٰ کے جاگیرى مواضع کے ریٹس دیوانى کے مقابلہ میں دو تین گنے زیادہ ہیں۔ اس لحاظ سے کیا یہ مناسب نہیں تصور کیا جانا کہ ان جاگیرى مواضع کے جو معاوضے جاگیر داروں کو دئے جا رہے ہیں ان میں اسی تناسب سے کمی کی جائے؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ جاگیر داروں کو جو معاوضہ دیا جا رہا ہے اس کا کیلکولیشن (Calculation) اس طرح کیا گیا ہے کہ انکم میں سے کچھ پرسنٹج کم کر کے ہی یہ معاوضہ دیا جا رہا ہے۔ اسلئے میں نہیں سمجھتا کہ محض اس وجہ سے کہ جاگیرى مواضع کے دھارے دیوانى سے زیادہ ہیں لہذا مزید کمی کی جانی چاہئے۔ ایسا ہو سکتا ہے یا کا کیونکہ یہ لیجسلیشن (Legislation) کو چینج کرنے کا معاملہ ہے۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ - میرا کہنا یہ ہے کہ جو انکم جاگیر داروں کو مل رہی ہے اس میں کمی کی جاسکتی ہے۔

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ جاگیرات بحال ہوتے ہو ایسا ہو سکتا تھا۔ اب یوں کیا گیا ہے کہ دس سالہ انکم جو آبکاری وغیرہ کے سلسلہ میں نہا اسکو ریڈیوس (Reduce) کر کے ملٹی پل (Multiple) بنا کر دیا گیا ہے۔ بعض جاگیرات پر فوج وغیرہ کے رکھنے کی ذمہ داری تھی۔ ایسے جاگیرات کو (۶۰) فیصدی کم دیا گیا ہے۔

شری ورکانتم گوپال ریڈی (بیڑچل)۔ کیا حد فخاص میں سٹلمنٹ (Settlement) کیا گیا ہے؟ اگر کیا گیا ہے تو کن اصولوں پر کیا گیا ہے؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ سٹلمنٹ ڈپارٹمنٹ کے ذریعہ دیوانى علاقوں میں جو قواعد جاری ہیں انکے لحاظ سے سٹلمنٹ کیا گیا ہے۔ اگر کوئی غلطی ہوئی ہے تو اسکی اصلاح ہو سکتی ہے۔

آئی. رंगराव देशमुख (गंगाखेड) :- जिस वक्त जागीरी मवाजियात में दिवानी के मुकाबले में जो जाबिद मालगुजारी वसूल की जा रही है उसको क्यों कम नहीं किया जाता?.

Mr. Speaker : This question has already been put.

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ جاگیرات میں جو ریٹس ہیں وہ دو تین گنا زیادہ ہیں۔ بعض مواضع کو (۲۵) فیصدہ جو ریمیشن (Remission) دیا گیا ہے بقیہ (۵۳.۸) مواضع کی حد تک بھی کیوں یہ نہیں دیا جاسکتا؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ ہر جگہ ۲۵ فیصدی کمی کرنے کی جو تجویز ہے، میں نہیں سمجھتا کہ یہ ان وقت مناسب ہے کیونکہ برا کٹیکل (Practical)

طور پر یہ ممکن نہیں ہے۔ (۴۰) فیصدی دیہانوں میں اس کا عمل ہو چکا ہے۔ کام تیزی سے چل رہا ہے ایک آدھ سال میں سارے مواصلات میں ریٹس (Rates) یکساں ہو جائینگے۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - کیا ایکویٹی (Equity) کے لحاظ سے گورنمنٹ یہ ضروری نہیں سمجھتی؟

شری بی۔ رام کشن راؤ - ایک سال میں خود بخود ایکویٹی ہرجائیگی۔

PREVENTION OF EVICTION OF TENANTS

*142 (141) *Shri G. Sree Ramulu (Manthani)* : Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

(a) The number of cases instituted under the 'Prevention of Eviction of Tenants Ordinance' in the State during the period of its operation ?

(b) The number of cases wherein the landlords were imprisoned or heavily fined ?

(c) The names of such landlords district-wise ?

شری بی رام کشن راؤ - اس سوال کے تین اجزاء ہیں۔ پہلے جزو کا جواب یہ ہے کہ بریوٹنس آف ایوکشن آف ٹیننٹس آرڈیننس (Prevention of Eviction of Tenants Ordinance) کے تحت جو بے اسٹیٹ زمین اسکی عمل آوری کے زمانے میں (۱۹۸۱ء) کیس ہوئے۔

دوسرے جزو کا جواب یہ ہے کہ گلبرگہ ضلع میں ایک لینڈ لارڈ کو ایک ہزار روپیہ جرمانہ کیا گیا۔ کسی اور جگہ سزا نہیں دی گئی۔ جزو سی کا جواب یہ ہے کہ جن صاحب کو یہ جرمانہ کیا گیا ہے انکا نام رامچندرا ریڈی دیشمکھ ہے جو سرے پٹی تعلقہ تانبور ضلع گلبرگہ میں رہتے ہیں۔

WATER FOR IRRIGATION

*143 (263) *Shri G. Hanumantha Rao* : Will the hon. Minister for Revenue be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that under Ghanpura, Laknavaram Tanks (Mulug taluq) water has been given for irrigation on 26th January 1953 instead of 1st week ?

(b) How much 'tabi' 'Tai Bandi' has been made under these tanks respectively ?

(c) Is it not a fact that water is available under Laknavaram tank to irrigate 2,500 acres for Tabi ?

(d) If so, why less ' Tai Bandi ' has been made ?

شری بی۔ رام کشن راؤ - جو فیکرس لکھنا ورم پراجکٹ کے بارے میں دریافت کئے گئے ہیں وہ کلکٹر کے پاس سے ابھی وصول نہیں ہوئے ہیں - اگلے ہفتہ میں میں خاص طور پر اس سوال کا جواب دوں گا - میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت تک کلکٹر کے پاس سے جواب آجائے گا -

FALLOW LANDS AT TUKARAM PROJECT

*144 (264) Shri G. Hanumantha Rao : Will the hon. Minister for Revenue be pleased to state :

(a) Is it a fact that 10,000 acres of Government land is lying fallow at Tukaram Project in spite of the fact that it was highly recommended by the Agriculture, P.W.D. and Revenue Departments for Paddy cultivation ?

(b) If so, why ?

شری بی۔ رام کشن راؤ - جزو (اے) کا جواب یہ ہے کہ یہ دس ہزار ایکڑ کا فیکر (Figure) صحیح نہیں ہے - چیف انجینیر نے جو تخمینہ کیا ہے صرف تین ہزار ایکڑ ہے - انہوں نے تخمینہ کیا ہے کہ اگر اس پراجکٹ کی تعمیر ہو جائے تو تین ہزار ایکڑ زمین پر آبی کاشت (Cultivation) ہو سکتا ہے -

جزوی کا جواب یہ ہے کہ اس پراجکٹ کی تعمیر کے بعد جو تین ہزار ایکڑ زمین قابل کاشت بنائی جاسکتی ہے وہ محصورہ جنگل ہے اور ایسا ایریا ہے جو شکار گاہ کے نام سے موسوم ہے - سرشتہ جنگلات کی رائے یہ ہے کہ اس کو محصورہ سے خارج نہ کیا جانا چاہئے جبکہ کہ پی - ڈبلیو - ڈی کی جانب سے کوئی سروے نہ ہو جائے -

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - کیا یہ وٹ لینڈ (Wet land) نہیں بن سکتا ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ - یہاں اس وقت پراجکٹ نہیں ہے - ایک ہر روزل ہے کہ یہاں پراجکٹ بنایا جائے - چند لوگ ایسے ہیں جو تار دیتے ہیں اور درخواستیں دیتے ہیں کہ یہاں پراجکٹ بنایا جائے - لیکن جب تک پی - ڈبلیو - ڈی اس کی جانچ نہ کر لے یہ نہیں ہو سکتا -

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - کیا یہاں پراجکٹ بنانے کی کوئی اسکیم ہے ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ - پراجکٹ کے لئے جو تخمینہ کیا گیا ہے وہ بہت بڑا ہے اور خرچے کے مقابلے میں اسکے فوائد اتنے زیادہ نہیں ہیں۔ اسلئے فی الحال کوئی اسکیم نہیں ہے۔ جو آمدنی اسکے ذریعہ سے ہر سکتی ہے وہ اتنی کم ہے کہ خرچ کے تناسب سے ٹھیک نہیں بیٹھتی۔

شری جی۔ ہنمنت راؤ - کیا سروے کیا گیا ہے ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ - تفصیلی سروے نہیں کیا گیا ہے۔

شری جی۔ ہنمنت راؤ - تفصیلی سروے کب کیا جائیگا ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ - یہ پی۔ ڈبلو۔ ڈی کے زیر غور ہے۔

شری جی۔ ہنمنت راؤ - کیا فائو ایر پلان (Five-Year Plan) میں اسکو شریک کیا گیا ہے۔

شری بی۔ رام کشن راؤ - فائو ایر پلان میں اسکو نہیں رکھا گیا ہے۔

ایک آنریبل ممبر - ریزرو فارسٹ (Reserve Forest) کو محصورہ سے نکالکر تری کاشت کے قابل بنایا جائے تو کہا برا ہے ؟ گورنمنٹ کی پالیسی کیا ہے ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ - یہ کوئی دور اندیشی کی پالیسی نہیں کہلائی جائیگی اس طریقہ سے ملک کو مفاسد بنانا ہے۔ بصورت مزبودہ ملک میں جنگل کا پرستش خود کم ہے۔ ملک کے لئے فارسٹ کی شدید ضرورت ہے۔ فارسٹ کی مزید توسیع پر غور کرنا چاہئے نہ کہ اسکو گھٹایا جائے۔

شری جی۔ سری راملو - لیکن ارریگیشن پریز (Irrigation purpose) کے لئے دینے میں کیا نقصان ہو سکتا ہے ؟ کیا منتہنی میں ایسا کیا جاسکتا ہے ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ - میں نے عرض کیا کہ جنگل ملک کی دولت ہے منتہنی میں جو جنگل ہے اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس میں قحط زدہ کاشتکاروں کو نہیں بسایا جاسکتا۔

شری گنپت راؤ واگھارے (دیگلور - محفوظ) - کیا ان رقبوں کو جو جنگل نہیں ہیں ارریگیشن میں تبدیل کیا جاسکتا ہے یا محصورہ میں شامل کیا جاسکتا ہے ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ - آنریبل ممبر جس ضلع سے آئے ہیں وہاں فارسٹ موجود ہی نہیں ہے۔ گورنمنٹ کی پالیسی تو یہ ہے کہ جن کے پاس زمین ہے ان سے حاصل کر کے اسکو فارسٹ میں شامل کیا جائے۔

Mr. Speaker : This is a hypothetical question.

Shri B. Ramakrishna Rao : That is why I have answered hypothetically.

Unstarred Questions And Answers

TENANCY CASES

*140 (89) *Shri Ch. Venkatram Rao (Karimnagar)* : Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

(a) The number of tenancy cases which were brought to the notice of Tenancy Commission of Karimnagar, Jagtial and Sultanabad Taluks ?

(b) The number of cases settled and the number still pending ?

Shri B. Ramakrishna Rao : (a) The total number of cases upto the end of February, 1953 is 513.

(b) Out of 513 cases, 211 cases have been disposed of and the remaining 302 are still pending.

CAR OF SALAR JUNG ESTATE

*145 (28) *Shri Syed Hasan (Hyderabad City)* : Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that the senior member of the Board of Revenue has kept a car belonging to the Salar Jung Estate for his personal use ?

(b) Whether it is not a fact that the same car is used by him when he goes on tour to districts in the capacity of the Civil Supply Commissioner and Member of the Board of Revenue ?

(c) If so, whether he returns one-fourth of the total mileage he receives as T.A. to the Estate as per rules ?

Shri B. Ramakrishna Rao : (a) yes.

(b) Government have been informed.

(c) There is no such rule in the Estate. He pays the running charges himself ; moreover he gets no remuneration for working as Chairman.

SUPPLY OF CROCKERY TO STATE COUNSELLOR

*146 (281) *Shri Syed Hasan* : Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that rare and expensive crockery was given to the State Counsellor from the Estate of late Salar Jung at a nominal price ?

(b) If so, under whose direction this transaction was made ?

Shri B. Ramakrishna Rao : (a) No.

(b) In view of the above answer, the question does not arise.

TERMINATION OF TENANCY

*147 (290) *Shri G. Sreeramulu :* Will the hon. Minister for Revenue be pleased to state :

(a) Whether and if so who issued orders to the Revenue Officers to keep in abeyance the disposal of "termination of Tenancy" cases instituted under Section 44 of the Tenancy Act of 1950 ?

(b) Whether Government is aware of the hardships caused to petty Pattedars by the above orders ?

(c) Under what authority or Rules such an order was issued ?

Shri B. Ramakrishna Rao : (a) At the instance of the Government the Senior Member, Board of Revenue, has issued instructions to keep in abeyance the disposal of "termination of Tenancy cases" instituted under Section 44 of the Tenancy Act of 1950.

(b) It cannot be denied that the above orders have caused hardships to petty Pattedars, but this step had to be taken as a temporary measure to stop the indiscriminate use of Section 44 of the Tenancy Act.

(c) This question does not arise as it was a matter of staying only which has now been considered under the amending Bill and suitable instructions will follow in view of the fact that there is no longer any necessity to continue staying of cases under Section 44.

GOONDAISM AT CHARMINAR FACTORY

*148 (90) *Shri Ch. Venkatrama Rao :* Will the hon. Minister for Labour be pleased to state :

(a) Whether any incidents of 'Goondaism' occurred at Charminar Factory in the month of October or November 1952 ?

(b) If so, what steps did the Government take to protect the factory labourers ?

The Minister for Commerce, Industries and Labour (Shri Vinayak Rao Vidyalkar) : (a) It is a fact that there was trouble near the Charminar Factory in the month of November 1952. It is reported that during mid-day recess on 13-11-1952, some men crowded outside the gates and attempted to force their way into the factory compound. They are reported to have pelted stones at the workers who were leaving the factory at 4 p.m. as a result of which the workers received injuries.

(b) It was wholly a matter of law and order and not an industrial dispute in which the Labour Department could intervene.

COLLECTION OF JATRA RENT

*149 (168) *Shri Shrihari (Kinwat) :* Will the hon. Minister for Local Self-Government be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that Tahsildar of Kinwat collected Jatra rent at Mandwi in February 1952 but did not remit the amount to the District Board ?

(b) If so, what action has been taken in the matter ?

The minister for Local Self Govt. and Labour Housing (Shri Anna Rao Ganamukhi) : (a) This is a fact.

(b) The explanation of the Tahsildar has been called by the Collector, Adilabad, for keeping the amount in the Miscellaneous kirdi for such a long time.

SCARCITY OF DRINKING WATER IN BASMAT

*150 (318) *Shri Bhagwanrao Boralkar (Basmal-General) :* Will the hon. Minister for Local Self-Government be pleased to state :

(a) Whether Government are aware of the scarcity of drinking water in Basmath taluka ?

(b) The number of applications received in this connection?

(c) What steps have been taken by the Government in this regard ?

Shri Annarao Ganamukhi : (a) Government are aware of the scarcity of drinking water in Basmat taluka.

(b) No application has been received by this Department.

(c) A sum of Rs. 1,50,000 has been sanctioned from the balances of the District Board, Parbhani, for excavating new wells and deepening of the existing wells in Parbhani district including Basmat taluka.

ADVISORY BODIES

*151 (206) *Shri L. K. Shroff (Raichur)*: Will the hon. Minister for Planning be pleased to state :

(a) Whether any Advisory Bodies have been constituted for enlisting public co-operation in executing the Community Projects ?

(b) If so, when were they formed and what are their functions ?

(c) How many times have these bodies met since their formation ?

(d) What are the recommendations of the Committee for the Munirabad Community Project ?

MINISTER FOR AGRICULTURE, SUPPLY, PLANNING AND LEGISLATURE.

(Dr. Chenna Reddy) : (a) Yes.

(b) They were formed in November, 1952.

The main function of the Project Advisory Committee is to offer aid and advise for the implementation of the objectives of the Community Projects.

(c) The Nizamsagar Project Advisory Committee met twice and the Project Advisory Committee, Mulug met once. The Tungabhadra Project Advisory Committee is to meet on 23rd March, 1953.

(d) The question does not arise.

DISTRIBUTION OF LAND TO HARIJANS

52 (321) *Shri D. Ramaswamy (Nagarkarnool)*: Will the hon. Minister for Revenue be pleased to state :

The places and the respective districts where the 77,000 acres of land have been distributed among the Harijans under Laoni Special Rules.

Shri B. Ramakrishna Rao : A statement showing the places and the respective Districts where the 77,000 acres of land have been distributed among the Harijans under Special Laoni Rules is appended.

Statement showing the distribution of Land to Harijans under Special Laoni

STARRED QUESTION NO. 321

Srl. No.	Name of the District	Land distributed under Special Laoni Rules		Places
1	2	3	4	
				<i>Acres Guntas</i>
1.	Nizamabad	.. 1121	0	
2.	Nanded	.. 5531	10	
3.	Nalgonda	.. 2201	10	Nalgonda, Devarkonda, Miryalguda, Huzurnagar, Suryapeth, Jangaon, Bhongir, Ramannapeth.
4.	Khammam	.. 1379	18	Madhira
		982	2	Borgampahad
		480	38	Yellandu
		775	7	Khammam
	Total	.. 3617	25	
5.	Bidar	.. 169	39	
6.	Parbhani	.. 176	2	Gangakhed
		4445	0	Jintur
		143	0	Partur
		78	0	Hingoli
		458	0	Kalamnuri
		439	0	Basmath
	Total	.. 5739	2	
7.	Adilabad	.. 2048	0	
8.	Aurangabad	.. 5142	0	
9.	Hyderabad	.. 1165	18	Hyderabad, Medchal, Shahabad, Ibrahimpatam
10.	Mahbubnagar	.. 733	0	Wanparthi Taluq
		1609	0	Mahbubnagar
		51	0	Pargi
		518	0	Achampeth
		180	0	Kalvakurthi
		128	0	Nagarkurnool
		1881	0	Shadnagar
	Total	.. 4550	0	

990 . 19th March, 1953. *Unstarred Questions and Answers*
Statement showing the distribution of Land to Harijans under Special
Laoni—(Contd.)

Srl. No.	Name of the District	Land distributed under Special Laoni Rules		Places
1	2	3	4	
11.	Medak	4988	6	
12.	Raichur	285	2	Gadwal
		206	19	Alampur
		10	25	Devdurg
		18	39	Lingsugur
	Total ..	466	5	
13.	Bhir	387	35	
14.	Osmanabad ..	407	0	
15.	Gulbarga	2448	2	Chitapur & Yadgir Taluqas.
16.	Warangal	1138	0	Mahbubabad
		1858	20	Warangal
		421	22	Mulug
		784	32	Pakhal
	Total ..	8652	84	
17.	Karimnagar ..	459	15	Karimnagar Taluq
		285	86	Sultanabad "
		389	1	Jagtial "
		824	15	Sircilla "
		255	15	Huzurabad "
		825	30	Manthani "
		24	32	Parkal "
	Total ..	8014	24	

REJECTION OF NOMINATION PAPERS

53 (24) *Shri Ch. Venkatrama Rao* : Will the hon. Minister for Local Government be pleased to state :

Whether it is a fact that the nomination papers of P.D.F. candidates for Municipal Elections were rejected on the ground that they were Ms. L. A. ?

Shri Anna Rao Ganamukhi : The nomination papers of certain Ms. L. A. who were candidates for the Municipal Elections at Nalgonda were rejected by the Returning Officer because they were in receipt of salaries.

Statement showing the Strength of the Officers who know Telugu

Sl. No.	Name of the Officer	Telugu		
		Read	Write	Speak
1.	Shri Fiaz Hussain, Director, Social Service Department	Yes	Yes	Yes
2.	Shri Khaja Mahbub Hussain, Dy. Director	No	No	Yes
3.	Shri Babu Rao Varma, Asst. Director	Yes	Yes	Yes
4.	Shri Anant Rao Bodhankar, Spl. Social Service Officer, Nalgonda ..	No	No	Yes
5.	Shri Chalapathi Rao, Social Service Officer, Nizamabad	Yes	Yes	Yes
6.	Shri Gulam Mujthaba Khan, Social Service Officer, Burgumpahad ..	Yes	Yes	Yes
7.	Shri Raghavendar Rao Desai, Social Service Officer, Raichur ..	No	No	No
8.	Shri Prem Raj Mathur, Spl. Social Service Officer, Hyderabad ..	No	No	Yes
9.	Shri Anand Rao, Social Service Officer, Medak	Yes	Yes	Yes
10.	Shri F. J. Mehta, Spl. Social Service Officer, Adilabad	Yes	Yes	Yes
11.	Shri M. A. Hadi, Social Service Officer, Aurangabad	No	No	No
12.	Shri F. A. Ansari, Spl. Social Service Officer, Mananur	No	No	Yes
13.	Shri S. B. Jogalkar, Social Service Officer, Asifabad	No	No	Yes

Sl. No.	Names of the Officer	Telugu		
		Read	Write	Speak
14.	Shri F. A. Faizi, Spl. Social Service Officer, Karimnagar	No	No	No
15.	Shri Anant Rao, Social Service Officer, Osmanabad	Yes	Yes	Yes
16.	Shri Syed Hashim Ali, Spl. Social Service Officer, Yellandu	No	No	Yes
17.	Shri Kamala Manohar Rao, Special Social Service Officer, Warangal ..	Yes	Yes	Yes

MEMBERS IN PLANNING COMMITTEES

54 (25) *Shri Ch. Venkatrama Rao* : Will the hon. Minister for Planning be pleased to state :

(a) The percentage of members belonging to parties other than the Congress Party in the Planning Committee of each District ?

(b) The member of meetings held by these Committees in each district ?

(c) The schemes proposed by them and those accepted by the Government so far ?

Dr. Chenna Reddy : (a) The nominations on the Committee are not done on party basis. The question of percentage does not therefore arise.

(b) The number of meetings held by the various District Planning Committees are as under :

1.	Nizamabad	1
2.	Mahbubnagar	3
3.	Medak	3
4.	Adilabad	1
5.	Nalgonda	7
6.	Karimnagar	1

7. Warangal	4
8. Hyderabad	3
9. Osmanabad	2
10. Bhir	2
11. Parbhani	4
12. Gulbarga	3
13. Raichur	2
14. Bidar	Nil
15. Nanded	Nil
16. Aurangabad	Nil

(c) Because of the immediate necessity of having a plan in response to Government of India's letter in April it was not possible to consult the District Planning Committees and therefore the plans were approved by the Planning Board, itself subdivided into Sub-Committees, on which Districts were represented. The District-wise distribution of the plan is now being made and they will be sent to the District Planning Committees who will fix up all priorities.

TELUGU KNOWING GAZETTED OFFICERS IN SOCIAL SERVICE DEPARTMENT

55 (23) *Shri Ch. Venkatrama Rao* : Will the hon. Minister for Social Service be pleased to state :

(a) the Number of Telugu knowing Gazetted Officers in the Social Service Department ?

(b) Whether it is a fact that officer in-charge of Karimnagar district does not know the local language ?

The Minister for Social Service (Shri Shanker Dev) : (a) The number of Telugu knowing Gazetted Officers in the Social Service Department is 14. Statement giving the names of those who can read, write and speak in Telugu is placed on the table of the House.

(b) Yes, it is a fact.

Business of the House

Mr. Speaker : Before taking up the motion for Demands, I would like to read out the letter received from the Rajpramukh :

" I receive with great satisfaction the expression of thanks by the Members of the Assembly for the address I delivered to them on 2nd March, 1950 "

شری سید حسن - میں اس چیز پر انسٹ (Insist) تو کرنا نہیں چاہتا - لیکن یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نو بجکر دس منٹ سے اجلاس شروع کیا گیا - اس لئے پورا آدھا گھنٹہ سوالات کے لئے ملنا چاہئے - جناب والا ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ (۲۰) منٹ کے عرصہ میں کتنے سوالات ہو سکے ہیں -

(Pause)

مسٹر اسپیکر - دوسرے بھی اہم کام ہیں - اس لئے سوالات کا وقت ختم ہو جائے تو اچھا ہے -

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - اگر پانچ منٹ اور دے دئے جائیں تو مناسب ہوگا -

مسٹر اسپیکر - مجھے ٹائم دینے میں کوئی عذر تو نہیں - لیکن دوسرے بھی کام ہیں جنہیں مقررہ ٹائم کے اندر ختم کرنا ہے -

General Budget—Demands for Grants

Mr. Speaker: Now, let us proceed with the motion for Demands of the Minister for Excise.

منسٹر فار ایکسائز فار سٹس اینڈ کسٹمز (شری وینکٹ رنگا ریڈی) - میں تحریک کرتا ہوں کہ مطالبہ نمبر (۳) آبکاری کی بابتہ مبلغ (۷۸۸۰۰۰۰) روپیہ راج ہرمکھ کے نام اون مدات کے اخراجات کے لئے جو ۳۱ مارچ سنہ ۵۴ ع کے ختم ہونے سے پہلے لاحق ہونے ضروری ہیں منظور کئے جائیں - اس مطالبہ کو راج ہرمکھ کی سفارش حاصل ہے -

Mr. Speaker: Motion moved:

“That a sum not exceeding Rs. 78,80,000 under Demand No. 3 (State Excise Duties) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh”.

شری وینکٹ رنگا ریڈی - میں تحریک کرتا ہوں کہ مطالبہ نمبر (۳) اسٹامپس کی بابتہ (۳۲۸۰۰۰) روپیے راج ہرمکھ کے نام اون مدات کے اخراجات کے لئے جو ۳۱ مارچ سنہ ۵۴ ع کے ختم ہونے سے پہلے ادا ہونے چاہئیں منظور کئے جائیں - اس مطالبہ کو راج ہرمکھ کی سفارش حاصل ہے -

Mr. Speaker: Motion moved:

“That a sum not exceeding Rs. 3,28,000 under Demand No. 4 (Stamps) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh”.

شری وینکٹ رنگا ریڈی۔ میں تحریک کرنا ہوں کہ مطالبہ نمبر (۵) جنگلات کی رقم ۳۸,۰۰۰ روپیہ راج پرمکھ کے نام اون مدات کے اخراجات کے لئے جو ۳۱ مارچ سنہ ۵۴ء کے ختم ہونے سے پہلے ادا ہونے ضروری ہیں منظور کئے جائیں۔ اس مطالبہ کو راج پرمکھ کی سفارشی حاصل ہے۔

Mr. Speaker : Motion moved :

“That a sum not exceeding Rs. 34,88,000 under Demand No. 5 (Forest) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh”.

شری وینکٹ رنگا ریڈی۔ میں تحریک کرتا ہوں کہ مطالبہ نمبر (۶) رجسٹریشن کی بابتہ (۳۴,۰۰۰) روپیہ راج پرمکھ کے نام اون مدات کے اخراجات کے لئے جو ۳۱ مارچ سنہ ۵۴ء کے ختم ہونے سے پہلے ادا ہونے ضروری ہیں منظور کئے جائیں۔ اس مطالبہ کو راج پرمکھ کی سفارشی حاصل ہے۔

Mr. Speaker : Motion moved :

“That a sum not exceeding Rs. 4,24,000 under Demand No. 6 (Registration) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh”.

شری وینکٹ رنگا ریڈی۔ میں تحریک کرتا ہوں کہ مطالبہ نمبر (۹) کروڑ گیری کی بابتہ مبلغ (۳,۹۸,۰۰۰) روپیہ راج پرمکھ کے نام اون مدات کے اخراجات کے لئے جو ۳۱ مارچ سنہ ۵۴ء کے ختم ہونے سے پہلے ادا ہونے ضروری ہیں منظور کئے جائیں۔ اس مطالبہ کو راج پرمکھ کی منظوری حاصل ہے۔

Mr. Speaker : Motion moved :

“That a sum not exceeding Rs. 39,86,800 under Demand No. 9 (Inter State Transit Duties) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh”.

DEMAND No. 3 (HEAD OF ACCOUNT 8)—STATE EXCISE DUTIES, Rs. 78,80,000.

LACK OF PROPER SUPERINTENDENCE OVER STATE EXCISE DUTIES

Shri Ankush Rao Ghare (Partur) : Sir I beg to move :

“That the Grant under Demand No. 3 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the Grant under Demand No. 3 be reduced by Rs. 100.”

‘ THE TREE-TO-THE-TAPPER SCHEME ’ AND EXCISE DUTIES

Shri G. Sreeramulu : Sir, I beg to move :

“ That the Grant under Demand No. 3 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the Grant under Demand No. 3 be reduced by Rs. 100.”

NON-IMPLEMENTATION OF “ TREE-TO-THE-TAPPER SCHEME ”

Shri M. Buchiah (Sirpur) : Sir, I beg to move :

“ That the Grant under Demand No. 3 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : It is practically the same as *Shri Sreeramulu*’s cut motion.

Shri M. Butchiah : I do not know what he means by ‘ The tree-to-the-tapper Scheme.’ I feel that the Government failed to implement the scheme.

Mr. Speaker : He must also feel the same.

Shri G. Sreeramulu : The non-implementation of the scheme is too well known to the people.

Mr. Speaker : This cut motion need not be put to vote.

DEPLORABLE LIVING CONDITIONS OF THE TODDY TAPPERS

Shri M. Buchiah : Sir, I beg to move :

“ That the Grant under Demand No. 3 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the Grant under Demand No. 3 be reduced by Rs. 100.”

POICY REGARDING AUCTIONS

Shri Mohd. Abdul Rahman (Malakpet) : Sir, I beg to move :

“That the Grant under Demand No. 3 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the Grant under Demand No. 3 be reduced by Rs. 100.”

CORRUPTION IN EXCISE DEPARTMENT

Shri P. Vasudev (Gajwel) : Sir, I beg to move :

“That the Grant under Demand No. 3 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the Grant under Demand No. 3 be reduced by Rs. 100.”

EXCISE ADMINISTRATION IN NALGONDA DISTRICT

Shri B. Dharmabiksham (Suryapet—General) : Sir, I beg to move :

“That the Grant under Demand No. 3 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the Grant under Demand No. 3 be reduced by Rs. 100.”

CONTRACT SYSTEM IN EXCISE DEPARTMENT

Shri K. Venkatrama Rao (Chennakondur) : Sir, I beg to move :

“That the Grant under Demand No. 3 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the Grant under Demand No. 3 be reduced by Rs. 100.”

Shri K. Ananth Reddy (Balkonda) : Sir, I beg to move :

“That the Grant under Demand No. 3 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the Grant under Demand No. 3 be reduced by Rs. 100.”

DEMAND NO. 4 (HEAD OF ACCOUNT 9)—STAMPS—Rs. 3,28,000

LACK OF SUPERINTENDENCE IN THE STAMPS DEPARTMENT

Shri Ankushrao Ghare : Sir, I beg to move :

“That the Grant under Demand No. 4 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the Grant under Demand No. 4 be reduced by Rs. 100.”

DEMAND NO. 5 (HEAD OF ACCOUNT 10) —FOREST—
Rs. 34,88,000

INEFFICIENCY AND CORRUPTION IN THE FOREST DEPARTMENT
IN NIRMAL TALUK

شری گوپی ڈی کنگار ریڈی (نرمل - عام) - میں ڈیمانڈ نمبر (۵) پر یہ کٹ سوشن
پیش کرتا ہوں کہ مبلغ (۳۴۸۸۰۰۰) کے مطابہ آبکاری میں (۲۰۰) روپے کی کمی
کی جائے۔ کیونکہ میں نرمل تعلقہ کے صیفہ جنگلات کی نااہلیت اور خرابی پر بحث
کرونگا۔

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the Grant under Demand No. 5 be reduced by Rs. 200.”

WORKING OF FOREST DEPARTMENT IN WARANGAL DISTRICT

Shri K. L. Narsimha Rao (Aland—General) : Sir, I beg to move :

“That the Grant under Demand No. 5 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the Grant under Demand No. 5 be reduced by Rs. 100.”

POLICY OF PROVIDING FACILITIES TO THE PEASANTS REGARD-
ING FOREST PRODUCTS

Shri B. Krishniah (Khammam—General) : Sir, I beg to move :

“That the Grant under Demand No. 5 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the Grant under Demand No. 5 be reduced by Rs. 100.”

WASTAGE OF FOREST WEALTH OF THE STATE

Shri G. Sreeramulu : Sir, I beg to move :

“That the Grant under Demand No. 5 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the Grant under Demand No. 5 be reduced by Rs. 100.”

AFFORESTATION IN ADILABAD DISTRICT

Shri Daji Shankar Rao : Sir, I beg to move :

“That the Grant under Demand No. 5 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the Grant under Demand No. 5 be reduced by Rs. 100.”

RESUMPTION OF FOREST LAND GIVEN FOR CULTIVATION

Shri P. Vasudev : Sir, I beg to move .

“That the Grant under Demand No. 5 be reduced by Rs. 100,”

1000 · 19th March, 1953. *General Budget—Demands for Grants*

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the Grant under Demand No. 5 be reduced by Rs. 100.”

MALPRACTICES OF FOREST RANGERS

Shri K. Ananth Reddy : I beg to move :

“That the Grant under Demand No. 5 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the Grant under Demand No. 5 be reduced by Rs. 100.”

HEAVY RISE IN ESTABLISHMENT CHARGES OF FOREST DEPT.

Shri Ankushrao Ghare : I beg to move :

“That the Grant under Demand No. 5 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion^{ed} moved :

“That the Grant under Demand No. 5 be reduced by Rs. 100.”

CORRUPTION IN THE DEPARTMENT

Shri Gopidi Ganga Reddy : I beg to move :

“That the Grant under Demand No. 5 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the Grant under Demand No. 5 be reduced by Rs. 100.”

DEMAND No. 9—Rs. 39,86,800—INTER STATE TRANSIT
DUTIES ABOLITION OF EXPORT DUTY

Shri Udhavrao Patil (Osmanabad-General) : I beg to move :

“That the Grant under Demand No. 9 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the Grant under Demand No. 9 be reduced by Rs. 100.”

RETRENCHMENT IN CUSTOMS DEPARTMENT

Shri V. D. Deshpande : I beg to move :

“ That the Grant under Demand No. 9 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the Grant under Demand No. 9 be reduced by Rs. 100.”

Now we shall take up general discussion on these demands. I would like to find out from the House whether we should work without break till 12 noon or whether we should adjourn for half an hour.

Dr. Chenna Reddy : We would like to sit continuously till 12 noon, Sir.

Shri V.D. Deshpande : We have no objection to sit continuously till 12 noon.

Mr. Speaker : All right, we can work till 12 noon.

Shri Annajirao Gavane : We may have a recess for half an hour, Sir and sit till 12 or 12-30 as required.

Shri V.D. Deshpande : That would be better, Sir.

Mr. Speaker : We will adjourn for a recess at 11 and continue till 12-30 or more.

Mr. Speaker : *Shri Krishniah*.

Shri G. Sriramulu : There seems to be a change in the method of catching the eye of the Speaker, Sir.

Mr. Speaker : The change is because of the complaint that was made by some Members to the effect that they do not get any opportunity to speak. Of course, I found that this is true. I may be wrong in some cases and so I want to give opportunity for those persons who did not have occasions so far to speak. *Shri Krishniah*.

శ్రీ బి. కృష్ణయ్య:
మిస్టర్ స్పీకర్, సర్,

నేను అడవులలో ఉన్నటువంటి కలప, తేక రైతులకు అవసరమైనటువంటి వస్తువుల నిమిత్తం రైతులకు ఎంతవరకు సౌకర్యాలు ప్రభుత్వం కలిగిస్తోందో దానిమీద మాట్లాడుతాను.

అడవిదగ్గరగా ఉండేటటువంటి రైతులు అడవులోనుంచి కలప, వ్యవసాయ పనిముట్లకు అవసరమైనటువంటిది, తెచ్చుకొనుటకు ప్రభుత్వం అనుమతించింది. కాని అవి సక్రమంగా రైతులకు అక్కడ దొరుకుతున్నాయా అంటే అక్కడ వున్నటువంటి అధికారులు, చౌకీదార్లు వాటిని రైతులకు దొరకనివ్వకుండా చేస్తున్నారు. లంచాలు ఇచ్చినవారికి మాత్రమే అడవులలో ఉన్న వ్యవసాయ పనిముట్లు దొరుకుతుంటాయి. లంచములు ఇవ్వని వారు మాత్రం అడవులనుంచి ఏ విధమైన వస్తువులు తెచ్చుకొనుటకు వీలు లేదు.

అడవిప్రక్కన వ్యవసాయముచేసే రైతుల పశువులు అడవిలోకి ఒక అడుగు అవతలకు వెళ్ళితే పట్టుకొని జరిమానాలు వసూలు చేయడం జరుగుతోంది. అయితే ఈ మధ్యన ఖమ్మం ఆ ప్రాంతాలలో వర్షాలు తేక, పంటలు పండక, ప్రజలు తినడానికి తిండి, కట్టడానికి గుడ్డలేక, ఏరకమైన కూలి పనులు లేకుండా బాధలు పడుతున్న రోజుల్లో అడవినుంచి ఎండు కట్టెలు కొట్టితెచ్చి అమ్ముక తినడానికి కూడా అవకాశము లేకపోయింది. అధికారుల వద్దకు రాయబారం వెళ్ళినా ప్రజలకు సౌకర్యములు కలిగించ లేదు. ఒక కావిడి కట్టెలు ఖమ్మం తీసుకు వచ్చినట్లయితే ఫారెస్టు డిపార్టుమెంటు (Forest Department) వారు పట్టుకొని కావిడిని కట్టెలలో సహజీనుకొని ఏరక గొట్టడం, బండబూతులు తిట్టి పంపడం జరుగుతోంది. ఒకవైపు తిండిలేక బాధపడుతూ ఇంకొకవైపున కష్టపడి కొట్టి తెచ్చుకొన్న కట్టెలను అమ్ముకొని ఆ ఫలితాన్ని పొందలేక పోతున్నారు. ఎన్నిసార్లు అధికారులలో చెప్పినా కనీసము అడవులలో ఎండి కూలిపోయిన చెట్ల కట్టెలను అక్కడ రైతాంగము, ప్రజలు వాడుకొనేందుకు నోచుకోలేక పోయారు. ఆ విధంగా అడవులలోని కట్టెలు కొట్టి తెచ్చుకొనేందుకు వీలేకుండా పోతోంది.

అడవిప్రక్కన ఉన్న గొల్లలు, వాళ్ళ మేకలను గొని గొట్టెలను గొని అడవులలో పడకపోయినా సరే చౌకీదార్లు వాళ్ళూ, లంచాలు కాజేయుటకు అవి అడవులలోకి పోకముందే వాటిని లోలుకు రావడం, అడవులలోకి పోయాయని జర్నానాలు వేయడం చేసారు. ఇటువంటి విషయాలు అధికార్లకు చెప్పుకున్నా మాటవినే పరిస్థితుల్లో లేరు. చౌకీదార్లు చెప్పినది మాత్రమే వింటారు రైతులు చెబితే వినే పరిస్థితిలో ఎవరూ లేరు. ఖమ్మం తాలూకాలో కొందరు రైతులు అడవికివెళ్ళి డబ్బుఇచ్చి కొనుక్కున్న కలపను ఖమ్మం వచ్చిన తరువాత పట్టుకొన్నారు. వారిని అక్కడ ఒక రాత్రి ఉంచారు. ఎంతచెప్పినా చౌకీదార్లు విడువము అని అక్కడ వుంచుట జరిగింది. ఒక రోజుల్లో ఖమ్మంలో ఉంచి పశువులకు మేత లేక పోయినా, వాళ్ళకు తిండిలేక పోయినా ఉంచి అవస్థ పెట్టారు. ఈ అటు శాఖ ఉద్యోగులు ప్రజలకు తీవ్ర నష్టాన్ని కలుగ జేస్తున్నారు. అక్కడ ఉన్నటువంటి రైతాంగానికి ఏ మాత్రం సహాయం చేయుట లేదు. కాబట్టి నేను ఈ అటు శాఖ మంత్రిగారిని కోరేదమింటే అక్కడ ఉన్నటువంటి రైతాంగానికి వూర్తి సౌకర్యాలు కలిగించాలని అక్కడ ఏపైతే వ్యవసాయ పనిముట్లు ఉన్నాయో వాటిని రైతులకు ఉచితముగా అడవినుంచి తెచ్చుకొనుటకు అవకాశము కల్పించాలని కోరుతున్నాను.

General Budget—Demands for Grants 19th March, 1958 1003

వర్షాలు తేనిరోజుల్లో అడవులలో గడ్డి దొరుకుతుంది. అడవి ప్రక్కల నుండి రైతా గానూ వాళ్ళు గానూ మేపుకొనుటకు పెళ్ళితే, మేపుకోనివ్వడం లేదు. అక్కడ కరువు పరిస్థితులు ఏర్పడ్డాయి. అహారశాఖా మంత్రి గారుకూడా పర్యటన చేశారు.

రైతాంగం వశువులను అడవులలో మేపుకొనుటకు పెళ్ళితే వాటిని పెట్టుకోవడం అహారశాఖా ఉద్యోగులు వాటి మీద జుర్రానాలు వేశారు అటవీశాఖ మంత్రిగారిని అనినప్పుడు దాన్ని రైతులను పూర్తి సౌకర్యాలు కలిగించాలని, అక్కడ వున్న కోయలు, అంబాడే కానులను అడవులో వశువులను మేపుకోనివ్వాలని, అక్కడవున్న రైతాంగానికి అడవులనుంచి కట్టెలు కొట్టి తేచ్చి కోవడానికి అవకాశాలు కల్పించాలని కోరుతున్నాను.

పోలీసు యాక్షను (Police Action) తరువాత రిహెబిలిటేషన్ సెంటర్లు (Rehabilitation Centres) ఏపైతే పెట్టారో ఆ సెంటర్లనుండి ప్రజలు తిరిగి వారి ఇంట్లకు వెళ్ళుతున్నారు. వాళ్ళకు ఇళ్ళు కట్టుకొనుటకు కలప దొరుకుట లేదు. అడవిలోనుంచి తెచ్చు కుంటే జుర్రానా విధిస్తున్నారు. ఏదో విధంగా చిన్న చిన్న పంది గుడిసెలు మేసుకొని వాళ్ళు జీవిస్తున్నారు. ఈ విషయాలన్నీ ఇంతకు ముందే ప్రభుత్వ దృష్టికి తీసుక వచ్చారు. ప్రభుత్వాని కీచ్చిన మెమోరాండాలలో ఆ విషయాలన్నీ ఉన్నాయి. కాని వాటికి ఏ విధమైనటువంటి సమాధానం ఇంతవరకు చెప్పలేదు. అడవినుంచి సేవనారకూడా తీయడానికి అవకాశాలు లేవు. సేవనార వారికి లేదు. వశువులను కట్టడానికి, ఇళ్ళు కట్టుకొనుటకు, వ్యవసాయము సాగించడానికి నార చాలా అవసరం. ఆ నారను కూడా తీయడానికి అవకాశం లేకుండా చేశారు కాబట్టి నార, గడ్డి, ఇళ్ళు కట్టుకొనుటకు కలవను ఉచితముగో అక్కడ రైతాంగం తెచ్చుకొనుటకు అవకాశాలు కల్పించాలని కోరుతూ ఇంతటిలో విరమిస్తున్నాను.

శ్రీ పెండే వాసుదేవ్ :

అధ్యక్ష మహాశయా,

ఇప్పుడు ఆహ్లాదకర, అటవీశాఖలు రెండింటిమీద తీర్మానాలు ప్రవేశపెట్టాయి. నేను నిన్న జరిగిన చర్చలో చెప్పాను. ఇక్కడ ప్రతివత్స సభ్యులు ఏపైనా సూచనలు చేసినట్లయితే “అదే ప్రతివత్స వారికి అలవాటు, ఆ విధంగానే చెప్పబడుండెదరు” అని ప్రభుత్వపక్షంవారు ప్రతిఘటించారు. ఆ విధంగా కాకుండా గౌరవ సభ్యులు చెప్పే ప్రతి విషయం ఆలోచించి మంత్రిగారు వాటిపై తగు చర్య తీసుకోవాలని కోరుతున్నాను.

ఈ ఆహ్లాదకర విషయంలో ఇక్కడున్న గౌరవ సభ్యులందరికన్నా ఆహ్లాదకర మంత్రిగారికే ఎక్కువ తెలుసు. ఇదీవరకు వీరు మామూలు వట్టేవారు. ఈ శాఖలో ఉండే ఉద్యోగ బృందము యొక్క లంచగొండితనం వారికి బాగా తెలుసు, మంచి అనుభవం ఉన్నది. అటువంటివారు ఇప్పుడు ఈ శాఖను చూస్తున్నారు కాబట్టి అందులోని అన్యాయాన్ని, అక్రమాన్ని బోలగించి క్రిందినుంచి పైవరకు వున్న లంచగొండి తనాన్ని నిర్మూలించారని ఆశిస్తున్నాను.

1004 19th March, 1953 General Budget—Demands for Grants

మంత్రిగారు సెలవిచ్చిన ప్రకారం నలగొండ జిల్లాలో సెంబర్లు లేకుండా గీయబడే చెట్లు 3 లక్షలకు పైగా ఉన్నాయన్నారు. భువనగిరిలో ౫౫ వేల చెట్లు గీశారని చెప్పారు. ఈవిధంగా అనుమతిలేకుండా ఈనాడుకూడా లక్షలకొలది చెట్లు ఎందుకు గీయబడుతున్నాయో అనుభవంగల మంత్రిగారు బాగా వివరిస్తే బాగుంటుంది. ముస్తాజర్లు, నంబర అండాజర్లు, ఇన్స్పెక్టర్లునుంచి పై మొహతమీముల వరకు వారికి తెలియకుండా గీయరని తెలుసు. కాబట్టి క్రిందినుంచి పైవరకు జరుగుతున్న ఈ లంచగొండి తనం చూస్తే వాళ్ళకుండే వాటాలు పుచ్చుకుంటూ, ప్రభుత్వానికి లక్షలకొలది నష్టం కలుగ జేస్తున్నారు. మంత్రిగారు ఈ లంచగొండి వద్దటిని ఆపుటకు ఏమి స్క్రీము ఆలోచించారో బోధపడుతుంది.

భువనగిరి తాలూకాలో ౫౫ వేల చెట్లు సెంబర్లు లేకుండా గీయబడ్డాయి. తురకపల్లి రేంజీలో ఒక ఉదాహరణ చూపిస్తును. అక్కడ కూచిరెడ్డి అనే ఆయన ౧౯౫౨ లో మామిడిపట్టి ఎన్నిచెట్లు గీయించారో వాటిని గురించి ఇన్స్పెక్టరుగారు చేసిన పంచనామా చూస్తే తెలుస్తుంది.

చీకటిమామిడి గ్రామంలో ౬౮ తాటి, ౪౦౯ ఈతచెట్లున్నాయి. ౧౨-౪-౫౨ న పంచనామా జరిగింది.

వేరవరం గ్రామంలో ౨౦౮ తాటి, ౫౭ ఈతచెట్లున్నాయి. ౧౨-౪-౫౨ న పంచనామా జరిగింది.

జరాల్పురంలో ౨౨౫ తాటి, ౬౦ ఈతచెట్లున్నాయి. ౧౩-౪-౫౨ న పంచనామా జరిగింది.

యాలిపురంలో ౨౫ తాటి, ౩౦ ఈతచెట్లున్నాయి. ౧౩-౪-౫౨ న పంచనామా జరిగింది.

సోమాశివేటలో ౨౨౫ తాటి చెట్లున్నాయి. ౧౩-౪-౫౨న పంచనామా జరిగింది.

అదే విధముగా మాడుచింతల పల్లి, ఉద్దేమగ్రీ, తామకుంట, మునీరాబాదు, ఉషకుపల్లి, బండకాడిపల్లి, సోలిపేట మొదలగు ౧౨ గ్రామాల్లో ౧,౧౩౨ తాటిచెట్లు, ౩౬౫ ఈతచెట్లు బీతాసెంబరు గీయబడ్డాయి. వీటికి పంచనామా జరిగినా వారిమీద చర్య ఎందుకు తీసుకోలేదు. దీనివల్ల ప్రభుత్వానికి రూ. ౧౭,౪౧౫ లు నష్టం వస్తోంది. కూచిరెడ్డిగారు కాంగ్రెసు నాయకుడు పంచనామా అయినప్పటికీ ఆయనమీద చర్య తీసుకోలేదు. కాంగ్రెసు నాయకుల కట్టుబాట్లలో ఉండే రైతులు తాటిచెట్లకు డబ్బు చెల్లించక ఎగనామం పెడుతున్నారు. దీనిపేరేనా స్వరాజ్యం అంటే? ఆనాటినుండిఆనగా జమిందార్ల జాగీర్దార్ల కాలంనుండి ఉన్న సంబంధాలు క్రిందినుంచి పైకి ఈనాటి వరకు ఉన్నాయి. ఇప్పుడు మాకు ఒక తావాటి బడ్డెటు ఇచ్చారు. దీనిని జమిందార్ల జాగీర్దార్ల బడ్డెటు అనక తప్పదు. అటువంటి ఆక్రమాలు, ఆచారాలు మన సంస్థానంలో తొలగించడానికి తీవ్ర ప్రయత్నం చేయాలని అటవీశాఖ మంత్రిగారిని కోరుతున్నాను.

شری ورتکا تم کو بال ریڈی - میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کوچ ریڈی کے پاس
میں کوئی معاملہ نہیں لیا ہے - اس کے باوجود انکا یہاں نام لیا جا رہا ہے - میں یہ چیلنج کرتا
ہوں کہ انہوں نے کوئی آپکاری کا معاملہ نہیں لیا - اگر آرڈریبل ممبر ثابت کر سکتے ہیں تو
ثابت کریں -

శ్రీ వాసుదేవు :—

నేను మీకు ఋజువు పరచడానికి సిద్ధంగా ఉన్నాను. భూమిని...

شری ورکا تم کو پل ریڈی - میں یہ بول رہا ہوں کہ اونہ نے آنکاری کا کوئی
معاملہ نہیں کیا ہے۔

مسٹر اسپیکر - آب آگئے بڑھئے -

శ్రీ వాసు దేవు :—

మామూలీ తీసుకొన్నట్లు రామయ్య ముంతకిల్ చేశాడు. సభ్యులు కోరిన యెడల వారి అనుమానం తొలగించ గలను.

ఈ సంస్థానం మొత్తంలో ౪౦,౯౭,౦౩౬ ఎకరాల అడవి వున్నది. మెదక్ జిల్లాలో ౧,౯౬,౬౩౨ ఎకరాలున్నది. ఇది మైపూజా, నీమ్ మైపూజా, గైర్ మైపూజా అని మూడురకాలున్నది. గైర్ మైపూజా విషయంలో గడ్డి కోసుకొనడానికి ప్రభుత్వంనుంచి అనుమతి దొరుకుతుంది. మెదక్ జిల్లాలో గైర్ మైపూజా భూమి ౭౭ పేల ఎకరాల వరకు వున్నది. అందులో ౧౦ పేల ఎకరాలపై వరకు గడ్డిపోచ లేకుండా, చెట్లు చేమా లేకుండా నాగలితో దున్నేందుకు తగిన భూమి ఉన్నది. ఈ భూమికి అక్కడి ప్రజలు దరఖాస్తులు పంపారు. ఆది సుబిక్షంగా పండుతుంది. దానిని దున్నుకునే వారికి ఇవ్వవలసిన కోరుతున్నాను. చెట్లు కూడా పెంచవలసినది. ఇటువంటి పట్టణాల్లో పెనుక ముందు చెట్లు ఉంటే ఆరోగ్యకరంగా ఉంటుంది. ఇంతకు ముందు ప్రధాన మంత్రిగారు నెలవిచ్చారు; ప్రభుత్వానికి అడవులను పెంచే దృష్టి వుందని, ఎంతోమంది పెద్ద పెద్ద భూస్వాములకు అడవికొలది ఎకరాల భూమి ఉన్నది. జన్నారెడ్డికి ప్రభుత్వరెడ్డికి ౧,౩౦,౦౦౦ ఎకరాలు, గోవిందరెడ్డికి ౮౦,౦౦౦ ఎకరాలు, లక్ష్మీకాంతరావు దేశముఖ్ కు ౬౦,౦౦౦ ఎకరాలు భూమి ఉన్నది. నిస్సారు రామచంద్రారెడ్డికి ౧౦,౦౦౦ ఎకరాలున్నది. నాలుగేసి పేల ఎకరాలు ప్రభుత్వంవారు అడవులక్రింద తీసుకొనవచ్చును. పైన చెప్పిన అడవులలోని దున్నటానికి సాగుకు తొయకి అయిన భూమిని ప్రజలకు ఇప్పించ వలెను. ఇటువంటి భూములను ప్రజలకివ్వకుండా అడవులను పెంచే స్క్రీము తీసుక వచ్చారు. క్రిందనుంచి పైవరకు లంచాలు తీసేందుకు వీలయ్యే స్క్రీములు గాక ప్రజలకు ఉపయోగ పడే స్క్రీములను పేయాలని కోరుతున్నాను. రైతులకు ఉన్నటువంటి తాటిచెట్లు కొట్టితే ౫ రూపాయల జారానా పేస్తున్నారు. కొద్దో గొప్పో ప్రజలకు సౌకర్యములు కలుగ జేయబడునని ఆశతో ఉన్నాను. మూలిగే నక్కమీద తోటిపండు పడిందన్నట్లు ఎప్పుడు చేసినా క్రొత్త బిల్లులు ప్రజలను అణచి పెట్టేందుకు చేస్తున్నట్లు ఉన్నది. అంతేగాని వారిని కరువుబాధనుంచి, పన్నుల భారంనుంచి తగ్గించుట లేదు.

మెదక్ జిల్లా పక్షాన ఏ తాలూకాలో మహసూరాలో ఎంత భూమి సాగుకు తొయకి ఉన్నది ప్రభుత్వానికి చెప్పకున్నాము. ప్రభుత్వంవారికి తెలుసు. ఈ సాగుకు తొయకి అయిన భూమిని, భూమిలేని రైతులకు ఇప్పించేందుకు ఆలోచించాలని, ముఖ్యంగా ఈ శాఖ మంత్రిగారు అడవులలోని సాగుకు తొయకి అయిన భూములను ప్రజలకు ఇప్పించాలని కోరుతున్నాను.

శ్రీ బి. ధర్మబిక్షం :

స్పీకర్, సర్,

నల్లగొండ జిల్లాలో ఆబ్కారీశాఖలోని పరిపాలన గురించి మాట్లాడే విషయంలో యీ కబ్జీమోషన్‌ను ప్రవేశపెట్టాను. ఈ బడ్జెటులో ౬౬ లక్షలు హక్రాజు లోటు వచ్చిందని పేర్కొనబడింది. దానికి కారణము చెప్పబడింది. ఏమంటే, ఒక లక్ష చెల్లు గీయని కారణము ఒకటి. మరొక కారణము గుర్తేదార్లు కుట్రపన్నారని. ఈ ఆబ్కారీశాఖవారు హక్రాజు పద్ధతిలో వ్యవహరించడం ఎందుకో నాకు బోధపడడం లేదు. ఈ హక్రాజు పద్ధతి ఏమిటి? ఈ శాఖలో ఆదాయాన్ని పెంచడానికి యీ ప్రభుత్వముచేసే కృషి ఏమిటి?—అని ఆలోచిస్తే ఏమీ కనుపించడం లేదు. ౧౯౩౫ సంవత్సరములో డిండే హక్రాజు ఇప్పుడు ౧౯౫౨ వ సంవత్సరములో ఆకాశము అంటేటట్లు పెరిగి పోయింది. డిందోహరణకు సూర్యపేటలో ౧౯౩౫ సంవత్సరములో హక్రాజు అడ్డు ౪౦౦ రూపాయలు డిండేది. గత సంవత్సరము నాలుగువేలకు పెంచబడింది. అంతేకాకుండా ౧౯౩౫ వ సంవత్సరములో తాడి, యాతచెల్ల ధర ౨౫—౦ డిండేది. ఇప్పుడు ౬, ౯ రూపాయల వరకు ధర పెంచ బడింది. ఈ రకంగా చెట్లధరలు ఎన్నోరెట్లుగా పెరిగి పోయింది. హక్రాజులు పెరుగుతున్నాయి. రైతులు అనేక కష్టాలు పడుతున్న ఈ దినాల్లో ఆబ్కారీ శాఖలోని పెద్దపెద్ద అధికారులు మొదలుకొని జిల్లా అధికారుల వరకు లంచాలు తీసుకొని కంట్రాక్టర్లును తీసుకొని వచ్చి కఠాలీలకు పోటీపెట్టి వాళ్ళకు అన్యాయాలు చేసి లంచాలు తీసుకొంటున్నారని. ఈ లంచా మొత్తాలు లెక్కలు చూస్తే గౌరవ సభ్యులు ఆశ్చర్య పడుతారు. హుజూర్‌నగరు తాలూకాలో పోనోడు గ్రామంలో ౨౧వేల రూపాయల రెవెన్యూ డిండే, ౬ వేల రూపాయల లంచం వసూలు చేయ బడింది. ముస్తాజ్గ్ రికార్డు చేసిన లెక్కల్లో చూస్తే సుమారు ౨౧ వేల రూపాయలు శిస్తు కట్టాల్సి వుంటే ౬ వేలు లంచాలు లెక్కలు వ్రాయబడిందన్నమాట. ముస్తాజ్గ్‌కు ఇంత; ఇన్‌స్పెక్టర్‌కు ఇంత; అని ఆబ్కారీశాఖలోని వారందరూ పేరుపేరుగా లంచాలు తీసుకోవడం జరుగుతుందే. ప్రతి గ్రామంలోనూ, ఎంతెంత లంచాలు తీసుకొంటున్నదీ లెక్కలు మారగ్గర ఉన్నాయి. అయితే ఇప్పుడు చెప్పేదేమంటే, ఒక పైపున లంచాలు పెరుగుతున్నాయి. మరో పైపున యీ ఆబ్కారీ శాఖకు ఎంతో ఆదాయము డిందో, అందులో నాలుగవ వంతు లంచాలు వసూలు అవుతున్నవి. అది చూడకుండా హక్రాజులను మాత్రం పెంచుతున్నారు. ధరలు పెరిగిపోయాయి. కఠాలీలు ప్రభుత్వమునకు చెల్లించవలసిన డబ్బు పేరే ఉన్నాయి. వాళ్ళకు ఏమైనా డబ్బు ఆదాయం ఉందా? లేదా? అనేది దృష్టిలో తీసుకుంటూ వాళ్ళనుంచి డబ్బు వసూలు చేయడం జరుగుతోందే. సూర్యపేట తాలూకా దేవరకొండ వెళ్ళి చూస్తే కొన్ని కొన్ని సందర్భాలలో కఠాలీలు ౧౨ జరిల బంగారు గంటలు అమ్మేసి డబ్బు కట్టారు. మరొకొందరు ఎడ్లు బండ్లు అమ్మేసి, పాతాలు తాకట్టుపెట్టి డబ్బు కట్టారు. కఠాలీలకు ఆదాయము లేని కారణం పేరే మార్గమున వ్యవసాయమో, మరో ఇతర వృత్తిమీదో వచ్చిన ఆదాయంతో బ్రతికి ఆబ్కారీవారికి డబ్బు చెల్లిస్తున్నారు. ఈ కఠాలీలు అనేక విధములైన కష్టనష్టములకు గురికొందరిని పోస్తోంది. డిందోహరణకు ఎన్నైనా చూపెడుతాను. ఇప్పుడు ఆబ్కారీశిస్తు వసూలుచేసే పద్ధతి పరిగె లేదు. వసూలు చేసే పద్ధతి చూస్తే రెలంగణాలో పోలీసులతో గ్రామాలను చుట్టేయటమే. ఈ శాఖవారు కూడా పోలీసు లోడు వదలలేకుండా ఉన్నారు. నల్లగొండ తాలూకాలోని రేగట్ట గ్రామంలో కఠాలీలు గియడానికి చెట్లలోనికి వెళుతుంటే

General Budget—Demands for Grants 19th March, 1953. 1007

వాళ్ళపై ౫ గురు H. S. R. P. పోలీసులు, ౫ కమండరె ఆఫ్ఫీర్స్ వారిని పంపారు. వీళ్ళందరూ దాడి చేశారు. వాళ్ళను దొబ్బలు కొట్టారు. వాళ్ళకు బండ్లు గానూ చీరగానూ వదులుమంది గాయపడ్డారు. బర్లలచ్చయ్య హాస్పటల్లో చేర్చబడ్డను. రెడ్డియో గ్రామంలో ఆబ్కారీశాఖ పోలీసువారి సహాయంతో ముస్తాజరుకూడా కలసి వారిని దొబ్బలు కొట్టారు. సూర్యపేట, దోరేపల్లి, రేగల్మె, కూర్మాపల్లి, ఈటూరు, పెన్నాల, లర్నపల్లి, ఏపూరు, వడ్డన్నాపాళి, రెడ్డిరేపాళి, చిన్నకాపర్తి మొదలైన గ్రామాల్లో ఆబ్కారీదారులు పోలీసులు కలసి దాడిచేసి అక్కడివాళ్ళను దొబ్బలు కొట్టారు. ఈ విషయాలు పై ఆఫీసరులకు కూడా వచ్చిపెట్టి తేబడింది. ఇంతవరకు దాన్ని గురించి చర్య తీసుకున్నట్లు కనపించదు. ఇక చెట్లకు పెంబరు పేయిని కారణము చూపెడుతూ ప్రభుత్వ కఠాలీలను చాల నష్టపరుస్తుంది. కొన్ని కొన్ని గ్రామాల్లో చెట్లకు పెంబర్లు పేయలేదని కొన్ని పేలరూపాయలు వసూలుచేయడం జరుగుతోంది. పెంబర్లు పేసే పద్ధతుల్లో రెండు రకాలుగా తప్పులు జరుగుతున్నవి. ౧. వరుసచెట్లు ౨. కన్నె బొత్తలకు పెంబరు పేయటం. వరుస చెట్లు రెండు సంవత్సరముల కొకసారి పారుతవి. కన్నెబొత్తలు చిన్నచెట్లు. వాటిని మొదలు రెండు సంవత్సరములు సాగుచేస్తే తర్వాత ఉపయోగ పడతవి. ఈ రెండు రకాల చెట్లకు పెంబర్లు పేస్తే కఠాలీలకు నష్టమగును. వరుసచెట్లకు కల్లు పారుదీనాల్లో పెంబర్లు పేయాలి. కన్నెబొత్తలకు సాగు వచ్చిన తర్వాత పెంబర్లు పేయాలి. ఒక్కొక్కప్పుడు కఠాలీలు పెంబర్లు గల చెట్లు ఉన్నాకూడా నష్టపడే అవకాశం ఉంది. పరి పంట పేస్తున్నాము అనుకోండి ఆ పంటకు అప్పుడప్పుడు రోగాలు వచ్చి చెడిపోతాయి. అందు కోసం ప్రభుత్వం ఒక ఖానాను తలపుమాలు చేసింది. కఠాలీలకు ఆ విధంగా ఏ ఖానానే చేసింది లేదు. ౪౦% తాడిచెట్ల గెలకు పురుగుపట్టి చెడిపోతున్నాయి. అందుచేత కఠాలీలకు ఎన్నో రకాల నష్టము వస్తోంది. ప్రభుత్వం మాత్రం వాటిని ఏమాత్రం లెక్కపెట్టదు. అటువంటప్పుడు ఆ నష్టము ప్రభుత్వం భరించాలా?—లేక కఠాలీలు భరించాలా? ఆబ్కారీ శాఖవారు నష్టమగుచున్న చెట్లెక్కలు తీయాలి కఠాలీలకు ప్రభుత్వం అలా సహాయ పడాలి?—వాళ్ళకు ఎట్లా సౌకర్యములు కలిగించాలి అనేది దృష్టిలో పెట్టుకొని వని చేయాలి. బకాయిలు ఇచ్చుకోలేని కారణాల అనేక కుటుంబాలు వలసపోతున్నారు ఆ వలసలు చాలా ఎక్కువై పోతున్నాయి. సుమారు ౫౦౦ కుటుంబాలు వలస పోయాయి. ఈ కఠాలీలు నష్టపడి ఇస్తులుచెల్లించుకోలేక వలస పోతున్నారు. అత్త కూర్లో ౫౦ కుటుంబాలలో ౭ కుటుంబాలు, పంతంగిలో ౧౫౦ కుటుంబాలలో ౨ కుటుంబాలు, మోత్కూర్లో ౧౨౦ కుటుంబాలలో ౧౭ కుటుంబాలు, రహకాన్ పేటలో ౫౦ కుటుంబాలలో ౧౧ కుటుంబాలు, చిన్నకాపర్తిలో ౫౦ కుటుంబాలలో ౨ కుటుంబాలు, ఒడుకుడు పల్లిలో ౩౦ కుటుంబాలలో ౪ కుటుంబాలు, కూర్మిల్లో ౭౦ కుటుంబాలలో ౭ కుటుంబాలు వలస పోయాయి. ఈ రకంగా వలస పోయిన కుటుంబాలు ఉదాహరణగా చూపించాను. కఠాలీలు భూములు తాళ్ళుపెట్టి ఆబ్కారీ ఇస్తులు కట్టలేక వాళ్ళు ఏమి చేయలేక స్థలాలు వదలి వెళ్లి పోతున్నారు. లింగంపరగణో మద్రాసు రాష్ట్రంలో ఉండేది. ఇప్పుడు హైదరాబాదు స్టేటులోకి మార్చారు. హైదరాబాదు స్టేటులో చేర్చిన తరువాత కూడ అక్కడ ప్రాహిబిషన్ ఆక్టు అనులు పరుస్తున్నారు. ఈ రకంగా ప్రభుత్వానికి ఆదాయము తక్కువ అవుతోంది. అక్కడ ఉండే చెట్లను గీయించి ప్రభుత్వం ప్రభుత్వం డబ్బును వసూలు చేస్తే కొంతవరకు నష్టము పూడే అవకాశం ఉంది. ఇచ్చటి కఠాలీలకు వని లేకుండా చేయడం ప్రాహిబిషన్ అలాగే పెట్టడానికి కారణం ఏమిటో తెలియదు. ఆ ప్రభుత్వానికి యీ ప్రభుత్వానికి ఏమైనా అగ్రిమెంటు కుదిరిందేమో తెలియదు. లేకపోతే ఇక్కడ

General Budget—Demands for Grants 19th March, 1958. 1009

کچھ لکھ رہے ہیں۔ یہ سب چیزیں کبکرا کر ایک پر بھی عمل نہ کرنا مناسب نہیں ہے۔ اس سے تو ہمارے یہ ہے کہ سیوٹی بائیں کبھی جائیں اور ان پر عمل کیا جائے۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں (Constructive) طریقہ پر کہہ رہا ہوں۔ میرا کرٹیسزم (Criticism) کسٹر کٹیو ہے۔ جو کچھ کہا جائے اسکو پورا کرنے کا خیال رکھنا چاہئے۔ یہ تو وہی سرائی بات ہوئی کہ جو کچھ کہا جائے پورا نہ کیا جائے۔ جیسا کہ نظام شاہی یا جاگیرداری کے زمانے میں ہوا کرتا تھا۔ آنریبل منسٹر اکسائیز سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ ٹری ٹو دی ٹیپر (Tree-to-the Tapper) کی اسکیم کب لاگو کی جائیگی؟ سوسائٹ یا رٹی اسکی خواہش مند ہے کہ اس اسکیم کو نافذ کیا جائے تاکہ چھوٹے چھوٹے ترانے والوں کو انکا حق مل جائے۔ اسکو جلد رو بعل لایا جانا چاہئے۔ آنریبل منسٹر نے جو وعدے کئے ہیں انکو پورا کرنا چاہئے۔

اکسائیز کی آمدنی ساڑھے نو کروڑ روپیہ ہے اور خرچ (۷۹) لاکھ ہے۔ یہ ٹاپ ہیوی ایڈمنسٹریشن (Top heavy administration) کی وجہ سے ہے۔ دو دو تین تین ہزار روپیے تنخواہ پانے والے کمشنر بیٹھے ہوئے ہیں۔ کرپشن اس ڈپارٹمنٹ میں بہت زیادہ ہے۔ نمبر اندازی برابر نہیں کی جاتی اور ان چیزوں کو روکنے کی تدابیر اختیار نہیں کی جاتی۔ آنریبل منسٹر نے فرمایا تھا کہ ”کوئی شکایت یا کوئی درخواست میرے دفتر میں آئے تو اسکی تحقیقات عجلت سے کی جاتی ہے۔ وہ فوراً فوراً ایک صبیغے سے دوسرے صبیغے میں آٹومیٹیکلی (Automatically) چلی جاتی ہے۔ درخواست ہر وقت ناجتی رہتی ہے۔ اتنا بہتر انتظام میں نے کیا ہے وغیرہ، یہ ساری باتیں ہیں۔ باتیں کرنے سے کام نہیں چلتا۔ میں آج دیکھتا ہوں کہ درخواست ناجنا تو کجا، یہاں آج درخواست گزاروں کو ان کی کارروائی کے نتیجے و جوابات کے لئے ناجنا پڑ رہا ہے۔ آج ہم اپوزیشن والے یہاں بیٹھ کر یہ دیکھنا چاہ رہے ہیں کہ اس سلسلہ میں کتنا کام ہو رہا ہے۔ ضروری چیزوں کو آپ کی درستی (میں ضرور لائینگے اور دیش کو آگے بڑھانے کے لئے آپ کا ہاتھ بٹائینگے۔ اکسائیز ڈپارٹمنٹ میں کرپشن کے سلسلہ میں میں کہوں گا کہ بلا نمبر اندازی کے کام ہو رہا ہے اور اس سلسلہ میں کلالوں سے رشوت لی جا رہی ہے۔ اپوزیشن کے ایک آنریبل ممبر نے اس سلسلہ میں کہا ہے۔ میں نے بھی تعلقہ منٹھنی کے کوتارم حلقہ سے درخواست روانہ کی تھی۔ لیکن ایسی درخواستوں پر کوئی باز پرس نہیں ہوتی۔ جو کرپشن (Corruption) بڑھ رہا ہے اس کو روکنے کے لئے آپ کی مشنری برابر کام نہیں کر رہی ہے اگر رینجرس (Rangers) کو چینپ کانس دے جائیں تو وہ لوگ ہر وقت موقع پو پہنچ سکتے ہیں اور جانچ کر سکتے ہیں آپ کا ڈھانچہ پرانے حساب سے چل رہا ہے اور کرپشن دن بدن بڑھ رہا ہے آنریبل منسٹر فار اکسائیز اس کے متعلق کیا تدابیر اختیار کریں گے، ہم جاننا چاہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ اس سلسلہ میں کوئی تدابیر اختیار نہیں کریں گے تو اس کی ذمہ داری خود حکومت پر ہوگی اور حکومت کو اس کا حصہ دار بننا پڑیگا۔ اس لئے مجھے صاف طور پر کہنا پڑتا ہے کہ جلد کوئی موثر قدم اٹھا نا چاہئے۔ اودھر درخت بلا نمبر اندازی کے تراشے جا رہے ہیں اور ادھر پیسہ برباد ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ رشوت کا بازار

بھی گرم ہے۔ ہر درخت کی نمبر اندازی کے سلسلہ میں کچھ نہ کچھ رشوت دینی پڑتی ہے۔
 پریوینٹیو میژرس (Preventive Measures) اور کنٹینجمنسی فنڈ (Contingency Fund) کے لئے بالترتیب (۱۳) لاکھ اور (۲) لاکھ روپیہ رکھے گئے ہیں۔ نتہ
 نہیں کہ کیا پریوینٹیو میژرس اختیار کئے گئے۔ اننا روپیہ خرچ کرنے کے باوجود بھی رشوت
 کا بازار گرم ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ اس کے لئے کیا تدابیر اختیار کئے گئے
 ہیں۔ افارسیشن میں بھی کرپشن ہے جسکی وجہ سے فارسٹ کی ویلتھ (Wealth)
 ویسٹ (Waste) ہو رہی ہے۔ گاؤں میں کسان اور مزدور کو اپنے اپنے گھر، اراضیات
 زراعتی کے آلات اور ناگر وغیرہ کے لئے لکڑی لئے بغیر کام نہیں چلتا۔ باڑ وغیرہ کے لئے
 جنگل سے یہ لوگ لکڑی لیجاتے ہیں۔ وہ لوگ کس طرح گورنمنٹ کی اشیاء حاصل کر سکتے
 ہیں، قابل غور ہے۔ اس کے لئے کیوں باضابطہ محصول عائد کیا جاتا، چوکیدار اور
 صحرا دار ان لوگوں سے کچھ رقم لیکر چھوڑ دیتے ہیں۔ اس طرح اون کی جیبوں میں یہ
 پیسہ چلا جاتا ہے۔ آنریبل منسٹر کا فرض ہے کہ وہ اس کو روکنے کے متعلق تدابیر
 سوچیں۔ کہا جاتا ہے کہ ناگرٹی وصول نہیں کی جاتی ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ کہیں بھی
 ناگرٹی کا سسٹم نہیں ہے غلط ہے۔ اور ہاؤس کو اس کے متعلق دھوکہ دیا گیا۔ ڈپارٹمنٹ
 کو اس کے متعلق سوچنا چاہئے کہ دیہاتوں میں کس طرح غریب لوگوں کو لکڑی بہم
 پہنچائی جاسکتی ہے۔ ورنہ فارسٹ کی ویلتھ برباد ہو جائیگی۔ اوس کے بارے میں ہم
 چاہتے ہیں کہ آنریبل منسٹر سوچیں اور کوئی پلان ہاؤس کے سامنے لائیں۔

شری عبدالرحمن۔ منسٹر اسپیکر سر۔ سررشتہ آبکاری کے ہراجات کے تعلق سے جو
 عمل ہوتا ہے اس پر بحث کرنے کے لئے میں نے اپنا کٹ موشن لایا ہے۔ آبکاری کے جو
 ہراجات ہوتے ہیں اون میں بے ضابطگیاں اور من مانی کارروائیاں ہوتی ہیں۔ میں
 سمجھتا ہوں کہ ہندوستان کے کسی حصہ میں ایسی بے ضابطگیاں نہیں ہوئیں۔ یہ سب
 بدعنوانیاں عام طور سے پچھلے دو سال سے دیکھنے میں آرہی ہیں۔ جیسا کہ ایوان واقف
 ہے یہاں ایک سوال کیا گیا تھا کہ شہر حیدر آباد میں بڑے بڑے مستاجرین کے نام پر
 ہراج کئے جاتے ہیں جسکی وجہ سے چھوٹے چھوٹے مستاجرین متاثر ہو رہے ہیں۔ یہ
 چھوٹے چھوٹے مستاجرین بڑے مستاجرین سے زائد رقم دیکر معاملہ حاصل کر لیتے ہیں۔
 اس کے جواب میں کہا گیا کہ اس عمل سے زیادہ فائدہ ہو رہا ہے۔ ایوان خود اس کا اندازہ
 لگا سکتا ہے کہ عقل سلیم کس حد تک اس کو باور کریگی۔ سالانہ جو ہراجات ہوا کرتے
 ہیں وہ کافی طور پر ہوتے ہیں۔ اس وقت عہدہ داران آبکاری کی جانب سے کرپشن یہ
 کی جاتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ رقم مل جائے۔ اس لئے یعانہ اور دھڑوت داخل کرنے کی
 جو تاریخ ہوتی ہے اگر اس میں ایک دن کی بھی تاخیر ہو جائے تو مکرر معاملہ کا ہراج
 کیا جاتا ہے جسکو ہراج ثانی کہا جاتا ہے۔ بعض دفعہ چند ہفتوں نہیں، چند دنوں نہیں بلکہ
 چند گھنٹوں کی بھی تاخیر ہو جائے تو ہراج ثانی کر دیا جاتا ہے۔ فرض کیجئے کہ وہ تاریخ رقم
 داخل کرنے کے لئے مقرر کی جاتی ہے۔ اگر کسی وجہ سے وہ تاریخ کو رقم داخل نہ ہو سکے
 یا وہ تاریخ کی شام کو ہی داخل کرنے کی کوشش کی جائے تو یہ رقم قبول نہیں کی جاتی بلکہ

شرح یہ ہے۔ یہی سٹی سائیں سرسہ آبکاری کے عہدہ داراں کے پاس زیر دورں میں جن میں مساجرین نے احتجاج کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ معزز مسس صاحب کے پاس ایسی کئی کارروائیاں زیر تجویز ہیں ایوان کی دلچسپی کے لئے میں ایک واقعہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ سررشتہ آبکاری کی جانب سے کس طرح من مانی کارروائیاں عمل میں لائی جاتی ہیں۔ سنہ ۱۹۵۰ء میں نورسہ ریڈی کے نام پر ایک ہراج نامی ختم ہوا۔ اس نے کچھ رقم داخل کر دی۔ لیکن تکمیلہ رقم (۸۰۰) روپیہ مقررہ تاریخ پر داخل نہ کر سکا۔ اوسکی وجہ یہ ہوئی کہ جس تاریخ کو رقم داخل کرنا تھا اوسی دن اسکا بھائی مر گیا۔ اس کی اطلاع محکمہ کو دیجاتی ہے کہ اس شخص کا بھائی مر گیا ہے۔ اس کا کرنا کرم کر کے رقم داخل کرنے کی اجازت دیجاتی ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مہتمم صاحب کے پاس درخواست پیش کی گئی کہ جس میں یہ کہا گیا تھا کہ دوسرے ہی دن رقم داخل کر دیجاتیگی۔ مہتمم صاحب حکم دیتے ہیں اور اون کے حکم کی بناء پر چالان لکھا جاتا ہے۔ لیکن چالان جانے کے باوجود رقم نہیں لی جاتی، بلکہ ہراج ثالث ایک اور آدمی کے نام ختم کیا جاتا ہے جس سے مہتمم صاحب دلچسپی رکھتے تھے۔ وہ شخص اس کے بعد نظامت آبکاری میں رجوع ہوتا ہے اور ناظم صاحب کی خدمت میں درخواست پیش کرتا ہے کہ رقم داخل کرنے میں صرف ایک دن کی تاخیر ہوئی ہے اور وہ بھی اس وجہ سے کہ اس کا بھائی مر گیا تھا۔ اوسکی لاش گھر میں پڑی تھی۔ بڑی نا انصافی کی گئی حالانکہ اس کے لئے اشتہار اور نوٹس جاری کر کے ہراج کیا جانا چاہئے تھا۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ ناظم صاحب نے اس کے متعلق التوا کے احکام دئے۔ لیکن اس کی تعمیل سے مہتمم انکار کرتا ہے۔ بورڈ میں مراجعہ پیش کیا گیا جو منظور ہو گیا اور بورڈ کی جانب سے توجہ دلائی گئی کہ اسٹے آرڈر (Stay Order) کی تعمیل کی جائے اور جو ہراج کیا گیا ہے اوس کا قبضہ دلایا جائے۔ لیکن مہتمم اس پر بھی انکار کرتا ہے۔ اور ان احکامات کو بھی درگزر کرتا ہے۔ اس کے بعد بورڈ سے حکم جاری ہوتا ہے کہ حکم کی تعمیل کیوں نہیں کی گئی۔ لیکن مہتمم کی جانب سے اس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ بلکہ کارروائی ساکت ہو گئی۔ غرض یہ کہ بورڈ سے مراجعہ منظور ہونے کے باوجود بھی اس شخص کو قبضہ نہ مل سکا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہتمم جس شخص کو معاملہ دینا چاہے دیدیتا ہے۔ اس کے بعد وہ شخص درخواست پیش کرتا ہے کہ میری دھڑوت کی رقم واپس کی جائے۔ لیکن ۱۰ سال کا عرصہ گزر گیا ابھی تک اوس کو پیسہ واپس نہیں کئے گئے۔ اس قسم کی بد انتظامی کا ایک اور واقعہ ہے کہ ناظم صاحب کے پاس ایک اور کارروائی تھی۔ ناظم صاحب ۲ یا ۳ ڈسمبر کو کسی کانفرنس میں شریک تھے۔ اون مددگار صاحب نے اجلاس سے اس کارروائی کو منگوا یا اور اوس پر تجویز کر دی کہ مثل داخل دفتر ہو۔ حالانکہ مددگار صاحب اس کے مجاز نہیں تھے۔ مگر وہ اجلاس سے مثل منگولے اور اوس پر داخل دفتر ہونے کی تجویز کرتے ہیں۔ غرض اس طرح سررشتہ آبکاری میں من مانے کارروائیاں ہوتی ہیں۔ عہدہ داروں کی بیضابطگیوں کی ایک نہیں سینکڑوں مثالیں ہیں۔

کل میں ایک درخواست پیش کرنے کے سلسلہ میں نفاذ آہکاری میں گیا وہاں جا کر درخواست پیش کی نو معلوم ہوا کہ درخواست کو صیغہ میں آنے کے لئے (۷) مدارج طے کرنے پڑتے ہیں۔ پہلے یہ درخواست ناظم صاحب کے پاس جاتی ہے۔ وہاں سے تجویز ہونے کے بعد صدر موصولہ کو آتی ہے۔ پھر صدر موصولہ سے مددگار متعلقہ کے پاس جاتی ہے اور وہاں سے پھر صیغہ میں آتی ہے۔ پھر صیغہ سے مددگار متعلقہ کے پاس جاتی ہے جہاں سے دستخط ہونے کے بعد صیغہ دار کے پاس واپس آتی ہے۔ اسی طرح کئی مرتبہ گردش کرنے کے بعد وہ کارروائی مکمل ہوتی ہے۔ اس کے لئے مجھے معلوم ہوا کہ کم از کم دو دن لگ جاتے ہیں۔ یہاں ایوان میں آنریبل منسٹر کی جانب سے یہ کہا گیا تھا کہ یوں کارروائی پیش ہوئی اور یوں جواب آیا۔ مجھے حیرت ہے کہ ایوان میں کس طرح یہ بات کہی گئی۔

خلاف ورزی کے سلسلہ میں کئی مرتبہ محبوب نگر ضلع کے اکسائز سپرنٹنڈنٹ کو توجہ دلائی گئی۔ محبوب نگر میرا وطن ہے۔ مجھے وہاں آنا جانا پڑتا ہے۔ کئی کارروائیں کے متعلق توجہ دلائی گئی کہ فلاں موضع میں بلا ادخال محصول خلاف ورزی کی جارہی ہے۔ فلاں مقام پر بلا اجازت دوکانات شراب سینڈھی قائم ہیں۔ یوں تو شہر حیدر آباد کے متعلق بھی کئی مرتبہ عہدہ داران متعلقہ کو توجہ دلائی گئی۔ لیکن کبھی کوئی توجہ نہیں ہوئی۔ نو میں محبوب نگر کے متعلق ذکر کر رہا تھا۔ وہاں کے منسٹر صاحب کی سررشتہ مال سے آئے ہیں۔ وہ آہکاری کے معاملات سے قطعاً واقف نہیں ہیں، البتہ جب کوئی بات کہی جاتی ہے تو اپنا موٹا سا سر ہلا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انتظام کیا جائے گا۔ اگر ہمارے معزز صدر الہام بہادر آہکاری اس جانب تھوڑی سی توجہ فرمائیں نو ساری بد انتظامیاں دور ہو سکتی ہیں۔ ناظم صاحب آہکاری سررشتہ کے کام سے اچھی طرح واقف ہیں اور کارروائیوں کا تفصیل سے سمجھ کر کرتے ہیں۔ لیکن وہاں کا جو بروسیجر (Procedure) ہے اوسکو بدلنے کی ضرورت ہے۔

آہکاری کے انسپکٹروں اور سب انسپکٹروں کو آہکاری کا معمول ملا کرتا ہے اور وہ ایک مقررہ معمول ہے۔ آنریبل منسٹر صاحب بھی اس سے اچھی طرح واقف ہیں کہ یہ معمول اون کو دینا پڑتا ہے۔ اس کی روک تھام کی جانب بھی توجہ فرمائی جائے تو مناسب ہے۔ اس کے متعلق یہ حکم دیا جانا چاہئے کہ آہکاری کا کوئی انسپکٹر یا سب انسپکٹر ایک سال سے زائد کسی رینج (Range) میں نہ رہے۔ ایک سال کے بعد تبادلہ کر دیا جائے۔ اگر چیکہ آہکاری کے سررشتہ میں یہ احکام ہیں کہ ان کا تبادلہ تین سال کے بعد کیا جائے۔ لیکن وہاں رشوت کا بازار اتنا گرم ہے کہ دوسرے کسی محکمہ میں نہیں۔ لیکن میں عرض کرونگا کہ اس سب کے متعلق خاص طور پر ایسے احکامات دئے جائے چاہئیں۔

جنگلات کے سلسلہ میں میں عرض کرونگا کہ گرگٹ ہلی میں زمین کسانوں کے کچھ اراضیات ہیں جو اون کے مقبوضہ ہیں۔ سررشتہ جنگلات ان کو حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اگر حاصل کرنا ہی مقصود تھا تو باضابطہ طور پر ان اراضیات کو حاصل کیا جاسکتا

ہوا۔ لیکن وہاں سے ملنے کا رزروائی کی گئی۔ تیزی اس سہار جاری نہیں ہوا اور نہ کہی
اعلان کیا گیا۔ گریس۔ سمن میں جب اس ادارے میں تھریک عدم اعمد آتی تھی وہ لوگ
یہاں منسٹر صاحب سے ملنے کے لئے آئے تھے۔ لیکن منسٹر صاحب چونکہ مصروف تھے
اس لئے ان سے ملنے کا موقع نہ مل سکا۔ بالآخر وہ لوگ سرے سے باس آئے۔ چنانچہ میں
اون کے ذریعہ صدرالاسہام بہادر کے پاس پہنچا۔ صدرالاسہام بہادر نے ناظم صاحب سے
زین کی مذمت کے اندر جواب دینے کے لئے کہا۔ لیکن زین میرے کی مدت گزر جانے
پر میں وہ اب نہیں دے گا۔ اس اثنا میں وہاں ان کسکڑوں سے مددگار صاحب سست
گلبرگ نے (۹۰۰) روپے رسوے حاصل بھی کر لی۔ بیکسہ حاصل کرنے کے بعد انہیں
کندہ کرنے کی اجازت دی گئی۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ کلس نہیں کر سکتے۔ میں
آریہ منسٹر فار کسٹمز، ایکسائز اینڈ فار یسٹس سے درخواست کرتا ہوں کہ اس قسم
کی بدعوائیاں جب ان کے علم میں آتی ہیں تو ان پر توجہ کریں اور ایسا مسئلہ نہیں
جس پر خاموشی اختیار کی جاسکے۔

Shri M. Buchiah : Mr. Speaker, Sir, the total revenue budget for the year is something like 28 crores of rupees. Out of this, the Excise Department alone contributes some 9½ crores, which is approximately one-third of the total revenue. I would therefore request the hon. Members of the House to think coolly of the magnitude of the excise problem, particularly the plight of the poor tappers, who work hard day and night to contribute so much to the national income of the State.

Since the popular Government came into existence in Hyderabad, the Excise Minister—either willingly or unwillingly has been promising through press statements and in public meetings, that he has realized the grievances of the tappers and that he knows well their living conditions. He admitted that the only way to save the tappers was to implement a new type of tapping industry scheme, which he named as 'The Tree-to-the Tapper' Scheme.

Mr. Speaker : Cannot the hon. Member speak in Urdu so that the Minister concerned may understand what he says ?

Shri M. Buchiah : I can express myself best in English. I do not think there is any restriction on it.

The Excise Minister said that he wanted to eliminate the contractors, who were more or less middlemen and who enjoyed all the profits that might accrue due to the hard work of the tappers. I call tapping an industry not because it produces liquor for consumption, but because liquor can be utilised for better purposes. As has been recently discovered due to the several researches made, from liquor we can

manufacture power alcohol, Penicillian, sugar, sacchrine, etc. But this tapping industry is so badly treated, that no one cares to improve the conditions of the tappers. On the other hand everyone talks about prohibition, not only in Hyderabad State, but all over India. If prohibition is going to help the people and is going to achieve better results, this particular groups of people, the tappers, are not dead against it. They are ready to fall in line with their bretheren, but what they want is that under no circumstances should they be deprived of their source of earnings or their source of living. In the best interests of the State, I request that all the resources of this industry should be tapped to achieve better results and wherever possible to explore new methods of increasing this source of national income.

Coming back to the Tree-to-the Tapper schme, it is an admitted fact that the present contract system is defective, in that that it helps the moneyed people—the wealthy class, who do not work, but who can be called ‘absentee landlords.’ We are trying to put an end to absentee landlords, because the principle is accepted that no man should enjoy the fruits of the hard-working peasants. Then, why should we not implement the Tree-to-the Tapper Scheme as soon as possible? What are the difficulties that made the Excise Minister postpone the scheme? There were several applications made by the Tappers Associations all over Hyderabad suggesting that this scheme is the best and would go a long way to help the tappers at large and that it would also relieve the unemployment problem among the tappers. The Excise Minister originally said that he would like to apply the scheme throughout the State. Then he gradually came down. He limited it to three districts, later. At this juncture, I had a talk with the Minister and he said that he would be willing to implement the scheme in three districts, namely, Warangal, Karimnagar and Nalgonda. I requested him to include Adilabad also under the Scheme. He assured me that he would examine whether there was a possibility of extending the scheme. I am now greatly surprised to find that even his promise to implement the scheme in three districts has been cut down to three Talukas. At the end of all this, we find that the whole thing has come to a zero point. The scheme is not going to be implemented anywhere in the State.

There is a proverb in Telugu which says :

పంపొండవు లు మంచు కోళ్ళకొగ్గ మూడు అనుకొని రెండు వ్రాయబోయి సున్నా వ్రాసిపట్లు ఉన్నది.

The hon. Excise Minister began proudly with the whole State and in the course of the examinations and discussions of the scheme, he has brought the scheme to nothing. This is the fate of the Tree-to-the Tapper Scheme. The Tappers want this scheme to be implemented. With what intention do they want it? The rules under the present contract system are deplorable and are one-sided. The rules do not help the tappers, who are the actual workers. Under the present system, the contractors do not tap the trees, which are allotted to them for individual shops or villages or towns.

During the general discussion on the budget recently, one of the hon. Members said that due to the mischief played by some of the contractors, Government had to lose some 6 lakhs of rupees, as estimated during the year 1952-53. That figure is not correct. The total estimates for the year 1951-52 is 9 crores, 46 lakhs and for the year 1952-53, 9 crores 90 lakhs, whereas we get 9 crores 41 lakhs. The amount of 6 lakhs is not correct. Even taking it for granted that the loss is only 6 lakhs, what is it due to? It is not only due to the contractors being hand-in-glove or any mischief played by them, but also due to the inefficiency of the Department dealing with excise. The Government lost because the contractors are hand-in-glove; they do not number the tree in several places. Many complaints have been lodged, but Government is not moving at all. I can quote an instance from Warangal. One Sub-Inspector of Excise, Shri Pratap Reddy, has swallowed not less than 20 thousand rupees. Several applications have been sent to the Excise Minister, who promised on the floor of the House that he would dispose off all the applications within three days. Though the application was submitted to the Minister 7 months back, nothing has, as yet, been done. Seven months mean 210 days, but the Minister had promised that he would dispose off the cases within 3 days. There is no comparison between 3 days and 210 days. Recently when I asked a question in the Assembly regarding this matter, the Minister had replied that it was still under investigation. I would like to know what is it that requires investigation for such long periods? Is it not the Government that should take the initiative to put down corruption in their own interests? On the contrary, even when the people themselves take interest in finding out corruption and bring it to the notice of the Government, the Government sleeps over the matter. If the Government has no idea of putting down corruption, how can we expect them to work for the betterment of the administration and the people? If there is any loss to Government, I challenge that it is not because of the contractors or the

tappers, but it is because of the inefficiency of the Government not only by way of encouraging corruption, but also by encouraging the contractors to tap the trees without payment of tree-tax to the Government, by which we lost some crores of rupees. The Excise Minister himself stated in this House last year that by putting down corruption and by the collection of tree-taxes, he was expecting to get Rs. 3 crores more revenue, but he failed. Why? Because he could not put down corruption and he could not arrange for all trees to be numbered. That is why he failed. Instead of getting Rs. 3 crores, a loss of a few lakhs is shown in the existing budget.

Another point on which I wish to stress is the adulteration of toddy. During the last budget session, I raised a question in this House whether it was not a fact that adulteration of toddy was going on on a huge scale, to which the Excise Minister replied that it was not correct to say that. Very recently, a case was filed at Bellampalli, where there were deaths of one or two persons. Post-mortem was conducted on one of the bodies and when it was sent up to the Central Laboratories, it was stated that the person died because of adulteration of toddy. Deaths take place in this manner, but our Excise Minister feels shy to admit that it is due to adulteration. I cannot understand why he should feel shy. The only way is that strong measures should be taken and adulteration should be prevented. It is no good feeling shy. If the Government does not do any thing about this, the people will not of only lose their patience but will not give any importance to the Government and it would lead them to think that the Government is not prepared to do anything for the betterment of the people.

With these few observations, I conclude my speech.

The House then adjourned for recess till Thirty-five Minutes past eleven of the Clock.

The House re-assembled after recess at Thirty-five Minutes past Eleven of the Clock.

[MR. DEPUTY SPEAKER IN THE CHAIR.]

శ్రీ గొనడి గంగారెడ్డి :—

పూజ్య పథానరీ, స్వామీ,

ఇప్పుడు నేను అడవిశాఖను గురించి, యీ కల్లుశాఖను గురించి అందులో ఉండే విశేషాలు అందులో ప్రజలకు కలిగే ఉపకారాలు మొదలయిన విషయాలు కొన్ని యీ సభ ముందర పెట్ట

General Budget—Demands for Grants 19th March, 1953. 1917

దలచుకొన్నాను. ఇప్పుడు చెప్పిదేమంటే, కల్లుశాఖను గురించి కానీ, మరే ఏదైనా ఏదైనా ఉపదేశము చేశాడు? మద్యపాన నిషేధము కావాలని చెప్పాడు. కానీ ఇప్పుడు చెప్పిన ఉపదేశముయొక్క ఉపకారానికి, యీ ఆబ్కారీశాఖ నుంచి వాందేరి ఉపకారము ఏదైనా ఉపకారం అన్నీతో తగలబెట్టి ఇంకోచోట స్థితి పోసినట్లు ఉన్నది. ఈ కల్లుశాఖకు ముఖ్యమంత్రి నష్టము కలుగుతోంది. కల్లువల్లనే దొంగతనములు, కల్లువల్లనే దోపిడీలు, కల్లువల్లనే దుర్మనస్సులు జరుగుతున్నాయి. ప్రజలకు అపకారము కలిగించే కల్లు;—హాల్సింగుకు ఎని కలిగించే నష్టము; యీ ఆబ్కారీ శాఖగా కనుపిస్తుంది. ఉదాహరణకు కల్లు, ఈత, తాచెట్టునుండి వస్తుంది. బియ్యమునుంచి కూడా కల్లు వస్తుందనుకోండి. పిప్పచెట్టుయొక్క పువ్వుతో కల్లు వస్తుంది. విప్పచెట్టు ఋతువుకు వచ్చినప్పుడు ఆ చెట్టుకు పువ్వు కలుగును. తల్లి అనే చెట్టుకు పిల్ల అనే పువ్వు రాగానే చెట్టు ఆకులు రాలిపోవును. ఉదాహరణ: నేను తల్లి అనే చెట్టు కడుపులో వచ్చి తల్లిని నగ్నత్వము చేసినాను. కావున నేను ఎవరి కడుపులో జాయని వారిని నష్టత్వము చేయదును. ఇప్పుడు ఏమి కష్టము వచ్చిందంటే, ప్లేటులోపల డబ్బు లేక దరిద్రము వచ్చింది. అందుకోసము యీ మద్యము ఉండాలంటున్నారు. తెడ్డులేక, పాదరక్షతో కలిపినట్లుగా హైదరాబాద్ చేనేటవ్వులు అక్కడ వుండే ఇన్స్పెక్టరు ఉద్దేశ పోయవద్దు. రయిజ్ పెట్టవద్దు అంటారు. ఈ కల్లుపాటపైన కోవిగాడికింత, ఇన్స్పెక్టరుకింత, వాడికింత, వీడికింత అని ఇవాన్స్ ఉంటుంది. ఇంకోసంగతి ఏమంటే, హైదరాబాద్ కానటువంటి గ్రామాల్లో కల్లు ఏ కయింపరాదని నిర్బంధము ఉంటుంది. కాని ఆ గ్రామాల్లోనే కల్లు దుకాణాలుంటాయి. ఇన్స్పెక్టరుకు సబ్-ఇన్స్పెక్టరుకు లంచాలుయిస్తే కల్లు హాయిగా ఎక్కడైనా అమ్ముకోవచ్చు. కంచె చేసుమేస్తే ఉండేది ఏమిటి?—చెట్టుకు సెంబల్లు పేయటానికి మునుపే, కల్లు గీస్తారు. ఆబ్కారీశాఖలో సంవత్సరమునకు పన్నెండు సెలలు కట్టే ధరావతు ఇంకా రెండు సెలలు అధికంగా డబ్బు కట్టవలసి వస్తుంది. ఇన్స్పెక్టరుకు ఒక సెల సబ్-ఇన్స్పెక్టరుకు అర్థసెల యీ మోస్తరుగా చూచినట్లయితే ఆబ్కారీశాఖలోపల సంవత్సరానికి ౧౮ మాసాలు చొప్పున ఒక సంవత్సరం కట్టాల్సి ఉంది. అందులో కల్లులో విషము కూడా కలుపుతున్నారు. కల్లు ఎట్లా ఉందా? అనేది చూచేవారు లేరు. కల్లులో కూడా బ్లాక్ మార్కెట్టు ఉంది.

ఇక జంగ్లాల్ విషయం చూచినట్లయితే అందులో ఒక నీటి కనపడటం లేదు. ప్రభుత్వంలో శాఖలన్నింటిలోకి యీ జంగ్లాల్ శాఖలో ఉన్న లంచములు మరో శాఖలోనూ లేదు. మా తాలూకాకు గౌరవనీయ మంత్రిగారు వచ్చినప్పుడు అక్కడి విషయాలు సంగతులు చెప్పాము. కలెక్టర్ గారు ఆ విషయాలను పరిశీలిస్తారని అనుకొన్నాము. కాని ఏమీ జరుగలేదు. మంత్రిగారి తిరగడం మాత్రము జరుగుతున్నది. మళ్ళా వస్తారు. వాళ్ళకు త్రావెలింగు అలపెన్సులు వస్తాయి కదా, ఈ ఉద్యోగులు అనగా చౌకిదార్లు మొదలైన గ్రామాలు పోయి. ఒక జత కట్టిన వాళ్ళకు అరకపట్టి వాళ్ళతో ౨-౮-౦ రూ. వసూలు చేస్తూ ఉంటారు. చౌకిదారు ౮౦౦ రూపాయలు అమీన్ గారికి యివ్వవలసి వుంటుంది. వడ్లు, ధాన్యం కూడా వసూలుచేయబడుతోంది.

చౌకిదారుకు ౫౦ రూపాయల జీతం ఉంటుంది. కాని అతనిక్రింద నలుగురు జీతగ్రాండు పిల్ల చౌకిదార్లు పని చేస్తూ ఉంటారు. ఒక్కొక్క పిల్ల చౌకిదారుకు పాతక రూపాయలు ఇస్తూ ఉంటే వాళ్ళ జీతముల క్రింద వందరూపాయలవుతుంది. అతని జీతము ౫౦ రూపాయలై అతనిక్రింద పనిచేసే వారి జీతాలకు వందరూపాయలవుతుంది. ఈ విషయము ఎవరైనా అలోచిం

చారా? ఎవడివద్ద నైనా ఆదాయానికి మించిన బంగారము ఎన్నెరా ఉంటే, మించిన బంగారము ఉందని చెప్పి కేసులు పెడుతారు. తరువాత వాడిని తన్ని అంతడబ్బు ఎక్కడిదని అడుగుతారు అనుకోండి. అట్లాగే ఈ చౌకిదారుకు ఇంతడబ్బు ఎట్లా వస్తుందో ఆలోచించారా? ౫౦ రూపాయలు షేర్లము ఉండే చౌకిదారుకు నాలుగువేలడబ్బు, మోటారు సైకిలు ఇవన్నీ ఎక్కడివని ఎందుకు అడుగురు? పెద్దపెద్ద వాండ్లు లంచాలు తీసుకొంటున్నారు. పైగా రైతులు లంచాలు ఎందుకివ్వాలని అంటున్నారు. వాళ్ళకు తెలివి తేటలు లేకపోవడం వల్లనే ఇస్తున్నారు. అందు వల్లనే ఇటువంటి శాఖలు ఏర్పడినవి. వాళ్ళకే తెలివి తేటలు ఉంటే యీ ప్రభుత్వమే అక్కరలేదు. రోమరోజుమే ఏర్పడుతుంది. వాళ్ళు అనేక మోస్తరుగా ఆటలు ఆడుతున్నారు. పోలీసు యాక్షన్ తరువాత అడవిఅంతా నవ్వుమై నట్లు తెలుస్తోంది. మేకలు అడవులలో మేయరాదని ఖానూన్ ఉంది. కాని మేకలు ఎక్కడ మేస్తున్నాయి? ఎక్కడా మేయడం లేదు; అడవులలోనే మేస్తున్నాయి. కాని ఖానూన్ లో మాత్రం మేయడంలేదు. ఆ ప్రాంతాలకు మంత్రిగారి రూపం లోనో, కలెక్టరుగారి రూపంలోనో కాకుండా మామూలు మనిషిగా తలపాగ చుట్టుకొనివస్తే ప్రతి గ్రామములోనూ చూపిస్తాను. మంత్రులు వచ్చినప్పుడు సరియైన స్థలములకు రారు. అక్కడకు జీవుకారు పెడుతుందా అని అడుగుతారు. ప్రజారాజ్యం వచ్చినప్పటికీ ఏమీ ఫరకకాతేదు. ఇప్పుడు ప్రభువుల బానిసత్వముపోయి పార్టీ బానిసత్వము బయలుదేరినది. ప్రతి మేకకు ౨-౩-౦ యిచ్చి దొన్ని అడవిలోనికి తోలుతారు. తహశీల్దారు కాని కలెక్టరుగారి వస్తున్నారని ముందు గానీ చౌకిదారుకు చెప్పతారు. ఆ చౌకిదార్లు వాళ్ళను కానేవు ఆ మేకలను బయట నిలపెట్టుమని చెప్పతారు. లంక ఎట్లా నవ్వుమైందంటే విధివణుడి వల్ల నవ్వుమయింది. అలాగే వుంది. యీ అడవిశాఖకూడ. కంపగాని, కల్వెలుగాని, అవి ఎట్లాగైనా బయటకు పోతున్నాయి. కాబట్టి ఇప్పుడు సేను ప్రభుత్వంతో ప్రార్థన చేసేదేమంటే, కొంత భూమిని రిజర్వు చేయాలి. ఆభూమిలో మేకలు మేపుకోవచ్చునని, అచ్చలనుంచి కల్వెలు, కంప తెచ్చుకోవచ్చునని నిర్ణయముచేయాలి. ఆఖ్కరి శాఖవారు ఈ విషయాన్ని గుర్తుంచుకోవాలని కోరుతున్నాను.

“మొదలుచూచిన కడుగొప్ప, పిదప కురుచ
నది కొంచము తర్వాత నధి కమవును,
దనరు దినపూర్వ వరభాగ
చాయపోలిక, కుజన సజ్జనుల మైత్రి”

యీ విధంగా తెలుపుతూ నా భాషను సమాప్తము చేస్తున్నాను.

شری داجی شنکر۔ مسٹر اسپیکر سر۔ مارا ضلع عادل آباد جنگلات سے بھرا ہوا ہے۔
” جنگل زیادہ آگاہ کے پروپگنڈہ یا اس قسم کے کسی اسکیم یا کمپین کی وہاں کوئی
ضرورت نہیں ہے۔ عادل آباد میں مختلف دفعات کے تحت محصورہ اراضیات کو خارج کیا جا رہا
ہے۔ وہاں ایسی زمینات کو بھی جو کاشت کے قابل ہیں محصورہ میں شامل کیا جا رہا
ہے۔ اس کے بارے میں چند اعداد و شمار ہاؤس کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

ڈویژن عادل آباد۔ ۱۔ محصورہ دفعہ ۱۹ کے تحت (۳۰) ہلاک اور تین لاکھ ۱۴
ہزار ۳۴ ایکڑ ۱۴ گنٹہ اراضی ہے۔
محفوظ دفعہ ۶ کے تحت ۳ ہلاک اور ایک لاکھ ۴۴ ہزار (۶۰۲) ایکڑ ۶ گنٹہ اراضی ہے۔

۱۲ لاکھ روپے کے تحت ۲۹ لاکھ ۹۵ ہزار (۷۹۶) ایکڑ ۱۲ لاکھ روپے کے تحت

۸۔ مجوزہ دفعہ ۲۹ کے تحت ۲۴ ہزار دو سو (۳۹) ایکڑ اراضی ہے۔

اس طرح جملہ صحرا (۶) لاکھ ۷۷ ہزار ۴ سو ۹۰ ایکڑ ۲ گنٹہ ہے۔

جسہ صحرا جسکی قطع و برند سنہ ۱۹۴۷ ع سے پہلے ہوئی ہے ایک ہزار تین سو دو ایکڑ ہے۔

دویرن کا رقمہ تقریباً (۲۴) سو مربع میل ہے۔ قابل کاشت اراضی کا محصورہ (۷۱) فیصد ہے۔ مجوزہ اور محفوظہ نائل کیا جائے تو جملہ صحرا قابل کاشت اراضی کا (۳۰) فیصد ہوگا۔ ڈابولی بلاک میں ۱۶ ہزار ایکڑ کا اینکلوزر (Enclosure) قائم ہو رہا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ان حالات میں وہاں جنگلات بڑھانے کی کوئی اسکیم لانے کی ضرورت ہے۔

سرچملہ بلاک ساڑھے چار ہزار ایکڑ کا اینکلوزر قائم ہو رہا ہے۔ یعنی جتنی اراضی کا اینکلوزر قائم ہو رہا ہے وہ کاشتکاروں کو ہٹہ پر دی جائیگی۔ اس طرح سات نالہ، بورڈی (کنوٹ) لکڑ کوٹ (کنوٹ)، اجھرو جھر (بوٹھ) کے اراضیات بھی زیر غور ہیں۔ دوسرے ڈویژن میں عادل آباد سے بھی زیادہ صحرا موجود ہیں۔ ایسی بدعنوانیاں ہو رہی ہیں کہ کوئی شخص کسی صحرا دار کو رشوت نہ دے تو وہ اوس زمین کو جو لائن کے قریب ہے صحرا میں داخل کر کے کاشتکاروں کو بیدخل کر دیتا ہے۔ اوٹور اور آصف آباد میں ایسے کیس ہوئے ہیں۔ وہاں جو گوندوانہ علاقہ ہے وہاں بھی ایسے کیس ہوئے ہیں۔ گوندوں کو فیرنگ کے ذریعہ بیدخل کیا گیا ہے۔ میں خاص طور پر ڈویژن عادل آباد کے بارے میں عرض کرونگا کہ وہاں (۳۰) فیصد قابل کاشت اراضی جنگل ہے۔ اس سے قبل جیسا کہ آنریبل منسٹر نے کہا کہ ان کے پاس ایک وفد بھی آیا تھا۔ زمین کے بارے میں اس کا مطالبہ تھا کہ جو قابل کاشت اراضی ہے اس کو بلاوجہ محصورہ میں شامل کیا گیا لہذا اسکو محصورہ سے خارج کر کے کاشت کیلئے واپس دیا جائے۔ انہیں یہ جواب دیا گیا کہ حکومت (۲۵) فیصد جنگل بڑھانا چاہتی ہے۔ اس وقت اوسطاً ۱۷ فیصد جنگل ہیں ۸ فیصد کا اضافہ ہونا ہے۔ اسلئے وہ اراضی جو محصورہ میں شامل کر لی گئی ہے واپس نہیں دی جاسکتی۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ عادل آباد میں بھی حکومت جنگل بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ ڈویژن عادل آباد کے آباد کاشتکاروں کو وہاں سے نکالنا مقصود ہے۔ جہاں جہاں بندوبست شدہ سروس نمبرات ہیں وہاں کے لوگ آنریبل منسٹر صاحب کے پاس آئے تھے اور انہوں نے یہ مطالبہ کیا کہ اتنی زیادہ قابل کاشت اراضی ہے اور اس علاقہ میں چونکہ یہاں جنگل کافی ہے لہذا یہ اراضی واپس دی جائے۔ انہوں نے جواب دیا کہ حکومت کی موجودہ پالیسی کے مدنظر ایسا نہیں ہو سکتا۔ اور زبانی یہ وعدہ کیا کہ اگر محصورہ میں کچھ ایسی زمین ہو جہاں تری کاشت ہو سکتی ہے تو اس کی نشاندہی کی جائے تو ہم غور کریں گے۔ عادل آباد اور نرمل تعلقہ سے سات آٹھ سو درخواستیں دی جا چکی ہیں جن میں سے کم از کم اب تک دس پندرہ درخواستوں کا بھی

لحاظ نہیں کیا گیا۔ اس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ جنگل بڑھانے کی جو اسکیم حقیقت میں کوئی اس کے خلاف نہیں ہے۔ ضاعریہ کہ جنگل زیادہ ہوں تو بدادوار بڑھیں گی۔ بارش کافی ہوگی۔ جہاں جنگل زیادہ ہے وہاں ایسے اراضیات کو جو محصورہ میں شامل کر لئے گئے ہیں حکومت وائس دینے سے لیں ہجکچا رہی ہے؟ کنوٹ کے آئریبل ممبر نے کہا کہ کچھ لوگ کاشتکاروں کو وزغلا کر محصورہ کے درختوں کو قطع و برید کر رہے ہیں۔ میں عرض کروں کہ یہ بالکل غیر صحیح الزام ہے۔ کسی نے جب سے کہ جنگل الکشن ہوا ہے۔ ایسا طریقہ اختیار نہیں کیا۔ لکٹر کے پاس درخواستیں پیش کی گئی ہیں مسٹر صاحب کے پاس بھی اس بارے میں رپورٹیں سنیں کیا گیا ہے۔ لیکن کسی ادارے نے یا کسی نے شخصی طور پر ایسا نہیں کیا جنگل کی قطع و برید کی جائے۔ یا جنگل کو متیاناس کیا جائے۔ ہم جانتے ہیں کہ جنگل ہمارے ملک کی دولت ہے۔ ان کو کس طرح بناد لیا جاسکا ہے؟ البتہ ہم نے قابل کانسٹ بنڈویسٹ شدہ اراضیات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی اور اب بھی ہماری یہ خواہش ہے کہ وہ اراضی جو بندویسٹ شدہ ہے اور جسے محصورہ میں شامل لایا گیا ہے کاشتکاروں کو وائس کردی جائے۔

سات نالہ جس کا رقبہ ۱۶ ہزار ایکڑ ہے لائن (Enclosure line) میں شامل کیا جا رہا ہے۔ یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ اراضی کاشتکاروں کو دی جانے والی ہے لکڑ کوٹ (تمقہ ڈنٹ) کی اراضیات بھر پلی ہیں۔ اس اراضی کو بھی انکلوژر لائن میں شامل کر کے کاشت پر دی جانے والی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں کی اراضی کاشت کے لئے دی جاسکتی ہے دیجانی چاہئے۔ اور جو کاشت کار زمین کے لئے کوشش کر رہے ہیں انہیں ملنی چاہئے۔ جن لوگوں نے درخواستیں پیش کی ہیں انہیں زمین دیجانی چاہئے۔ میں آئریبل مسٹر سے اپیل کروں گا کہ اراضیات نئے نئے لوگوں کو نہ دی جائیں بلکہ جو کاشتکار ان کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ان کو اس کا موقع ملنا چاہئے۔ اتنا کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

شری کے۔ وی۔ رام راؤ۔ مسٹر اسپیکر سر۔ آپکاری کے مدد کے متعلق اگر ہم غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اسکی آمدنی گھٹ رہی ہے اور اخراجات بڑھ رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں میں جو چیز اس ایوان کے سامنے لانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ سنہ ۵۲-۵۱ میں ۹ کروڑ ۸۰ لاکھ کی آمدنی ہوئی۔ اس پر جو اخراجات ہوئے ہیں وہ (۵۲۲۷۰۱۱) ہوئے۔ اسی طرح سنہ ۵۲-۵۳ کا ریوائڈڈ اسٹیٹ (Revised Estimate) دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ اخراجات بڑھ کر (۸۳) لاکھ ہو جاتے ہیں۔ آمدنی کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ (۹) کروڑ (۳۱) لاکھ اسٹابلشمنٹ وغیرہ کے سلسلہ میں جو اخراجات ہو رہے ہیں وہ بڑھ رہے ہیں۔ اخراجات کے مقابلہ میں اسکی آمدنی گھٹ رہی ہے۔ اس سلسلہ میں گورنمنٹ کے سکریٹری نے ایکسپلینٹری میمورنڈم (Explanatory Memo- random) میں کچھ وجوہات بتائی ہیں۔ لیکن جو اخراجات بڑھ رہے ہیں اوبی کیا وجہ ہے، نہیں بتائی گئی۔ کیا اسکی وجہ یہ ہے کہ محکمہ میں افیشنسی (Efficiency) بڑھانے کے لئے اس طرح اخراجات میں اضافہ کیا جا رہا ہے؟ ہاؤس چاہتا ہے کہ

اخراجات میں زیادتی کی کیا وجہ ہے ؟ انک جانب نو اخراجات بڑھ رہے ہیں اور دوسری جانب آمدنی گھٹ رہی ہے ۔

اس محکمہ کے تعلق سے میں ایک اور چیز ادوان کے سامنے لانا چاہتا ہوں ۔ وہ ہے ڈسٹلریز (Distilleries) ۔ ڈسٹلریز کی آمدنی کا مد دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ سنہ ۱۹۵۱ء میں (۳۸۵۷۱۳) رہی ۔ سنہ ۱۹۵۲-۵۳ میں بھی وہی اعداد ہیں ۔ زیادہ سے زیادہ آمدنی میں ایک روپیہ کا اضافہ ہوا ہے ۔ اس طرح معلوم ہوگا کہ ڈسٹلریز کی آمدن میں کسی قسم کا اضافہ نہیں ہو رہا ہے ۔ یہ کوئی نیشن بلڈنگ ڈپارٹمنٹ (Nation building Department) تو نہیں کہ اسکے متعلق یہ تسلیم کر لیا جائے کہ یہ چونکہ نیشن بلڈنگ کے لئے کام کر رہی ہیں ۔ اس لئے نقصان ہو رہا ہے ۔ ایسا ضرور تو اس کے متعلق نہیں کیا جاسکتا ۔ نارائن گوڑہ ڈسٹلری کے سلسلہ میں بھی دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ ریوائنڈ اسٹیٹ میں جو آمدنی بتائی گئی ہے وہ (۱۸۶۴۲۸۶) روپیہ ہے ۔ لیکن جو اخراجات ہو رہے ہیں وہ (۲۱۳۹۴۲۸) روپیہ ہے ۔ آمدنی سے اخراجات زیادہ ہوتے ہیں ۔ البتہ کاماریڈی کی ڈسٹلری کی آمدنی میں اضافہ ہوا ہے ۔ لیکن میرا خیال ہے کہ دوسری ڈسٹلریز نقصان میں چل رہی ہیں ۔ آئریبل منسٹر اس معاملہ پر غور کریں تو مناسب ہوگا ۔

[Mr. Speaker in the chair]

اتنا کہنے کے بعد میں اب تعہد داری سسٹم کے متعلق عرض کرونگا ۔ میرا خیال ہے کہ مدراس سسٹم نافذ ہونے سے پہلے تعہد داری اور امانی کا جو سسٹم تھا اوس کے برے نتائج نکلے ہیں اوس کو علی حالہ قائم رکھا گیا ہے ۔ آئریبل منسٹر صاحب ” ٹری ٹو دی ٹیپر “ کا نعرہ لگاتے ہیں ۔ لیکن اس سلسلہ میں کوئی مناسب سسٹم نافذ نہیں کرتے ۔ جس طرح سے زرعی اراضیات کے سلسلہ میں رعیت واری سسٹم نافذ ہے اوسی طرح کا کوئی سسٹم اس سلسلہ میں بھی انٹراڈیوس (Introduce) کیا جانا چاہئے ہر اجات کے سلسلہ میں بڑی بڑی رقم دیکر موناپلسٹس (Monopolists) معاملہ لے لیتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے مستاجرین کو پنپنے نہیں دیتے ۔ جہاں کہیں کوئی چھوٹا مستاجر معاملہ لینے کی کوشش کرتا ہے تو یہ بڑے مستاجر اوسے لینے نہیں دیتے ۔ یہ لوگ جب اس قسم کی لوٹ کھسوٹ روک تھام کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں تو بڑے بڑے موناپلسٹس ان غریب مزدوروں کو کچلنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ میں اپنی کانسی ٹیونس کا ایک واقعہ ہاؤس کے سامنے رکھتا ہوں ۔ نارائن پور کے معاملہ آبکاری کے سلسلہ میں کلالوں اور مستاجرین میں چل گئی ۔ مستاجر چاہتا تھا کہ زیادہ منافع پر معاملہ دے ۔ کلال چاہتے تھے کہ وہ کم منافع دیں ۔ اس معاملہ کو تصفیہ کے لئے ڈنشاہی کے حوالہ کر دیا گیا ۔ ڈنشاہی خود ایک بڑے موناپلسٹس ہیں ۔ انہوں نے کلالوں پر ہر طریقہ سے بیجا دباؤ ڈالنے کی کوشش کی بلکہ پولس کی مدد لیکراون کو معاملہ لینے پر مجبور کیا گیا ۔ اس واقعہ سے معلوم ہوگا کہ فائدہ موناپلسٹس کو ہو رہا ہے یا غریب مزدوروں اور کلالوں کو ۔ آئریبل منسٹر ” ٹری ٹو دی ٹیپر “ کا نعرہ تو لگاتے ہیں ۔ لیکن جب یہ اسکیم قبل

ہوجانی ہے سو لہے ہیں کہ پی۔ ڈی۔ ایف اور کمیونسٹ پارٹی کے مخالفانہ پرچار کی وجہ سے یہ اسکیم فیل ہوگئی اور یہی وجہ تھی کہ ہم اس کو اچھی طرں انٹراڈیوس (Introduce) نہیں کر سکے میں آئریبل منسٹر صاحب کو چیلنج دیتا ہوں کہ پی۔ ڈی۔ ایف۔ اور کمیونسٹ پارٹی کی جانب سے ”ٹری ٹو دی ٹیپ“ کے سلسلہ میں کوئی مخالفانہ پروپگنڈہ نہیں کیا گیا۔ یہ خود آپ کے دوست اور بھائی یعنی بڑے بڑے مستاجین کی وجہ سے ہوا جن کے ساتھ حکومت کے تعلقات ہیں۔ محض ان بڑے بڑے مونا بلسٹس کے مفاد کو بچانے کے لئے اور کروڑھا روپیہ کی حو کمئی اون کے فائدہ میں ہوگئی اس کو برقرار رکھنے کے لئے اس اسکیم کو داخل دفتر کر دیا گیا۔ حکومت اس اسکیم کی ناکامی کا سبب ہونے پر دوسرے لوگوں پر اس کا الزام رکھنے کی کوشش کر رہی ہے۔ ان مونا بلسٹس کے ساتھ آپ کے جو طبقاتی تعلقات ہیں اون کا نتیجہ ہے کہ یہ اسکیم فیل ہوگئی ورنہ کسی پارٹی کی جانب سے کوئی مخالفانہ پرچار نہیں کیا گیا۔

ایک اور چیز میں عرض کرونگا اور وہ ڈیپارٹمنٹ میں کرپشن (Corruption) کے بارے میں ہے۔ میں اس سلسلہ میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جو پریکٹیکل ڈیفیکلٹیز (Practical difficulties) ہیں آئریبل منسٹر صاحب نے انکو دور کرنے کے لئے کیا تدبیریں کیں اور کیا اقدامات کئے گئے۔ آپکاری کے مسناجرین اور مزدوروں کے درمیان جو پیچیدگیاں ہیں یا جو زبردستی پیدا کی جاتی ہے وہ اب بھی برقرار ہے۔ اس سلسلہ میں اس جانب سے آئریبل ممبر فارسوریا بیٹھ نے بعض باتوں کی جانب توجہ دلائی ہے بعض اور باتوں کی جانب بھی توجہ کیجانی ضروری ہے جو محکمہ کی جانب سے کیجانی ہیں۔ ایک بات تو یہ ہے کہ عموماً جو درخت سوکھ جاتے ہیں اون پر بھی معمول وصول کیا جاتا ہے۔ کلال اس نقصان کی بھرپائی کے لئے دوسری صورت یہ پیدا کر لیتی ہیں کہ جن درختوں پر ٹمبر اندازی نہیں ہوتی ہے وہ تراشے ہیں۔

اسی طرح بعض اور پراکٹیکل ڈیفیکلٹیز (Practical difficulties) کے بارے میں میرا سجیشن (Suggestion) یہ ہے کہ جائز وجوہات بتائے جانے پر درختوں کے محصول اور دوسرے محصولوں کے سلسلہ میں معافیات ملنی چاہئیں۔ اس سلسلہ میں کوئی پروسیجر اختیار کیا جانا چاہئے۔ زر مالگزاری اور دوسرے محاصل وصول کرنے کے سلسلہ میں تو مختلف طریقے اختیار کر کے رقم وصول کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ لیکن جب معافیات دینے کا سوال آتا ہے تو کوئی پروسیجر اختیار نہیں کیا جاتا۔ بعض وقت درخت سوکھ جاتے ہیں یا بعض درخت ایسے بھی ہوتے ہیں جن سے کوئی آمدنی نہیں ہوتی۔ لیکن حکومت مزدوروں سے برابر محصول کا مطالبہ کرتی ہے۔ اس سلسلہ میں جب کوئی درخواست وغیرہ پیش ہوتی ہے تو اسکے متعلق کیا پروسیجر اختیار کیا جاتا ہے بتلایا جائے۔ آپ کے پاس اس کے لئے کیا ضابطہ ہے۔ پارکم وغیرہ کے سلسلہ میں جس طرح قواعد کی پابندی ہے اس طرح سے معافیات کے سلسلہ میں بھی کوئی نہ کوئی پروسیجر رکھنا چاہئے۔ یہ پروسیجر جلد انٹراڈیوس ہو جائے تو اچھا ہے۔ کرپشن وغیرہ کے سلسلہ میں کوئی پروسیجر اختیار کرنے کے علاوہ ان غریب مزدوروں اور کلالوں کو معافی دینے کے متعلق بھی کوئی نہ کوئی پروسیجر اختیار کرنا چاہئے۔

میں ایک اور چیز ہاؤس کی توجہ میں لا کر انی تقریر ختم کرنا ہوں۔ وہ بڑے مستاجرین اور سکمی مستاجرین کے سلسلہ میں ہے جو کچھ بقایا رہا ہے وہ بڑے مستاجرین کی جانب سے رہتا ہے۔ سکمی اور ذیلی مستاجرین کی جانب سے کوئی بقایا نہیں رہتا۔ بڑے مستاجرین کی جانب سے ۹۵ فیصد بقایا ہی رہتا ہے۔ بڑے مستاجرین تو معاملہ اپنے نام لیتے ہیں لیکن جب بقایا ہوتا ہے تو وہ شکمی مستاجرین کے نام پر ڈال دیتے ہیں۔ اون سے زبردستی یہ بقایا وصول کیا جاتا ہے اور آج کل تو پولیس کی مدد سے برتن بھانڈا بچ کر ان سکمی مستاجرین سے بقایا وصول کیا جاتا ہے۔ میں اس سلسلہ میں نلگنڈہ کا ایک واقعہ بیان کرنا ہوں تاکہ ہاؤس کو یہ معلوم ہو جائے کہ کس طرح ان مستاجرین کی جانب سے سکمی مستاجرین پر بقایا کا بار عائد کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ وہاں کے بڑے مستاجرین سے جو بقایا واجب الادا ہے وصول کرنے کی نوبت آئی تو انہوں نے اس کا بار شکمی مستاجرین پر عائد کر دیا۔ شکمی مستاجرین نے یہ کہا کہ انہوں نے رقم مستاجرین کے حوالہ کر دی۔ بحث میں یہ تجویز کئی کہ شکمی مستاجرین سے رقم وصول نہ کی جائے۔ لیکن یہ مستاجر کانگریس آفس میں ہی نہیں بلکہ منسٹر صاحب کے پاس بھی پہنچ جاتے ہیں اور اثر ڈال کر یہ تجویز الٹ دیتے ہیں۔ چنانچہ یہ تجویز ہوتی ہے کہ شکمی مستاجرین سے یہ رقم وصول کی جائے۔ اس طرح غریب کالوں اور ذیلی مستاجرین پر ظام و ستم کیا جاتا ہے اور انہیں ستایا جاتا ہے۔ انریبل منسٹر کے سامنے ان چیزوں کو لانے کا مقصد یہ ہے کہ ان کو یہ معلوم ہو جائے کہ کس طرح ڈپارٹمنٹ یلی اور شکمی مستاجرین کو پریشان کرتا ہے اور کس طرح اون سے رقم وصول کرتا ہے۔

آخر میں انریبل منسٹر صاحب سے امید رکھتا ہوں کہ وہ اون پریکٹیکل ڈیفیکٹس غور کر کے کوئی موثر قدم اٹھائیں گے۔ حکومت کسی پارٹی پر اپنی ناکامی کا الزام نہیں سوب سکتی۔ اسکی ذمہ داری خود حکومت پر ہے۔ حکومت اپنی ذمہ داری سے نہیں ہٹ سکتی۔ کسی پارٹی پر ذمہ داری عائد کی جاسکتی۔ اگر حکومت اپنی ناکامی کا ذمہ دار سی، سیاسی پارٹی کو قرار دیتی ہے تو یہ کہنا بیجا نہوگا کہ یہ کانگریس پارٹی جو آج کوہٹ میں ہے اپنی ذمہ داری سے بھاگنا چاہ رہی ہے۔ اتنا کہہ کر میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

شری جے۔ رام ریڈی۔ (نرسا پور)۔ منسٹر اسپیکر سے۔ سر، شہتہ آبکاری کے تعلق سے یا کی وصولی کا ذکر کرتے ہوئے ایک معزز رکن نے کہا کہ بقایا کی وصولی میں اسقدر سی ہو رہی ہے کہ بہت سے خاندان اسکی وجہ سے اپنے اپنے گاؤں چھوڑنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ یہ واقعہ ہے کہ لوگ دو تین سال معاملہ لینے اور معمول ادا نہ کرنے کے عادی گئے ہیں۔ اس طرح بتا رہا ہے کہ کئی کروڑ کا بقایا ان لوگوں سے وصول طلب ہے۔ بلی کے ایک اور معزز رکن نے یہ اعتراض کیا کہ آبکاری میں لاکھوں روپیہ وصول ہے۔ لیکن معمول کی جانب توجہ نہیں کرتا۔ ہمارے آفیسر اتنی بڑی بڑی راہیں ابھر کر آخر کرتے کیا ہیں؟ بقایا سختی سے وصول کیا جانا چاہئے۔ اس طرح اپوزیٹ کی جانب

سے دو آئریبل ممبرس دو سفاد بابس کہتے ہیں - ایک ممبر کہتے ہیں کہ بقایا سختی سے وصول کیا جائے - اور دوسرے ممبر کہتے ہیں کہ بقایا کی وصولی میں سختی کرنے سے لوگ اپنے گھر بار چھوڑ کر چلے جانے پر مجبور ہو رہے ہیں - محض رقم کی ادائی سے بچنے کہنے اکثر لوگ کسی دوسری جگہ چلے جانے ہوں تو میں نہیں سمجھتا کہ ایسے لوگوں کے ساتھ دس طرح ہمدردی کی جاسکتی ہے - اور کس طرح انکا بقایا معاف کیا جاسکا ہے - یہ بقایا ہمارے موازنہ کو متوازن کرنے میں کام آسکتا ہے - اس رقم کو نیشنل بلڈنگ ورکس (Nation building works) پر خرچ کیا جاسکتا ہے - ساتھ ہی میں یہ بھی کہہونگا کہ اگر کوئی شخص واقعی نادار ہو اور کسی طرح بھی بقایا کی ادائی کی سکت نہیں رکھنا تو اس کو معافی دیجانی چاہئے - لیکن عام طور پر جب تک سختی کے ساتھ بقایا کی وصولی کا انتظام نہ کیا جائے اس وقت تک بقایا وصول ہونا ناممکن ہے - بقایا کی وصولی میں ہم دیکھتے ہیں کہ چھوٹے مستاجرین پر زیادہ سختی کی جاتی ہے - بڑے بڑے مستاجرین جو لا کھوں روپیہ باقی رکھتے ہیں ان سے رقم حاصل کرنے کی جانب بہت کم توجہ کی جاتی ہے - خود میرے ضلع میں ایسے کئی لوگ ہیں - میں ان کے نام نہیں لیتا - ان کے ذمہ لا کھوں روپیہ ہے - لیکن انکے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوتی - متعلقہ ڈپارٹمنٹ کے لوگ رقم کی ادائی میں بیجا طوالت دیتے ہیں - آئریبل منسٹر سے میری یہ درخواست ہے کہ وہ اس طرف بھی اپنی توجہ دیں -

ایک معزز رکن نے کہا کہ جدید درختوں اور پہلے اور دوسرے سال رقم وصول نہ کی جانی چاہئے - اور محصول مسلسل نہونا چاہئے - چیدہ چیدہ درختوں پر نمبر اندازی کی جانی چاہئے - اگر ایسا کیا جائے تو مستاجر جو اس معاملہ میں بہت ہوشیار ہوتے ہیں اس سے ناجائز فائدہ اٹھائینگے جسکی روک تھام بہت مشکل ہو جائیگی - جب تک سلسلہ کے ساتھ نمبر اندازی نہو کسی آفیشیل کو جانچ کرنا مشکل ہوتا ہے - اگر آئریبل ممبر کے اس سیشن (Suggestion) کو قبول کیا جائے تو اکسائیز کی آمدنی میں کمی ہونے کا اندیشہ ہے -

مجھے رشوت ستانی کے بارے میں بھی کچھ کہنا ہے - میں یہ نہیں کہتا کہ سرشتہ آبکاری میں رشوت ستانی نہیں ہے - ضرور ہے - یہ ہر شخص کو ماننا پڑیگا - اسکی بیخ کنی تو نہیں ہوئی - لیکن یہ ماننا پڑیگا کہ رشوت ستانی میں بڑی حد تک کمی ہو چکی ہے خصوصاً اعلیٰ عہدہ داروں میں رشوت کم ہو گئی ہے - البتہ سب انسپکٹرس ، سرکل انسپکٹرس اور نمبر اندازوں میں اب بھی باقی ہے - بات یہ ہے کہ رشوت کا مرض ہمارے سماج میں اتنا زیادہ اثر کیا ہوا ہے کہ یکدم اسکی بیخ کنی ہو جانا مشکل ہے - لیکن یہ ماننا پڑتا ہے کہ رشوت میں کمی ضرور ہوئی ہے - رشوت کا مرض پولس ایکشن کے عین ماقبل اور عین مابعد ان سوشل ایلمنٹس (Unsocial elements) نے اپنی لاقانونی حرکات سے بڑھایا سب انسپکٹرس اور سرکل انسپکٹرس کو پیسے دیکر سیکڑوں ہزاروں درخت تراشے گئے - اس کی روک تھام یکدم مشکل ہے - سرشتہ آبکاری کی نسبت کہا جاتا ہے کہ رشوت ستانی بڑھ گئی ہے - آفیشینسی سے کام نہیں ہو رہا ہے - لیکن ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ

گزشتہ دو تین سال میں سررشتہ آبکاری نے رشوت اور خلاف ورزیوں کے خلاف کتنا کام کیا۔ یہ ایک عام مرض تھا کہ اگر ۱۰ ہزار درخت ہوتے تو ان میں سے ۶-۵ ہزار درخت بلا تمبر اندازی اور بلا ادائیہ محصول تراش لئے جاتے۔ اس جانب سررشتہ نے توجہ دیکر موثر اقدام کئے ہیں۔ چنانچہ یکم اکتوبر سنہ ۱۹۵۱ء سے ۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۵۲ء تک تقریباً (۲۵۱۵) شراب کشی کی بھٹیاں برآمد کی گئیں۔ بنجارے اور وڈر وغیرہ سیندھی کے ساتھ ساتھ خفیہ شراب کشی کے عادی تھے۔ انہیں پکڑنا مشکل تھا۔ معمولی جوان وہاں جاتا تو اسکو مار پیٹ کی جاتی۔ اسلئے ۶-۵ سرکل انسپکٹرس اور ۶-۵ سب انسپکٹرس نے ملکر ان مقامات پر دھاوا کیا اور اس طرح اس سال تقریباً ڈھائی ہزار بھٹیاں برآمد ہوئیں۔ اسی طرح ڈسمبر سنہ ۵۲ء تک (۱۴۸۹) بھٹیاں قبضہ کر لی گئیں۔ اور جنوری سنہ ۵۳ء میں (۹۳۳) بھٹیاں برآمد ہوئیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سررشتہ آبکاری خلاف ورزیوں کے روک تھام کیلئے کس قدر تیزی سے کام کر رہا ہے۔ یکم اکتوبر سنہ ۵۱ء سے ۳۰ ستمبر سنہ ۵۲ء تک (۹۱۹۶۰) درختان خلاف ورزی میں لے لئے گئے۔ اس کے ٹیکس کی رقم (۶۷۹۰۰۳۸) روپیے ہوتی ہے اگر یہ درخت نہ ملے ہوتے تو یہ رقم مستاجر کے جیب میں چلی جاتی۔ اس کے منجملہ (۳۸) لاکھ روپیے سرکار کے خزانہ میں جمع ہو چکے ہیں۔ یہ سررشتہ آبکاری ہی کی کارگزاری ہے۔ ماہ جنوری سنہ ۵۳ء میں (۷۹۸۶۲) درخت خلاف ورزی میں لے لئے گئے۔ ان پر (۲۶۴۶۴) روپیے ٹیکس عائد کیا گیا۔ یہ بھی سررشتہ کی افیشنسسی (Efficiency) ہی کا نتیجہ ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ سررشتہ کی کارکردگی ترقی کر رہی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس سے زیادہ سختی سے قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔ اس محکمہ میں رشوت ضرور ہے اور جنگلات میں بھی رشوت ستانی ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان محکموں کی افیشنسسی بہتر ہو رہی ہے۔ ان میں جو برائیاں ہیں انہیں دور کرنے کی جانب حکومت مزید توجہ دے تو مناسب ہے۔ اتنا کہہ کر میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ سٹراسپیکرمر۔ حکومت نے دو سال پہلے افاریشیشن (Afforestation) کی جو اسکیم چلائی وہ ناکام ثابت ہو چکی ہے حکومت نے کرناٹک اور مرہٹواڑہ کے جن علاقوں میں اس اسکیم پر زور دینا چاہئے تھا نہیں دیا اور فینانس کی کمی کا بہانہ کیا گیا۔ بتایا گیا ہے کہ سنہ ۵۲-۱۹۵۱ء میں پندرہ سو (۲۰۰۰) ایکڑ اور عثمان آباد میں (۱۴۰) ایکڑ کے رقبہ پر افاریشیشن کا کام کیا گیا اور سنہ ۵۳-۱۹۵۲ء میں افاریشیشن کا رقبہ (۷۶۰) ایکڑ بتلایا گیا ہے۔ مرہٹواڑہ اور کرناٹک میں یہ بہت بڑا سوال ہے۔ اسلئے کہ وہاں جنگل کم ہیں۔ اس طرح ساڑھے سات سو ایکڑ زمین پر افاریشیشن کا کام کرنے سے کیا اروزن (Erosion) کا سوال حل ہو جاتا ہے؟ اس پر ایک نامنل (Nominal) رقم خرچ کی جا رہی ہے۔ مجھے صاف صاف کہنا ہے کہ جب تک اس کام کے لئے مرہٹواڑی میں کافی رقم خرچ نہ کی جائیگی اور زیادہ سائنٹفک (Scientific) طریقوں پر یہ کام نہوگا اس وقت تک کسی مفید نتیجہ کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ جن علاقوں میں اور

خصوصاً تلنگانہ میں جہاں زیادہ جنگل ہیں وہاں افارشیشن کا سوال پیدا نہیں ہوتا ۔ لیکن جہاں جنگل نہیں ہیں وہاں افارشیشن در حکومت کو زور دینا چاہئے ۔

یہ کہا جاتا ہے کہ رشوت ستانی عوق ہے ۔ رشوت ستانی کی دو وجوہات ہیں ۔ ایک تو یہ کہ لوگوں کے اغراض دورے نہونے کی صورت میں رشوت کا راستہ پیدا ہوتا ہے ۔ اور اگر اوپر کا آفیسر کا سکشن رشوت لے تو نیچے کا اسٹاف بھی رشوت لیتا ہے ۔ اس سلسلے میں مجھے یہ کہنا ہے کہ اگر عوام کی ضروریات کو ٹھیک طور پر پورا کیا جائے تو ایسی صورت میں رشوت میں کافی کمی ہو سکتی ہے مجھے خاص طور پر ان کو یا لوگوں کا ذکر کرنا ہے جو کیمس چھوڑ کر پھر اپنے اپنے مقامات پر واپس ہو گئے ہیں ۔ انہیں انکی ضروریات مہیا نہیں کی جاتیں ۔ گھانس ، لکڑی اور دوسری اس قسم کی ضروری چیزیں انہیں نہیں دی جاتیں ۔ اسلئے وہاں رشوت کی صورت پیدا ہوتی ہے ۔ فارسش کے سلسلے میں مجھے یہ بھی عرض کرنا ہے کہ سنہ ۵۳-۱۹۵۲ ع میں خانگی طور پر کنٹراکٹس کے ذریعہ درخت لگوانے کا کام کروایا گیا ۔ لیکن میرے سامنے ایسی بہت سی مثالیں ہیں کہ ڈپارٹمنٹ نے کنٹراکٹس پر کنٹرول نہیں رکھا ہے ۔ اس کا کچھ سیاسی پہلو بھی نظر آتا ہے ۔ جن کنٹراکٹس کے کیس لیکر کانگریس کے لوگ منسٹر صاحب یا ڈپارٹمنٹ کے آفیسر کے پاس جاتے ہیں ان کے بارے میں کوئی سختی نہیں برقی جاتی ۔ اور اگر انہوں نے اپنے کام میں غلطیاں کی ہیں تو ان سے کوئی باز پرس نہیں کیا گیا ہے ۔ ایم ۔ ایل ۔ اے ۔ ملک نے میرے سامنے ایسے واقعات بتائے ہیں ۔ تری پور اور راجیشورم کے کنٹراکٹس نے جتنے جنگل کا کنٹراکٹ لیا تھا اس سے زیادہ حصہ سے استفادہ کیا ہے ۔ لیکن اس پر حکومت نے کچھ نہیں کیا ۔ میرا خیال ہے کہ حکومت کو اس بارے میں سختی کے ساتھ عمل کرنا چاہئے ۔ جیتک ایسا نہو جنگلات کا صحیح فائدہ عوام اور حکومت کو نہیں ہو سکتا ۔

باقی چیزیں جنہیں دوسرے آرٹیکل ممبرس نے بیان کی ہیں میں انکو دہرانے کی ضرورت نہیں سمجھتا ۔ مجھے شیڈولڈ کاسٹس کے بارے میں کچھ کہنا ہے ۔ انہیں جو زمینات دی گئی تھیں وہ افارشیشن کے اسکیم کے سلسلہ میں واپس لے لی گئی ہیں ۔ اس سے انہیں مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ۔ تلنگانہ میں فارسش کا علاقہ زیادہ ہے ۔ اسلئے وہاں شیڈولڈ کاسٹس کے لوگوں کو دی ہوئی زمینات جنگل بڑھانے کی غرض سے واپس حاصل کر لینا مناسب نہیں ہے ۔ جہاں تک ڈیولپمنٹ اسکیم پر عمل کرنے کا تعلق ہے خود حکومت نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ صرف نظام ساگر کے علاقوں میں ڈیولپمنٹ اسکیم کو عمل میں لایا جائیگا ۔ مائیں چندر ساگر اور ڈڈلی کے تحت جو فارسش کی اسکیم ہے اسکو عمل میں نہیں لایا جائیگا ۔ حکومت نے اپنی رپورٹ میں اس چیز کو مان لیا ہے ۔

نرمیز کے بارے میں حکومت نے اپنی رپورٹ میں جانب صاف یہ بتلایا ہے کہ جو رقم منظور ہوئی تھی وہ فنانشل اسٹریجنسی (Financial Stringencies) کی وجہ سے نہیں دی گئی ۔ اس طرح وہاں بھی ناکامی ہوئی ۔

فارسٹ ڈپارٹمنٹ کی رپورٹ دیکھیں تو ہتہ چلتا ہے کہ نعرہ کے طور پر حکومت یہ کہتی ہے کہ افورسٹینس بڑھانا ہے ، آمدنی بڑھانی ہے ۔ لیکن حقیقت میں کچھ نہیں ہوتا۔ اسلئے میں حکومت سے یہ اپیل کرونگا کہ ان چیزوں پر سائنٹیفکی (Scientifically) سوچ کر عمل کیا جائے۔

اکسائز ڈپارٹمنٹ کے بارے میں مجھے یہ کہنا ہے کہ اس ڈپارٹمنٹ پر بحث کرے ہوئے کمپوننٹس پارٹی اور پی۔ ڈی۔ ایف۔ پر الزامات لگائے گئے ہیں جسکے خلاف میں پی۔ ڈی۔ ایف کے ایم۔ ایل۔ ایز نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ۔ میں صاف الفاظ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ”ٹری ٹودی ٹیپر“ سے ہمیں کوئی اختلاف نہیں ۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ جس طرح یہ اسکیم حکومت کی جانب سے عمل میں لائی جا رہی ہے اسکے طرز عمل پر ہم اعتراض کریں ۔ اسلئے کوئی ایسا راستہ نکالنا چاہئے جسکی وجہ سے یہ اسکیم کامیاب ہو اس ڈپارٹمنٹ کے تعلق سے مجھے یہ بھی کہنا ہے کہ اگر غریب شراب پیتا ہے تو اسے بہت برا کہا جاتا ہے اور آمدنی حاصل کرنے کی غرض سے اس پر ٹیکس بھی لگایا جاتا ہے لیکن فارن لیکر (Foreign Liquor) کے تحت بیٹ میں کوئی رقم جمع نہیں کی گئی ہے اگرچہ گذشتہ بیٹ میں اس کا تذکرہ تھا ۔ اس سے تو حکومت کی پالیسی یہ معلوم ہوتی ہے کہ اگر امیر شراب بھی پیتا ہے تو اسے ٹیکس برداشت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ۔

اسکے بعد میں اکسائز ڈپارٹمنٹ کی رشوت ستانی کی طرف گورنمنٹ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ آج وہاں جو حالات بائے جاتے ہیں انکے بارے میں حکومت کو میریسیلی (Seriously) سوچنا چاہئے ۔ کئی آنریبل ۔ برس نے اس کا بھی تذکرہ کیا ہے کہ بڑے بڑے کنٹراکٹس کے ذمہ لاکھوں روپیہ ہے ۔ ہاؤس میں جب اس قسم کا سوال کیا گیا تھا کہ کتنے ایسے کنٹراکٹس ہیں جن کے ذمہ سرکاری رقم باقی ہے تو اس وقت کہا گیا تھا کہ آنریبل منسٹر کے پاس رپورٹ نہیں ہے ۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ بڑے کنٹراکٹس کے نام لاکھوں روپیے واجب الادا ہے اسکو اسلئے عمدہ آہم سے چھپایا جا رہا ہے تاکہ ہاؤس میں اس پر نکتہ چینی نہوسکے ۔ اس طرح کنٹراکٹس کو رعایت دیکر حکومت اپنے نقصان کی طرف راغب ہونے کی پالیسی کی میں سختی سے مخالفت کرتا ہوں ۔ ہم چاہتے ہیں کہ جتنے ایسے لوگ ہیں جو سرکاری رقم باقی ہیں انکے ناموں کی فہرست ہاؤس کے سامنے رکھی جائے اور اس رقم کی وصولی میں سختی سے عمل کیا جائے۔

کسٹمز ڈپارٹمنٹ کے سلسلہ میں ہاؤس میں یہ کہا گیا تھا کہ جب وہاں ریٹرنچمنٹ (Retrenchment) ہوگا تو سیلس ٹیکس ڈپارٹمنٹ میں ان لوگوں کو جگہ دیجائیگی ۔ پچھلے سال ۸۵۷ لوگوں کو کسٹمز ڈپارٹمنٹ سے علیحدہ کیا گیا ۔ لیکن بیٹ میں جو فیگرس دئے گئے ہیں ان سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ وہاں اب کتنا سینیل اسٹاف ہے اور دوسرا اسٹاف کتنا ہے ۔ گذشتہ سال کے بیٹ کے حوالہ سے میں کہہ سکتا ہوں کہ ۸۵۷ تخفیف شدہ لوگوں میں سے اب تک صرف ۳۰-۳۵ آدمیوں

کو ہی ایزارب (Absorb) کیا گیا ہے ۔ اب جبکہ اس ڈپارٹمنٹ کو بالکلہ ختم ہی کیا جا رہا ہے تو ہمیں چاہئے کہ وہاں کے لوگوں کو ایزارب کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ طریقہ اختیار کریں ۔ اسکے لئے ہمیں ایک ایسی اسکیم سرچنا چاہئے کہ اس سے نہ صرف اس ڈپارٹمنٹ کے پرانے لوگوں ہی کو نوکری مل سکے بلکہ عام طور پر جو بیروزگاری ہمارے پاس پائی جاتی ہے اسکو بھی دور کیا جاسکے ۔ اس بارے میں کیا اسکیم بنائی جانی چاہئے ، میں اسکی تفصیلات ہاؤس کے سامنے نہ رکھتے ہوئے بھی کہہ سکتا کہ اگر ایسی اسکیمات سے ہمارا بجٹ ڈیفیٹ بھی ہو تو کوئی ہرج نہیں ہمارے سامنے جو پروڈکٹو اسکیمس (Productive Schemes) اور پلانس ہیں ان پر عمل کرتے ہوئے بیروزگاری کے مسئلہ کو حل کرنا چاہئے ۔

کسٹمس کے سلسلہ میں مجھے یہ بھی عرض کرنا ہے کہ جو اکسپورٹ ڈیوٹی وصول کی جا رہی ہے اسکی مقدار کیا ہے ؟ اور اس سے ہمیں کہاں تک فائدہ ہو رہا ہے ؟ اگر اس مقام کا معائنہ کیا جائے جہاں کسٹس ڈیوٹی وصول کی جاتی ہے تو اتنے چلے گا کہ دراصل جو آمدنی ہوئی ہے اس کا ۴۰ حصہ حکومت کے خزانہ میں داخل ہوتا ہے ۔ باقی رقم کہاں جاتی ہے ، یہ ہاؤس جانتا ہے ۔ کیونکہ حکومت اکسپورٹ ڈیوٹی کو ختم ہی کرنا چاہتی ہے اسلئے میں اسپر زیادہ زور نہیں دوں گا ۔

سرشتہ جنگلات کے سلسلہ میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ محکمہ عوام کی نظروں سے بہت دور ہے اور بہت کم لوگ اس محکمہ سے واقف ہیں ۔ اس محکمہ میں بہت زیادہ ارر گولاریٹیز (Irregularities) ہیں جنکو فوراً دور کرنا چاہئے ۔ اس محکمہ میں لاکھوں روپیہ کا کاروبار ہوتا ہے ۔ یہاں جو رشوت ستانی ہے اسکو دور کرنے کی کوشش کی جائے ۔ اس ضمن میں مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ جب تک حکومت ان بڑے بڑے کیسز پر جو خود حیدرآباد سٹی میں ہوتے ہیں سختی سے تدارک نہ کریگی رشوت ستانی کا بازار گرم رہے گا ۔

آخر میں میں پھر ایک مرتبہ آنریبل منسٹر کی توجہ اون آبکاری کے کنٹراکٹرز کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جن کے ذمہ لاکھوں روپیہ کا بقایا ہے ۔ کیا ان سے بقایا رقم وصول نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ بڑے آدمی ہیں ؟ چھوٹے اور بڑے مستاجرین اور کنٹراکٹرز میں فرق نہ کرتے ہوئے حکومت کو چاہئے کہ بقایا وصول کرے ۔ نیز ان تمام باتوں پر جنکا ہاؤس میں تذکرہ کیا گیا ہے عمل کرتے ہوئے حکومت کو اس بات کا ثبوت دینا چاہئے کہ وہ واقعی طور پر عوام کی بہتری کے لئے کام کر رہی ہے ۔ اتنا کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

شری ونیکٹ رنگا ریڈی : منسٹر اسپیکر ۔ قبل اسکے کہ میں ہر اعتراض کا علیحدہ علیحدہ جواب دوں جملہ اعتراضات سے متعلق عام طور پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں جسکی بنا پر جملہ بہت سے اعتراضات کے جوابات بھی ادا ہو جائیں گے ۔ اگر چیکہ اعتراضات کی تعداد زیادہ ہے لیکن انکی نوعیت میں کچھ زیادہ فرق نہیں ۔ اعتراضات کا تعلق زیادہ تر رشوت ستانی سے ہے اگر آنریبل ممبریں موجودہ قوانین اور میرے فرائض کو بوقت

اعتراض ملحوظ رکھتے ہو وہ ہر گز اعتراض نہ کرتے کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو اختیارات آپ نے میرے تفویض کئے ہیں میں انہیں من مانے استعمال نہیں کر سکتا۔ آج ہمارے پاس جو نظام موجود ہے اسکے فوائد کو نظر انداز کرتے ہوئے اور انکا لحاظ نہ کرتے ہوئے یہ اعتراضات کئے گئے ہیں۔

سب سے پہلے میں محکمہ جنگلات کو لیتا ہوں۔ اپوزیشن کے آنریبل ممبرس نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اسے بہت سے لوگوں سے جنہیں پہلے زمینات دی گئی تھیں اب وہ واپس لی جا رہی ہے۔ اس میں ایک حد تک صداقت ہے کہ اسپر انہیں کاشت کرنے سے روکا جا رہا ہے۔ لیکن میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ وہ زمین نہیں ہے جو انہیں کاشت کرنے کی غرض دی گئی تھی جو زمین انہیں کاشت کرنے کے لئے دی گئی تھی وہ واپس نہیں لی جا رہی ہے۔ اسی ایک بھی مثال میرے پاس نہیں ہے کہ جو زمین پہلے کاشت کرنے کے لئے دی گئی تھی اسے اب جنگل بڑھانے کی غرض سے واپس لی جا رہی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص جنگل کاٹ کر کاشت کر رہا ہے تو ضرور اسکو واپس لیا جا رہا ہے۔ پولیس ایکشن اور اسکے فوری بعد کے زمانے میں جبکہ قانون نافذ نہیں تھا عوامی کارکنوں نے لوگوں کو ترغیب دی تھی کہ وہ کسی بھی زمین پر جا کر وہ زراعتی زمین ہو یا گاٹران ہو یا پرمپوک ہو، کاشت کریں۔ میرے پیش رو حکام نے بھی زراعت کی اہمیت کا لحاظ کرتے ہوئے ایک گشتی جاری کی تھی کہ حتی الامکان کاشت کو برقرار رکھا جائے اور اب میں نے بھی ایسا ہی حکم دے رکھا ہے۔ لیکن سنہ ۱۹۴۹ء کے بعد کچھ جنگلات کاٹے گئے یا گاٹران میں لوگوں نے کاشت کرنا شروع کیا تو انہیں منع کیا گیا۔ ایسا حکم دینا میں نے اسلئے ضروری سمجھا کہ ریاست کو جنگلات کے کاٹے جانے کی وجہ سے جو نقصان

ہوگا وہ نہونے پائے۔ کیونکہ جنگلات کی موجودگی سے جو فائدہ ہوتا ہے وہ اس زراعت سے بھی بہت زیادہ ہے۔ اسکو کاٹنے کے بعد وہ فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ پانچ سالہ پلان کے تحت ہم پراجیکٹس بنانا چاہتے ہیں۔ زراعت کو ترقی دینا چاہتے ہیں اور ملک کو خوشحال بنانا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ سب کام بارش ہی پر منحصر ہیں۔ اگر بارش نہ ہو تو پراجیکٹس فیل ہو جائیں گے اور زراعت نہ ہو سکے گی۔ یہ چیزیں اگر نہ ہوں تو ریاست میں کسی قسم کی بھی ترقی نہ ہو سکے گی۔ یہ مسئلہ بات ہے کہ جنگلات کی وجہ سے بارش ہوتی ہے۔ پولیس ایکشن کے بعد ہمارے ملک کے نصف سے زیادہ جنگلات بعض لوگوں نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لیکر کاٹ دئے ہیں۔ اس وجہ سے پولیس ایکشن کے بعد سے بارش میں کمی ہو گئی ہے۔ یہاں بعض آنریبل ممبرس نے تذکرہ کیا ہے کہ سرھٹواڑی میں چونکہ جنگلات نہیں ہیں اسلئے وہاں بارش کم ہوتی ہے اور وہاں جنگلات لگانے کا کام شروع کرنا چاہئے۔ میں اسکو مانتا ہوں کہ ہمارے اسٹیٹ میں جنگلات کی ضرورت ہے۔ جنگلات کے رقبے کاشتکاروں کو واپس دینے کا جو مطالبہ کیا جا رہا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ اس سے بعض لوگوں کو انفرادی طور پر نائدہ پہنچے۔ لیکن میں انفرادی نقصان کو ریاست کے نقصان پر ترجیح دیتا ہوں۔ انفرادی فائدہ کے مقابلہ میں ریاست کے فائدہ کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ آبکاری کی

بالیسی کے سعلق منضاد باتیں کہی گئیں۔ کسی نے کہا کہ کنٹراکٹس سے بقایا وصول نہیں کیا جانا ہے۔ کسی نے کہا کہ بقایا کے وصولی میں شدت کی جاتی ہے۔ رشوت کے بارے میں بھی کہا گیا کہ آبکاری اور جنگلات میں رشوت بہت لی جاتی ہے۔ میں اسکو مانتا ہوں۔ صرف آبکاری اور جنگلات ہی میں نہیں بلکہ ملک کے ہر شعبہ میں رشوت چلتی ہے۔ لیکن رشوت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک تو سنگین قسم کی رشوت۔ بغیر کچھ دے کے کوئی عہدہ دار یا ملازم کوئی کام انجام ہی نہ دیتا۔ ایک وہ رشوت ہے جو کام حسب مناسبت کرنے کے بعد اگر کوئی بخشش کے طور پر کچھ دے تولے لے۔ میں چیلنج کے طور پر کہوں گا کہ سررشتہ جنگلات و آبکاری میں رشوت ستانی فی روپیہ بارہ آنے کم ہو گئی ہے۔ اور جس حد تک لیجاتی ہے اگر چیکہ میں اس کا سخت مخالف ہوں اور یہ نہیں کہتا کہ جو لوگ ایسا کر رہے ہیں وہ اچھا کر رہے ہیں۔ لیکن اتنا کہوں گا کہ کاروبار میں رکاوٹ پیدا کر کے حاصل نہیں کی جاتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ لوگ اپنے فائدہ کی غرض سے یا کچھ کام نکالنے کی غرض سے ملازمین آبکاری کو ترغیب دیکر بطور بخشش کے کچھ دے دیتے ہوں۔ عوام کو پریشان کر کے رشوت لینے کا یا کام میں رکاوٹ پیدا کر کے رشوت لیتے کا جو طریقہ ہے میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے سررشتوں میں مسدود ہو چکا ہے۔ البتہ لوگ اپنا کام نکالنے کے لئے پوشیدہ طور پر کچھ دیدیتے ہوں تو میں سمجھتا ہوں اس کا انسداد ذرا مشکل ہے۔ تاہم اس طریقے سے بھی اگر کوئی لیتے ہوں اور اسکی اطلاع مجھے دیجائے تو میں انکے خلاف سخت سے سخت کارروائی کرنے کے لئے تیار ہوں اور میں خود اس کا انتظام کر رہا ہوں کہ ایسے لوگوں کو باہر لا کر انہیں گرفتار کرایا جائے۔

کہا گیا ہے کہ بڑے بڑے مستاجرین کے ذمہ کافی بقایا ہے اور ان سے وصولی کی کوشش نہیں کی جاتی۔ آنریبل ممبر فار اپا گورنہ نے صاف صاف کہا کہ بقایا کی وصولی کے بارے میں آنریبل منسٹر متعلقہ نے عمداً چشم پوشی کی ہے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے جو کچھ کہا ہے اس کے بارے میں حقیقت معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ اگر یہ حقیقت ہوتی تو میں اسکو قبول کرنے میں شرم یا ڈر محسوس نہ کرتا۔ آنریبل ممبر نے مجھ سے ہاؤس میں یہ دریافت کیا تھا کہ کن تعلقوں اور کن ضلعوں میں کتنا کتنا بقایا ہے اور کس کس کے نام پر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آنریبل ممبر اگر محاسی سے واقف ہوتے تو انکو معلوم ہوتا کہ اس قسم کا تفصیلی تختہ مرتب کرنا دو چار مہینے سے کم کا کام نہیں ہے۔ ایسا سوال سپلیمنٹری کوئسٹن کے طور پر پوچھا گیا۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ میں نے یہ سوال کیا تھا کہ ڈی۔ ڈی۔ اٹالیہ کے ذمہ کتنا بقایا ہے۔

شری وینکٹ رنگاریڈی۔ ہاں۔ تو مجھے کیا معلوم تھا کہ آپ سپلیمنٹری کوئسٹن اس قسم کا کریں گے۔ اگر مجھے خواب میں بھی یہ معلوم ہو جاتا کہ آنریبل ممبر اس قسم کا سوال کرنے والے ہیں تو میں اس کا سوا د اچھے ساتھ لایا۔ کل ہی اگر آنریبل ممبر

شارٹ نوٹس کوٹسچن کریں تو میں اس کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن میں کہہونگا کہ بدگمانی کا کوئی علاج نہیں ہے۔ بدگمانی کی جائے تو یہ صحیح نہ ہوگا۔ ہمارے ہاں سب کے ساتھ یکساں عمل ہوتا ہے۔ میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ بقایا کی وصولی کی ممکنہ کوشش کی جا رہی ہے، چنانچہ دیڑھ مہینہ پہلے میں نے حکم دیا ہے کہ ہر باقی دار کو ہندوہ دن کی نوٹس دیجائے کہ وہ ہندوہ دن میں رقم داخل کردے اسکے بعد اسکو ایک دن کی سہلت نہ دیجائے شرطکہ وہ استطاعت رکھتا ہو اور اگر استطاعت نہیں رکھتا ہے اور رقم اقساط سے وصول ہو سکتی ہے تو اقساط مقرر کر کے وصول کی جائے اور اگر بالکل نادار ہو تو اخراج کا عمل کیا جائے اس طرح نو سہنے میں جو چار کروڑ کا بقایا ہے اس کا پورا پورا فیصلہ ہو جائیگا میں نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ اگر کوئی عہدہ دار میرے اس حکم کی تکمیل نہ کریگا تو وہ خدمت پر نہ رہ سکے گا آپکو معلوم ہونا چاہئے کہ بقائے کی وصولی میں میں نے کوئی رعایت نہیں کی ہے۔ اس سال کے ختم تک کل بقائے کا تصفیہ ہو جائیگا۔

رشوت کے انسداد کے بارے میں جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے کہ حکومت کی جانب سے اسکے انسداد کی پوری پوری کوشش کی جائیگی۔ لیکن یہ آنریبل ممبرس کا بھی کام ہے کہ عوام میں ایسی نیتی (নীتی) پیدا کریں۔ جب تک نیتی (নীتی) پیدا نہیں کی جائیگی رشوت بند نہیں ہو سکتی۔ سردار بشیل جب یہاں آئے تھے تو ہم کانگریسیوں نے اون سے کہا تھا کہ یہاں رشوت بہت چلتی ہے، اسکے متعلق کیا کیا جائے تو انہوں نے کہا تھا کہ ”واج من اچھا نہیں ہے“۔ یعنی ہم کانگریسوں کو انہوں نے کہا تھا کہ ہم ٹھیک طور پر واج (Watch) نہیں کر رہے ہیں۔ میں نے ابتدا سے اپنا پوزیشن صاف رکھا ہے۔ میں نے جو جو انتظامات کئے ہیں جہو اکر اسکی (۱۷۵) کاپیاں آپکو تسلیم کی گئی ہیں۔ کانگریس کے دفتر پر اور پی۔ ڈی۔ ایف۔ کے دفتر پر روانہ کئے گئے ہیں اور حیدر آباد اسٹیٹ میں جتنے آفسس ہیں سب کو ایک ایک کاپی روانہ کی گئی ہے اور اون سے یہ استدعا کی گئی ہے کہ میں نے اپنے سرشتہ میں یہ چیزیں کی ہیں۔ اسکے خلاف کوئی چیز پائی جائے تو اسکی اطلاع مجھے دیں۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اسکے باوجود آج تک کسی آنریبل ممبر نے یا کسی اور صاحب نے کوئی شکایت نہیں کی اور آج اس ہاؤس میں یہ کہا جا رہا ہے کہ وقت پر کام نہیں کیا گیا۔ میں اب بھی یہی کہہونگا کہ اگر کوئی درخواست پیش ہو جائے تو میں نے ایسا انتظام کیا ہے کہ (۸۸) گھنٹے کے اندر اس کا تصفیہ ہو جائیگا۔ اگر ایسا نہ ہو تو مجھے اطلاع دیجائے اور میں اسکا انتظام کرونگا۔ اگر کوئی اطلاع ہی نہ دے تو عہدہ داروں کی اطلاع کے مطابق اور آنریبل ممبرس کے سکروت سے میں بھی نتیجہ نکالونگا کہ کام ٹھیک ہو رہا ہے۔ آنریبل ممبرس کی ذمہ داری میری ذمہ داری سے کچھ کم نہیں ہے۔ اسکو بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

ایک چیز یہ بھی کہی گئی کہ آبکاری کا خرچ دن بدن زیادہ ہوتا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ خرچ کسی تناسب سے بڑھا ہے، اسی پر غور نہیں کیا گیا ہے۔ اسوقت جو

اخراجات ہیں وہ فی روزانہ ایک آنہ تین سائی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی محکمہ ایسا نہیں ہے جس کے ذریعہ سے اتنی زیادہ آمدنی وصول ہونے کے باوجود اسکا خرچ اتنا کم ہو۔ آبکاری کا نظم و نسق انتہائی نفاذ کے ساتھ چل رہا ہے۔ میں نے جب اس پر غور کیا تو کروڑیاری تجربہ رکھنے کی وجہ سے مجھے اس پر بہت تعجب ہوا۔ آبکاری اور جنگلات کے محکموں کا انتظام درجی ایسا انتظام نہیں ہے کہ گھر بننے ہر جائے۔ یہ جنگلات کا انتظام ہے۔ دوسرے سرینسٹوں کے انتظام کے قابل نہیں ہے۔ اس میں صرف دقت کا ہی کام نہیں ہے بلکہ جسمانی محنت کا بھی دخل ہے۔ گزشتہ سال کے مقابلہ میں جو اضافہ خرچ ہوا ہے اسکو دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دس ہزار روپیہ ٹائپ رائٹرس کی خریدی کیلئے رکھے گئے ہیں۔ اس سے زیادہ کوئی اضافہ نہیں ہے۔

آبکاری کی بالسی سے متعلق اعتراض کیا گیا ہے اور بہت سی متضاد باتیں کہی گئی ہیں۔ ٹری ٹو دی ٹیپر (Tree to the tapper) کی اسکیم کو منسوخ کرنے کے متعلق اعتراض کیا گیا ہے۔ یہ وہ چیز ہے جسکو میرے دوستوں کے مقابلہ میں میں نے پہلے ہی محسوس کیا تھا۔ میرے دوست کہہ رہے ہیں کہ بائی الکشن کے اغراض کیلئے میں نے وہ اسکیم پیش کی تھی اور ایلکشن جیتنے کے لئے اس قسم کے سلوگنس (Slogans) لگائے گئے ہیں۔ لیکن میں ریکارڈ سے ثابت کر سکتا ہوں کہ اس کو روپعمل نہ لانے کیلئے کن کن پارٹیوں اور اشخاص کی جانب سے کوشش کی گئی ہے۔ میں ان اخبارات کے کٹنگس (Cuttings) پیش کر سکتا ہوں جن کے ذریعہ اپوزیشن پارٹی نے اس اسکیم کے خلاف پروپیگنڈہ کیا ہے۔ اس اسکیم کو روپعمل لانے کیلئے جنگاؤں اور ونگل کے مسافر بنگلوں میں میں نے مقام کیا اور آٹھ دس تراشنے والوں کو وہاں بلایا۔ میں نے تقیم کی تو اون لوگوں کو یہ سمجھایا گیا کہ رنگا ریڈی آبکاری کے ماہر ہیں اور انکی باتوں پر عمل کریں تو تم لوگ تباہ ہو جائینگے۔ وہ بیس روپے پر کوئی درخت دینا چاہیں تو تمہیں دس روپیہ پر لینا چاہئے۔ اس طرح سے میری اور ہارے ناظم، ٹائپ ناظم، انسپکٹرس وغیرہ کی کوششوں کے باوجود غلط پروپیگنڈہ کر کے ہاری کوششوں کو نام کا بنانے کی کوشش کی گئی۔ عہدہ داروں میں سے ایک آدمی ایسا ہوگا جو یہ سمجھتا ہو کہ اس طریقہ میں نقصان ہے۔ کیونکہ جہاں ہزاروں کی تعداد اسکی حاسی ہو سکتی ہے وہاں ایک آدمی عہدہ دار ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ حیثیت مجموعی مجھے اپنے عہدہ داروں پر اطمینان ہے کہ ”درخت تراشنے والے“ کی جو اسکیم ہے اس کو روپعمل لانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ اسکیم کی مخالفت کی جائیگی۔ لیکن مخالفت کے باوجود ہم اس اسکیم کو روپعمل لانے کی ہمت رکھتے ہیں۔ البتہ گزشتہ مرتبہ یہ ہوا کہ جب میں اس اسکیم کو روپعمل لانے کے لئے گیا تو لوگوں میں کچھ غیر معمولی پریشانی بھی پیدا ہو گئی تھی۔ بارش نہ ہونے کی وجہ سے کہیت سوکھ گئے تھے۔ زراعت نہیں ہو رہی تھی۔ عوام گھبرا رہے تھے۔ اس کے علاوہ کمیٹی میں یہ اسکیم ۲۲ آہاں کو منظور ہوئی اور مجھے سال ختم ہونے سے پہلے یعنی صرف (۱۰) روز میں اس کو نافذ کرنا تھا اسلئے عجلت میں کام کیا گیا جب میں درختوں کی فروخت کی سلسلہ میں گیا تو جہاں میں نے ایک درخت کی قیمت (۲۰) روپے (کالی وہاں وہ درخت (۱۰) روپے میں مانگا گیا اور جہاں (۲۰) روپے قیمت لگائی گئی وہاں (۵) روپے

میں مانگا گیا۔ اس طرح ہمارا مذاق اڑا با گیا۔ مجھے ان لوگوں کو سمجھانے کے لئے کافی موقع نہ مل سکا۔ اس لئے ان وجوہات کی بناء پر یہ اسکیم رو بہ عمل نہ لائی جاسکی۔ آذربیل ممبر فار ابا گروہ نے جو کچھ کہا مجھے اُن کی نیک نیتی پر بھروسہ ہے۔ ممکن ہے آپ ویسے نہ ہوں لیکن آپ کے برنو ویسے نہیں۔ انہوں نے علی الاعلان اپنے آپ کو پی۔ ڈی ایف۔ کے کارکن کہہ کر ہمارے سامنے اس اسکیم کے خلاف پروسیکٹڈ کیا۔ اگرچہ گزشتہ سال کے مقابلہ میں اس سال ذمہ داریوں میں کافی تبدیلی پیدا ہو گئی۔ اس کے پیش نظر میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ اس قسم کی حرکتیں نہ ہوں گی۔ ہم یقیناً اس اسکیم کو رو بہ عمل لاسکیں گے یہ شرطیکہ خدا بھی ہماری مدد کرے۔

شریمتی اروٹلہ کلادیوی (آلین)۔ آپ اگر درخت کی قیمت (۴۰) روپیہ رکھیں گے تو یقیناً یہ اسکیم فیل ہو جائیگی۔

شری کے۔ وینکٹ رنگا ریڈی۔ ہم ایک طرف پروہییشن کو مانیں اور دوسری طرف یہ بھی دیکھیں کہ زیادہ آمدنی ہو تو ایسا نہیں ہر سکتا۔ ہم متضاد باتوں کو ساتھ لیکر نہیں چل سکتے۔ نہ ایسے متضاد خیالات رکھ کر کوئی کام ہم کر سکتے ہیں۔ اگر ہم کو ذمہ داری قبول کرنی ہے تو کسی ایک طریقہ کو اختیار کرنا پڑیگا۔ اگرچہ میں اس کا حامی ہوں کہ پروہییشن لایا جائے۔ لیکن میں یہ نہیں کر سکتا کہ ایک طرف پروہییشن کے لئے کوشش کروں اور دوسری طرف لوگوں سے یہ کہوں کہ زیادہ پیو اور زیادہ پیسے دو۔ آپ کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ کہیں کسی درخت کی قیمت (۴۰) روپیہ لگائی گئی اور کہیں کسی درخت کی قیمت (۱۵) روپیہ بھی لگائی گئی۔ آپ اسکیم کی پوری تفصیلات نہیں جانتے۔ اس وجہ سے ایسی غیر صحیح پز کہہ رہے ہیں۔ مجھے تو ایک طرف گورنمنٹ کے سامنے یہ ذمہ داری بھی قبول کرنی تھی کہ آمدنی میں کوئی کمی نہ ہو اور دوسری طرف یہ بھی بتانا تھا کہ اس سے عوام کو بھی زیادہ فائدہ ہوگا۔ میرا یہ سلوگن (Slogan) تھا کہ درمیانی آدمی جو فائدہ حاصل کر رہا ہے وہ فائدہ راست طور پر تراشنے والوں کو ہو۔ یہ پز عمل میں لائی جاسکتی ہے۔ لیکن ان باتوں کو نہ سمجھ کر اعتراض کیا جا رہا ہے۔ مجھے یہ بھی دیکھنا تھا کہ آبکاری کی آمدنی میں کمی نہ ہو اور دوسری طرف عوام کو بھی فائدہ ہو۔ اگر میں اس میں روپیہ آٹھ آنے کی کمی کر دیتا تو وہ بھی مشکل تھا اور اگر دوسری طرف میں رقم بڑھاتا تو یہ اعتراض کیا جاتا کہ رنگا ریڈی نے زیادہ رقم حاصل کرنے کے لئے اس نعرہ کا ڈھونگ رچایا ہے۔ اس لئے یہ کوشش کی گئی کہ معاملات میں جو ہر آج ہوتا ہے اس رقم کا اوسط نکال کر فی جھاڑ آٹھ آنے کی کمی کی گئی۔ لازماً اس کا نتیجہ یہ ہو جاتا تھا کہ درمیانی آدمی کو منافع کم ہو کر تراشنے والوں کو زیادہ فائدہ ہو جاتا تھا۔ چنانچہ وہاں کے بعض لوگوں نے اس اسکیم کو ویکم کیا۔ جب انہیں یہ تفصیلات سمجھائی گئیں تو انہوں نے اس کی تعریف کی۔ سیاسی پارٹیوں کے جو کارکن مخالفانہ پروسیکٹڈ کرتے ہیں اُن کو تو سامنے آنے کچھ کہنے اور سننے کی ہمت نہیں ہوتی بلکہ انہوں نے کالوں کو اس اسکیم کے خلاف سکھا کر بھیجا۔ کچھ سوالات انہوں نے کئے۔ لیکن جب ان کو تفصیلات سمجھائی گئیں تو وہ قائل۔

یتہ چلا کہ ان دوکانوں کو تبدیل کرنے کے کوئی معتول پوجوہات نہیں ہیں۔ البتہ ایک دکان کی حد تک یہ معلوم ہوا کہ اس کو تبدیل کرنا ضروری ہے۔ لیکن وہ دوکان آئندہ سال کے ہراج سے پہلے تبدیل نہیں کی جاسکتی۔ میں نے خود وہاں کے بننے والوں سے اس بارے میں پوچھا کہ ان کی کیا رائے ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب ہمارے کاؤں کے بڑے لوگ یہ چاہتے ہیں یہ دکان شہر کے باہر رہے تو اسکو باہر کر دیجئے اور ہم وہیں جا کر بیٹھیں گے۔ شہر حیدر آباد میں دو نین دکانوں کو مسدود کرنے کے متعلق درخواستیں پیش ہوئی تھیں۔ جب ان دوکانوں کو مسدود کر دیا گیا تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ گھر گھر سیندھی بکتے لگ گئی۔ اس پر وہاں کے لوگوں نے کہا کہ اس سے تو ہمارا ناک میں دم آگیا۔ میں نے اس سلسلہ میں ناظم صاحب سے، آریہ ساج والوں سے کانگریس سے اور وہاں کے دیگر پبلک اداروں سے دریافت کیا۔ سب نے اس چیز کو تسلیم کیا کہ دکان بند ہوجانے سے ہر گھر میں سیندھی شراب بک رہی ہے۔

شری کے۔ وینکٹ رام راؤ۔ اگر سیندھی کی بجائے نیرے کی دکانیں کھولی جائیں نو اچھا ہوگا۔

شری وینکٹ رینگاریڈی۔ اس بارے میں بھی ایک درخواست میرے پاس پیش ہوئی ہے۔ (Laughter) نظام آباد کے ایک صاحب راج شنکر گوڑ جو ایک ال۔ ال۔ بی۔ ہیں انہوں نے نیرہ کی دکان کھولنے کے متعلق درخواست دی ہے۔ عنقریب وہ دکان قائم ہو جائیگی آپ حضرات بھی اوس سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔ Laughter

شری بی۔ ہمنٹ راؤ۔ کیا گاندھی بھون کے بازو نیرے کی دکان قائم کرنے کی اجازت دی گئی ہے؟ (Laughter) (Cheers)

شری وینکٹ رینگاریڈی۔ یہ دکان پی۔ ڈی۔ ایف آفس کے بالکل متصل قائم ہوگی۔

ڈپارٹمنٹ میں افیشنی سے کام ہو رہا ہے یا نہیں اس کے متعلق بھی کہا گیا ہے۔ گزشتہ سال اکتوبر، نومبر اور دسمبر کے مہینوں میں (۴۵۹۸) مقدمات خلاف ورزی کے سلسلہ میں دائر ہوئے اور اس سال (۶۲۴۵) مقدمات دائر ہوئے۔ ان کے متعلق تحقیقات کی جارہی ہے۔ ان تینوں مہینوں میں (۱) سو مقدمات کا اضافہ ہوا۔ اس سے معلوم ہوگا کہ ہمارا محکمہ آنکھ بند کر کے کام کر رہا ہے یا افیشنی سے کام کر رہا ہے۔ ۴۱ عہدہ داروں پر مقدمات چلائے گئے جن میں سے ایک مہتمم (۴) انسپکٹرس اور (۲۶) سب انسپکٹرس ہیں۔ نلگنڈہ کے متعلق کہا گیا کہ وہاں زیادہ افیشنی سے کام نہیں ہو رہا ہے۔ میں نے جو فیکٹس (Figures) ابھی بتائے ہیں ان میں نلگنڈہ کے انسپکٹروں اور سب انسپکٹروں کی تعداد بھی شامل ہے۔ ہم فرشتہ تو نہیں کہ سب کچھ ایک دم کر بیٹیں۔ انسانی پس کی حد تک جو کچھ کام کیا جاسکتا ہے وہ کیا جا رہا ہے۔ آپ اگر قریب سے ہماری کوششوں کو دیکھتے تو میں سمجھتا ہوں کہ میرے ڈیمانڈ پر کوئی کٹ موشن

پیش ہی نہ ہوتا۔ (Laughter)

حالانکہ میں نے اس کی دعوت دی تھی اور میں نے اپنی کارگزاری کی مطبوعہ۔

کہاں بھی آرہیل ممبرس کو دی ہیں۔ جنگلات کی نسبت میں ۶۱ اور ۶۲ فصلی کے اعداد بتلا رہی ہوں۔ سنہ ۶۱ ف میں جنگلات کے (۶۷۲۵) مقدمات اور ۶۲ ف میں (۷۹۲۶) کے مقدمات میں ۵۰۰۰ روپے اور جرمانہ کیا گیا۔ سنہ ۶۱ میں (۲۷۵۰۰۰) روپیہ اور سنہ ۶۲ ف میں (۱۳۵۰۰۰) روپیہ قوائد و جرمانہ وصول ہوا۔ ہاؤس کو معلوم ہوگا اور یہ کوئی راز کی بات نہیں ہے کہ نواس اکسین کے بعد جنگلات برباد ہوئے اسکا انسداد کیسے ہوا؟ میں نے منک سرکاری کے ان جہاز درختوں کا گوشوارہ بنادیا ہے۔ ان کی پیڑوں پر جنکے درخت کٹے گئے ہیں میں نے تم ڈنوا دیا ہے۔ اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ کتنے درخت تھے اور کتنے کٹ گئے۔ میں سمجھتا ہوں اس کام کی اہمیت کو وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو اس کام کا تجربہ رکھتے ہیں۔

شری. گوپوڈی گنارےڈی (نیرمل-امام): - کیا آپ نے یہ تھکی کاٹ کی ہے؟

شری وینکٹ رنگا ریڈی: - میں اگر کوئی فرشتہ بھی ہوتا تو یہ پورا کام اکیلا نہ کر سکتا۔ ایک ناظم بھی نہیں کر سکتا۔ ڈویژنل آفیسر بھی نہیں کر سکتا۔ ان کٹے ہوئے درختوں کا رجسٹر تیار کروا دیا گیا ہے جس کے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ کس نمبر کا درخت کٹا ہے۔ اس سے آسانی سے تفتیش ہو سکتی ہے۔ چنانچہ میں نے خود اس رجسٹر کو دیکھ کر ان مقامات پر پہنچا اور ان درختوں کو کٹا ہوا پایا۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے: - کیا آپ نے سربراہ وزٹ (Surprise Visit) کی ہے؟

شری وینکٹ رنگا ریڈی: - سربراہ وزٹ سے کوئی چیز معلوم نہیں ہوئی۔ رجسٹریکر ان افسروں کے ساتھ جا کر ہی دیکھنا پڑتا ہے۔

سیندمی کی نسبت یہ بھی کہا گیا کہ اس میں کلور و ہائیڈریٹ ملا کر فروخت کی جاتی ہے۔ اسے معلوم کرنے کے لئے حال ہی میں ایک آلہ ایجاد ہوا ہے۔ اسے (۲۵) آلے منگوا کر ہر مہینہ کے پاس دیدئے گئے ہیں۔ یہ آلے سب انسپکٹرس اور انسپکٹرس کو بھی دینے کی عیوض ہے۔ لیکن رقمی قلت کی وجہ سے اس عیوض پر عمل نہیں ہو سکا۔ اگر یہ آلے سب انسپکٹرس اور انسپکٹرس کو سربراہ ہو جائیں تو سیندمی میں کلور و ہائیڈریٹ ملانا بالکل بند ہو جائیگا۔

شری انت ریڈی: - یہ آلے کب دئے گئے ہیں؟ نظام آباد میں تو ایسا کوئی آلہ نہیں آیا۔

شری وینکٹ رنگا ریڈی: - یہ آلے آکر دو ڈھائی ماہ کا عرصہ ہوتا ہے۔ اس پر تجربہ کیا گیا۔ اور انہیں تقسیم ہو کر تقریباً ایک مہینے کا عرصہ ہوتا ہے۔

شری بی۔ ہنمنت رائے: - اس آلے کی کیا قیمت ہے؟

شری وینکٹ رنگا ریڈی: - اسکی قیمت (۲۰) روپے ہے۔

ایک عام اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ انسدادی ندایں کے لئے ۱۰ لاکھ روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے جسکی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آبکاری کے درخت عموماً جنگلوں میں ہوتے ہیں، سکانون میں یا سڑکوں پر نو نہیں ہونے۔ ہر ضلع میں فلائینگ اسکوڈ انکی تنقیح کا کام کرنا ہے۔ اسکی اخراجات ہوتے ہیں۔ اگر اس پر اتنا روپیہ خرچ نہ کیا جائے تو آب کو اتنے کروڑ روپیہ کی آمدنی ہو ہی نہیں سکتی۔

میں سمجھتا ہوں کہ میں نے بہت سے اعتراضات کا جواب دیدیا ہے۔ اب میں فرداً فرداً چند اعتراضات کا جواب دیتا ہوں۔

آنریبل ممبر فارکھم نے یہ اعتراض کیا کہ جنگل کے محاصرے میں جانور داخل ہوتے ہیں تو انہیں پکڑ کر بنجر ڈوڈی میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اس بارے میں بنچرائی کے قواعد ہیں اور فی جانور ۸ آنے چرائی کی فیس لی جاتی ہے اور قواعد کے لحاظ سے عمل ہوتا ہے۔

శ్రీ. బి. కృష్ణయ్య:— అడవులలోనికి వెళ్ళకపోయినా జంతునా వసులు చేస్తున్నారు.

شری وینکٹ رنگا ریڈی - اگر کسی نے ایسا کیا ہے تو وہ مجنون ہوگا۔

श्री. गोपीडी गंगा रेडडी:—पहले (१२) आने फीस ली जाती थी। अब (८) आने ली जा रही है। क्या फीस में (४) आने की कमी हुयी है ?

شری وینکٹ رنگا ریڈی - جی نہیں، آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ ۸ آنے فیس زراعتی جانوروں سے لی جاتی ہے اور غیر زراعتی جانوروں سے ۱۲ آنے فیس بنچرائی فی جانور لی جاتی ہے۔ اس شرح میں نہ تو کمی ہوئی ہے نہ زیادتی۔ بعض چوکیداروں نے جانوروں کی چرائی کی فیس وصول کر کے اسے خود اپنے جیب میں رکھ لیا تھا، جنہیں معلوم ہونے پر برطرف کر دیا گیا۔ اگر جانور کی چرائی کی فیس ادا کی جائے تو اس کے لئے بچھی لینا ضروری ہوتا ہے تا کہ یہ معلوم ہو کہ بنچرائی کی فیس داخل کی گئی ہے۔

دوسرا اعتراض یہ کیا گیا کہ رعایا کو ضروریات کے لئے لکڑی ملنی چاہئے۔ میں نے ایک سوال کے جواب میں بھی اس کی نسبت کہا ہے۔ میرے اس پورٹ فولیو کا جائزہ لینے کے بعد مجھے یہ خیال ہوا کہ ان خامیوں کو دور کرنا چاہئے۔ کاشتکاروں کو لکڑی ملنی چاہئے اور بکریوں کے چرانے کا انتظام ہونا چاہئے۔ گلموہ کے معاوضہ کا بھی مجھے خیال ہوا۔ میں نے ایسے تختے بنائے ہیں کہ کاشتکاروں کو قیمت پر آلات زراعت کے لئے لکڑی اور کائی بھرائی دینا چاہئے۔ جنگلات سے تختے آچکے ہیں۔ اس کے لئے بلاکس (Blocks) بنائے گئے ہیں۔ انکے لحاظ سے قیمت لیٹر لکڑی فروخت کی جائیگی۔ بکروں کو جنگلوں میں چرانے کی اس لئے ممانعت ہے کہ وہ جنگلات کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ درختوں کے کوئلہ کھا لیتے ہیں آنریبل ممبر فار آپا گوڑہ نے کہا

کہ چوکیدار رشوت لیکر چوری سے بکروں کو چھوڑتے ہیں۔ اس سلسلے میں جیسا کہ میں نے کہا بلاکس کا کام نورا نہیں ہوا ہے۔ میں ہر دوسرے چوتھے روز ٹیلیفون پر اس کی نسبت دریافت کرتا ہوں۔ ممکن ہے ہفتہ عشرہ میں اس کا بھی انتظام ہو جائیگا۔

ایک آنریبل ممبر نے کہا کہ ایک تجربہ کار صدر المہام کی موجودگی میں بلا نمبر اندازی درخت کیسے ترسے جا رہے ہیں۔ یہ میرے تھوڑے بہت تجربہ ہی کا نتیجہ ہے کہ اتنی گرفتاریاں ہوئی ہیں۔ اور ایسی حرکتوں کا انسداد ہو رہا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جو تھوڑی بہت خامیاں باقی رہ گئی ہیں وہ آنریبل ممبر کے تعاون سے دور ہو جائیں گی۔

ایک اعتراض یہ کیا گیا کہ بعض اراضیات پر جہاں نہ تو گھاس ہوتا ہے اور نہ جنگل کاشت کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ بات دراصل یہ ہے کہ جنگلات خود بخود تھوڑے سے عرصے میں تو آگ نہیں جاتے۔ اس کے لئے ۳۰۔۳۰ سال کی مدت درکار ہوتی ہے۔ اس لئے اگر کسی جگہ اس وقت جنگل نہ ہو تو یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ وہ علاقہ جنگلات کے تحت نہیں ہو سکتا اور پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ آنریبل ممبر جس زمین پر جنگل یا گھاس تک نہونا بیان کرتے ہیں کیا وہ زمین کاشت کے لئے سوزوں ہو سکتی ہے۔ اس لحاظ سے یہ اعتراض درست نہیں ہو سکتا۔

یہ بھی الزام لگایا گیا کہ ۱۹۳۵ء کے مقابلہ میں آج آبکاری کی آمدنی بہت بڑھ گئی ہے۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ میں مستر داسوں دینے کے لئے تیار ہوں بشرطیکہ آپ اجازت دیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آمدنی کا ایک چوتھائی حصہ رشوت میں چلا جاتا ہے۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کس حساب سے یہ معلوم کیا گیا۔ اگر آنریبل ممبر کو یہ راز معلوم ہے تو وہ اس کا انکشاف کر دیں تاکہ میں اس کا انسداد کر سکوں۔

لچہا پور کے واقعہ میں جو (۳۰۰) درخت برآمد کئے گئے ہیں اس سے (۷۴) ہزار روپیے وصول ہوئے جسکی نسبت سیرا یہ خیال ہے کہ یہ ایک چوتھائی رقم ہے۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ میں نے وہاں اپنے ایک ملاقاتی آدمی سے اتنا کہہ دیا کہ ہمارے عہدہ دار وہاں جو جو کام کرتے ہیں اسکی مجھے اطلاع دیں۔ چنانچہ انہوں نے اطلاع دی کہ آپ کے انسپکٹر نے (۱۰۰) درختوں کا پنچنامہ کیا ہے، جو بلا نمبر ہیں۔ اس پر میں نے سہتم کو حکم دیا کہ مجھے اس پنچنامہ پر بھروسہ نہیں ہے اور وہ خود تحقیقات کریں۔ سہتم صاحب نے تحقیقات کر کے (۱۶۰) درخت بلا نمبر اپنے پنچنامے میں بتلائے۔ مجھے اسکی اطلاع بھی خانگی سے ملی۔ اس پر میں نے ناظم صاحب فلائنگ اسکواڈ کو حکم دیا کہ وہ پنچنامہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے پنچنامہ میں (۲۱۰۰) درخت بتلائے۔ میں نے اس پر بھی اعتدال نہ کرتے ہوئے یہ حکم دیا کہ وہ اپنے سب آدمیوں کو ساتھ لے کر تنقید کریں۔ چنانچہ انہوں نے بعد میں اپنی رپورٹ میں (۲۵۰۰) درخت بتلائے۔ میں نے اس اختلاف پر بھروسہ نہ کر کے مزید تحقیقات کے لئے سب انسپکٹر، انسپکٹر، سہتم، فلائنگ اسکواڈ سب کو روانہ کیا۔ انہوں نے درخواست کی کہ اس

کام کے لئے مہینہ دو مہینے کا عرصہ چاہئے ۔ میں نے اسکی اجازت دی اور کہا کہ لال رنگ لیکر ب ۱ - ب ۲ - ب ۳ کے نشانات درختوں پر لگائیں ۔ جب انہوں نے پنچنامہ کیا تو تین ہزار درختوں کا پتہ چلا جسکا ٹری ٹیکس (Tree Tax) تقریباً ۳۰ ہزار روپیے ہوتا ہے ۔ لیکن دراصل جو محصول ادا کیا گیا ہے وہ بہت کم ہے ۔ ایسا کیوں ہو رہا ہے ، میں یہ معلوم کر رہا ہوں اور سزاؤں وہاں کے سب انسپکٹر کو برطرف کر دیا گیا ہے ۔

شری وی ۔ ڈی ۔ دیشپانڈے ۔ اگر آئریبل منسٹر خود جاتے تو شاید درختوں کی تعداد چار ہزار ہو جاتی ۔

شری وینکٹ رنگاریڈی ۔ اگر میں جاتا تو اتنے بھی برآمد نہ ہو سکتے کیونکہ میں ویسی جسمانی محنت نہیں کر سکتا جس محنت سے کہ ایسے درخت برآمد ہو سکتے ہیں ۔ میں کچھ عقلی کام کر سکتا ہوں ۔ لیکن جھاڑ جھاڑ پھر نا میرے بس کی بات نہیں ۔

(Cheers)

ایسی سچی بات کا مجھے اعتراف ہے ۔ میں نے یہ حکم دیا ہے کہ آئندہ سے ایسی کوئی غلطی نہ ہونے پائے ۔ لیکن اگر اس جگہ آریبل ممبر ہوتے تو شاید سولی کا حکم دیتے ۔

چھوٹے اور بڑے مستاجرین کا ذکر بھی یہاں کیا گیا ہے ۔ کہا گیا کہ بڑے مستاجرین اور کنٹراکٹرس کے ساتھ رعائت برقی جاتی ہے ۔ میں ان دونوں میں کوئی امتیاز نہیں کرتا ۔ اگر مجھ سے پہلے ایسی کوئی رعایت کی گئی ہو یا امتیاز برتا گیا ہو تو میں اس سے واقف نہیں ہوں ۔ اسکے علاوہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ غریبوں کے معاملہ فوراً ہراج کئے جاتے اور بڑے آدمیوں کے معاملہ کو ہاتھ نہیں لگایا جاتا ۔ اس ضمن میں میں نے یہ حکم دیا ہے کہ حتی الامکان مکرر ہراج نہ کیا جائے بلکہ مہینہ دو مہینہ کی مہلت دیجائے تاکہ اس سے آمدنی میں یا ہراج کی رقم میں زیادہ فرق نہ پڑے ۔ لیکن اگر یہ اندازہ قائم کیا جائے کہ وہ شرارت سے دیدہ و دانستہ ایسا کر رہے ہیں اور انکی نیت سرکار کو نقصان پہنچانے کی ہے تو ان پر تشدد کیا جائیگا ۔

ایک عجیب بات یہ کہی گئی ہے کہ عادل آباد میں فارسٹ کا کام شروع کیا گیا ہے جو صداقت سے بعید ہے ۔ جو جاگیرات شریک خالصہ ہوئے ہیں اور جن پر اب پٹہ داروں کے حقوق دئے جا رہے ہیں ، اس پر قانون صحرا کے لحاظ سے غور کیا جاتا ہے چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ ہر اعلان میں حقوق پٹہ داران کی صراحت کی گئی ہے اور جو نقشہ اسکے ساتھ منسلک کیا جاتا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اطراف و اکناف کون ہیں اور

شری اندانیا گری بسپا (کشنگی) اسپیکر ۔ آبکاری کے بارے میں ایک واقعہ عرض کرنا ہے ۔

منسٹر اسپیکر ۔ اس وقت واقعات بیان کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی ۔

شری وینکٹ رنگار یڈی۔ غرض دوسرے بھی اعتراضات بہ تبدیلی الفاظ قریب قریب ایسے ہی ہیں۔ اسلئے ہر آئربیل سپر کو انفرادی طور پر جواب دینا غیر ضروری سمجھتا ہوں۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ کسٹمز ڈپارٹمنٹ میں جو ریٹرنچمنٹ کا مسئلہ ہے اس بارے میں جواب دیجئے۔

شری وینکٹ رنگار یڈی۔ کسٹمز ڈپارٹمنٹ میں علحدہ شدہ (۱۰۰۶) اشخاص میں سے ۶ گزٹڈ، نا گزٹڈ درجہ اول (۶۰۹) اور درجہ ادنیٰ (۸۸۱) کی تخفیف عمل میں آئی۔ انکے بارے میں شائد آئربیل ممبر نے یہ خیال کیا کہ ان سب کو سیلس ٹیکس میں جذب کیا جائیگا۔ لیکن وہاں اس ڈپارٹمنٹ کے بجٹ کی گنجائش کے لحاظ سے انہیں جذب نہیں کیا جاسکا۔ جتنے لوگوں کو وہاں جذب کرنے کی گنجائش تھی انہیں وہاں جذب کیا گیا اور باقی لوگوں کے لئے جملہ دفاتر کو حکم دیا گیا ہے کہ مخلوعہ جائدادوں پر کسٹمز کے لوگوں کو جذب کیا جائے۔ علاوہ ازیں بعض ایسے عہدہ دار اور اہلکار جو دوسرے دفاتر سے حق عود باقی رکھکر اس محکمہ میں منتقل ہوئے تھے انہی جگہ واپس ہو گئے ہیں۔ اسکے باوجود بھی ابھی جن لوگوں کو ملازمت نہیں مل سکی انکے بارے میں پبلک سروس کمیشن اور ایمپلائمنٹ ایکسچینج کو لکھا گیا ہے جب تک کسٹمز ڈپارٹمنٹ کے لوگوں کو دفاتر میں بھرتی نہ کر لیا جائے نئے اشخاص کا ریکروٹمنٹ (Recruitment) نہ کیا جائے۔ اسکے علاوہ اکونٹنٹ جنرل کو بھی لکھا گیا ہے کہ کسی نئے آدمی کی تنخواہ ایصال نہ کیا جائے۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ ۱۰۰۶ علحدہ شدہ اشخاص میں سے اب تک کتنے اشخاص کو نوکری ملی ہے؟

شری وینکٹ رنگار یڈی۔۔ اس وقت تعداد میرے پاس نہیں ہے۔ لیکن میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ کسی شخص کو بھی بیکار نہ رکھنے دینے یا اسکو ملازمت مہیا کرنے کی پوری پوری کوشش کی گئی ہے۔ اب میں معزز ممبران سے استدعا کرتا ہوں کہ جو کٹ سوشنس پیش کئے گئے ہیں وہ واپس لے لیں اور ڈیمانڈس منظور فرمائیں۔

Mr. Speaker : I shall now put the motions for reduction of grants to vote.

Shri Ankushrao Ghare : I beg leave of the House to withdraw all the cut motions standing in my name.

All the motions standing in the name of Shri Ankushrao Ghare were, by leave of the House, withdrawn.

DEMAND No. 3—STATE EXCISE DUTIES.

THE TREE-TO-THE-TAPPER SCHEME AND EXCISE DUTIES.

Shri G. Sreeramulu : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

NON-IMPLEMENTATION OF TREE-TO-THE TAPPER SCHEME

Mr. Speaker : Since Shri Buchiah, against whom the next cut motion in the list stands, is absent, I shall put his motion to vote.

The question is :

“That the grant under Demand No. 3 be reduced by Rs. 100.” The motion was negatived

POLICY REGARDING AUCTIONS

Mr. Speaker : Since Shri Mohd. Abdul Rahman, against whom the next cut motion in the list stands, is absent. I shall put his motion to vote.

The question is :

“That the grant under Demand No. 3 be reduced by Rs. 100.” The motion was negatived.

CORRUPTION IN EXCISE DEPARTMENT

Shri P. Vasudev : Mr. Speaker, Sir, I want my cut motion to be put to vote.

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 3 be reduced by Rs. 100.” The motion was negatived.

EXCISE ADMINISTRATION IN NALGONDA DISTRICT

Shri B. Dharmabiksham : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn

CONTRACT SYSTEM IN EXCISE DEPARTMENT.

Shri K. Venkatrama Rao : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

ADULTERATION AND POISONOUS DRUGGING OF TODDY
AND LIQUORS

Shri K. Ananth Reddy : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

1042 19th March, 1953. *General—Budget Demands for Grants*

Demand No. 4 Stamps lack of Superintendence in the Stamps Department.

Shri Ankush Rao Ghare : I beg leave of the House to withdraw my cut motion the motion was, by leave of the House, withdrawn.

DEMAND NO. 5 FOREST.

In efficiency and corruption in the Forest Department. in Nirmal Taluq.

Shri Gopidi Ganga Reddy : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave the House, withdrawn.

WORKING OF FOREST DEPARTMENT IN WARANGAL DIST.

Shri K. L. Narasimha Rao : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

PROVIDING FACILITIES TO THE PEASANTS REGARDING FOREST PRODUCTS.

Shri B. Krishnaiah : Mr. Speaker, Sir, I want my cut motion to be put to vote.

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 5 be reduced by Rs. 100.” The motion was negatived.

WASTAGE OF FOREST WEALTH

Shri G. Sreeramulu : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

AFFORESTATION IN ADILABAD DISTRICT.

Shri Daji Shankar Rao : I beg leave of the House to withdraw my cut motion .

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

RESUMPTION OF FOREST LAND GIVEN FOR CULTIVATION

Shri P. Vasudev : Mr. Speaker, Sir, I want my cut motion to be put to vote.

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 5 be reduced by Rs. 100.” The motion was negatived.

MALPRACTICES OF FOREST RANGERS

Shri K. Ananth Reddy : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

HEAVY RISE IN ESTABLISHMENT CHARGES OF THE FOREST DEPARTMENT.

Shri Ankush Rao Ghare : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

CARRUPTION IN THE DEPARTMENT

Shri Gopidi Ganga Reddy : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

DEMAND No. 9—INTER STATE TRANSIT DUTIES ABOLITION OF EXPORT DUTY

Shri Udhavarao Patil : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

RETRENCHMENT IN CUSTOMS DEPARTMENT

Shri V. D. Deshpande : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

Mr. Speaker : All the motions for reduction of grants have been disposed of. I put the motions for Demands of Grants to vote.

The question is :

“That the respective sums not exceeding Rs. 1,61,06,000 in respect of Demands Nos. 3, 4, 5, 6, & 9 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The demands have the recommendation of the Rajpramukh.

The motion was adopted.

(As directed by Mr. Speaker the motions for Demands for grants which were adopted by the House are reproduced below. E. D. of L. A.).

DEMAND NO. 3.—STATE EXCISE DUTIES.

“That a sum not exceeding Rs. 78,80,000 under Demand No. 3 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

DEMAND NO. 4—STAMPS

“That a sum not exceeding Rs. 3,28,000 under Demand No. 4 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

DEMAND NO. 5—FOREST

“That a sum not exceeding Rs. 34,88,000 under Demand No. 5 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

DEMAND NO. 6—REGISTRATION.

“That a sum not exceeding Rs. 4,24,000 under Demand No. 6 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

DEMAND NO. 9—INTER STATE TRANSIT DUTIES

“That a sum not exceeding Rs. 39,88,000 under Demand No. 9 be granted to the Rajpramukh to defray the

several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Shri V. D. Deshpande : Mr. Speaker, Sir, I suggest that we meet again at 5 p.m. in the evening.

Mr. Speaker : All right, I have no objection ; but I would like to know till what time the House is going to sit.

Shri V. D. Deshpande : We can sit till 8 or 9 p.m.....

Mr. Speaker : 9 p.m. will be too late. It all depends on the Members themselves, and they should try to cut short the length of their speeches.

The House then adjourned for recess till Five of the Clock.

The House reassembled after recess at Five of the Clock.

[MR. SPEAKER. IN THE CHAIR].

Mr. Speaker : Shri Anna Rao Ganamukhi.

The Minister for Local Govt. (Shri Anna Rao Ganamukhi) : Sir, I beg to move :

"That a sum not exceeding Rs. 15,85,210 under Demand No. 24 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

"That a sum not exceeding Rs. 15,85,210 under Demand No. 24 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Shri Anna Rao Ganamukhi : Sir, I beg to move :

"That a sum not exceeding Rs. 3,92,600 under Demand No. 44 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

“That a sum not exceeding Rs. 3,92,600 under Demand No. 44 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Shri Anna Rao Ganamukhi : Sir, I beg to move :

“That a sum not exceeding Rs. 5,33,440 under Demand No. 46 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That a sum not exceeding Rs. 5,33,440 under Demand No. 46 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Shri Anna Rao Ganamukhi : Sir, I beg to move :

“That a sum not exceeding Rs. 3,99,390 under Demand No. 47 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st of day March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That a sum not exceeding Rs. 3,99,390 under Demand No. 47 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Shri Anna Rao Ganamukhi : Sir, I beg to move :

“That a sum not exceeding Rs. 12,69,000 under Demand No. 56 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That a sum not exceeding Rs. 12,69,000 under Demand No. 56 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Shri Anna Rao Ganamukhi : Sir, I beg to move :

“That a sum not exceeding Rs. 5,74,000 under Demand No. 59 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That a sum not exceeding Rs. 5,74,000 under Demand No. 59 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Shri Anna Rao Ganamukhi : Sir, I beg to move :

“That a sum not exceeding Rs. 12,86,000 under Demand No. 71 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That a sum not exceeding Rs. 12,86,000 under Demand No. 71 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Shri Anna Rao Ganamukhi : Sir, I beg to move :

“That a sum not exceeding Rs. 4,28,600 under Demand No. 74 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That a sum not exceeding Rs. 1,28,600 under Demand No. 74 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh. ”

Shri Anna Rao Ganamukhi : Sir, I beg to move :

“ That a sum not exceeding Rs. 43,00,000 under Demand No. 77 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh. ”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That a sum not exceeding Rs. 43,00,000 under Demand No. 77 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh. ”

Shri Anna Rao Ganamukhi : Sir, I beg to move :

“ That a sum not exceeding Rs. 12,85,714 under Demand No. 25 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh. ”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That a sum not exceeding Rs. 12,85,714 under Demand No. 25 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh. ”

DEMAND NO. 25 (HEAD OF-12) WELL SINKING
DEPARTMENT Rs. 12,85,714.

INADEQUACY OF WELLS IN WARANGAL DISTRICT

Shri K. Venkiah (Madhira) : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 25 be reduced by Rs. 100. ”

General Budget—Demands for Grants 19th March, 1958. 1049

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 25 be reduced by Rs. 100.”

POLICY AND ADMINISTRATION OF WELL SINKING DEPARTMENT

Shri Sharangouda Inamdar (Andola-Jeevargi) : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 25 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 25 be reduced by Rs. 100.”

DEMAND NO. 46 (HEAD OF ACCOUNT—50.C.5)—CITY IMPROVEMENT BOARD—Rs. 5,38,440.

UNSATISFACTORY WORKING OF CITY IMPROVEMENT

شری گوپی ڈی کنگاریڈی - مسٹر اسپیکر - ڈیمانڈ نمبر (۴۶) میں حسب ذیل کٹ موشن پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں (۵۳۳۴۴۰) کی جو رقم رکھی گئی ہے اس میں سے ۳۰۰ روپیہ کی کمی کی جائے۔ میں آرائش بلڈ کی غیر تشفی بخش کارکردگی پر بحث کرونگا۔

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 46 be reduced by Rs. 800.”

ECONOMY IN CITY IMPROVEMENT BOARD

Shri V. D. Deshpande : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 46 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Is this not covered in the previous cut motions ? In what way is this different ?

Shri V. D. Deshpande : This cut motion is for discussing economy in City Improvement Board.

श्री वसुदेव वसुदेवः—बिना दोनों में कुछ ज़ियादा फर्क नहीं है।

1050 19th March, 1953. General Budget—Demands for Grants

Mr. Speaker : There is only difference of words. All right.
Cut Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 46 be reduced by Rs. 100.”

INCREASE OF RENT ON C.I.B. QUARTERS.

Shri Abdul Rahman : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 46 be reduced by Rs. 100.”

Shri Anna Rao Ganamukhi : Sir, I would like to submit that no receipts—no extra income—have been provided in the Budget as a result of the increase in the rent.

Mr. Speaker : Is this not shown in the Budget ?

Shri Anna Rao Ganamukhi : Of course it is shown ; but what I say is as a result of the increase in rent. No extra income is shown in the Budget.

شری عبدالرحمن - آرائش بلڈ کے موجودہ کرایہ اور مجوزہ کرایہ پر بحث کرنا چاہتا ہوں -

Shri Anna Rao Ganamukhi : So, it is only to discuss existing rents instead of increase of rents.

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 46 be reduced by Rs. 100.”

DEMAND NO. 47 (HEAD OF ACCOUNT—50. C.9)—
GARDENS EXCLUDING DISTRICT GARDENS—Rs. 3,99,390.

MAINTENANCE OF GARDENS (CITY).

شری گوپی ڈی کنگار بڈی - مسٹر اسپیکر - میں ڈیمانڈ نمبر (۷۴) میں حسب ذیل کٹ موٹن پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں - (۳۹۹۳۹۰) کی جو رقم رکھی گئی ہے اس میں پچاس روپیہ کی کمی کی جائے - مٹی کے باغات کے اخراجات کے بارے میں بحث کرونگا -

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 47 be reduced by Rs. 50.”

General Budget—Demands for Grants 19th March, 1953. 1051

DEMAND NO. 56 (HEAD OF ACCOUNT 57.C—2-8)—CONTRIBUTIONS AND GRANTS-IN-AID TO MUNICIPALITIES AND LOCAL BODIES—Rs. 12,69,000.

CONTRIBUTION TO HYDERABAD MUNICIPAL CORPORATION

Shri Udhava Rao Patil : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 56 be reduced by Rs. 5,60,000.”

Mr. Speaker : What does the member mean ? Does he mean that no contribution should be given to the Hyderabad Municipal Corporation ?

Shri Udhava Rao Patil : Whatever I want to say, I shall say at the time of my speech.

Shri Anna Rao Ganamukhi : It should be explicit—whether it is grant, loan or contribution.

Shri Udhava Rao Patil : As I said, I shall explain this at the time of my speech.

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 56 be reduced by Rs. 5,60,000.”

GRANTS TO DISTRICT MUNICIPALITIES

Shri Daji Shanker Rao : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 56 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Cut Motion Moved :

“ That the grant under Demand No. 56 be reduced by Rs. 100.”

DEMAND NO. 59 (HEAD OF ACCOUNT 57—E) CHARGES IN CONNECTION WITH THE VILLAGE PANCHAYATS
ACT Rs. 5,74,000.

WORKING OF VILLAGE PANCHAYATS

Shri K. Ram Reddy (Nalgonda) : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 59 be reduce Rs. 100.”

1052 19th March, 1953. General Budget—Demands for Grants

Mr. Speaker : Cut Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 59 be reduced by Rs. 100.”

WORKING OF PANCHAYAT SYSTEM

Shri Sharangowda Inamdar : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 59 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : This is practically the same as cut motion No. 2 under this demand moved by Shri Ram Reddy. There, it is ‘ working of village panchayats ’ and here, ‘ working of Panchayat system ’.

Shri Sharangowda Inamdar : I want to speak on the administration of the panchayat system and how far they have progressed.

Mr. Speaker : The wording is the same. So, this cut motion, not to be put to vote.

INEFFICIENT FUNCTIONING OF PANCHAYATS IN NIRMAL TALUKA

Shri Gopidi Ganga Reddy : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 59 be reduced by Rs. 90.”

Mr. Speaker : Cut Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 59 be reduced by Rs. 90.”

DEMAND No. 77 (HEAD OF ACCOUNT—82) CAPITAL ACCOUNT OF
OTHER STATES WORKS OUTSIDE THE REVENUE A/C
Rs. 48,00,000.

INDUSTRIAL HOUSING SCHEME

Shri V. D. Deshpande : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 77 be reduced by Rs. 100 ”.

Mr. Speaker : Cut Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 77 be reduced by Rs. 100”.

Shri Anna Rao Ganamukhi : I want clarification, Sir. Is it the scheme or the working of the Industrial Housing that the subject-matter of the cut motion. I want that it should be made specific.

Shri V. D. Deshpande : I want to discuss the working of the Industrial Housing Scheme.

Mr. Speaker : Now we shall take up general discussion
(Pause).

I think no body wants to speak, as none has stood up.

Shri V. D. Deshpande : You have laid down a procedure, Sir.

Mr. Speaker : No. I wanted to give chance to those people who have never spoken before. Now, I find all the names here are very familiar names.

श्री. गोपीडी गंगारेड्डी :—मिस्टर स्पीकर सर, यहां जो लोकल सेल्फ गव्हर्नमेंट मिनिस्टर की जानिबसे हाबुस के सामने जो डिमांडस रखेगये हैं अउनपर मैंने तीन कट मोशन्स पेश किये हैं। अुसके बारे में मैं बहस करना चाहता हूं। पहले मैं ग्राम पंचायतों के बारे में कुछ कहना चाहता हूं। बापूजीने कहा है कि ग्राम पंचायत ही रामराज्य की बुनियाद है। ग्रामपंचायतों से ही ग्रामराज्य कहलाता है। ग्रामराज्य से ही याने ग्रामपंचायतों से ही दुनिया की और स्टेट की तरक्की होने वाली है। तो हमे अपने ग्रामोंको सुधारना है। और असलिये हमारी ग्रामपंचायतें अच्छी तरह से चलनी चाहियें। अगर हमें मकान बनाना होता है तो पहले अुसकी बुनियाद मजबूत करनी होती है, तभी वह मकान टिक सकता है। मकान की बुनियाद तो जमीन होती है। मकान बनाने के लिये पहले हमें अुसको खोदना पडता है। अुसमें पत्थर डालने पडते हैं। यदि यह बुनियाद मजबूत न रही तो वह मकान कायम नहीं रह सकता सबसे पहले बुनियाद मजबूत होनी चाहिये। असलिय हमें अगर अपने देश में रामराज्य कायम करना है तो अुसकी जो बुनियाद ग्रामपंचायतें हैं, वह हमें पहले मजबूत करनी चाहियें। केवल अिलेक्शन प्राॅपोगांडे (Election Propaganda) के लिये यदि ग्रामपंचायतें बनाओ जाती हैं और बाद में अुनकी ओर कोअी ध्यान नहीं दिया जाता। अिस तरह से ग्रामराज्य स्थापन नहीं होने वाला है। अिससे रामराज्य का रास्ता नहीं निकलेनेवाला है। अिसके बारे में हम यह देखते हैं कि ग्रामपंचायतें स्थापन हो कर दोसाल होगये। और अेक जम्हूरियत ग्रामों में स्थापित की गयी। लेकिन अबतक वहां का काम ठीक तरह से नहीं होयरहा है। तहसील से जो रकब बसूल की जाती है वह सेकडा १५ रुपये है। लेकिन वह भी अमल में नहीं आरहा है। वहां जो लोग ग्रामपंचायतों के लिये चुनकर आये हैं अुन्हे क्या काम करना पडता है यह भी मालुम नहीं है और असलिये वे कुछ काम नहीं कर सकते। जैसे अेक निर्जीव मूर्ति होती है अुसका अुस पत्थर की मूर्ति का हमें कुछ अुपयोग नहीं होता। वैसे ही ये लोग खाली बैल रहते हैं। वे कुछ काम नहीं कर सकते। अिन ग्रामपंचायतों के लोगों को ट्रेनिंग के लिये भी कोअी अितजाम अभी तक नहीं किया गया है। ग्रामपंचायतों के हाथ में कोअी बीज अभीतक नहीं दी गयी है। देहातों में जो कौडबाडे हुवा करते हैं

वे भी ग्रामपंचायतों के अधिकार में नहीं है। उनका अतिरिक्त ग्रामपंचायतों को नहीं सौंपा गया है। ग्रामपंचायतों के लोगों को ट्रेनिंग देने की बहुत आवश्यकता है। अतः बिना ग्रामपंचायतों का काम नहीं चल सकेगा।

गव्हर्नमेंट टैंक्सेस बढ़ा रही है। गव्हर्नमेंट की कोशिश ऐसी होनी चाहिये की ग्रामपंचायतें तरकी करना आरंभ करें। उन की अभिवृद्धिसे जनता को ज्यादा लाभ होगा। जो लोग आज ग्रामपंचायतों के लिये चुनकर आये हैं वे अगर कुछ काम नहीं करेंगे तो अगले अलेक्जेंडर के वक्त लोग सोंचने की अन्हों ने जिन लोगों को चुन कर भेजाया वे अपने लिये कुछ न कर सकें और अिस साल भी वही हाल होगा। यह भी चुनकर आये तो क्या करेंगे ? अिनी तरह अगर होता रहा तो ग्रामपंचायतों पर लोगों का विश्वास बाकी नहीं रहेगा। आज ग्रामपंचायतों को जो काम देहातमें करना है वह नहीं हो रहा है। बापूजी ने बहुत बार देहातों के पायखानों के बारे में कहा है और देहातों के पायखाने के लिये एक स्कीम भी निकाली है। काँग्रेस के लोग खाली गांधीजी का नाम लेते हैं और सत्य अहिंसा का जप करते हैं लेकिन गांधीजी के असूलों को अमल में नहीं ला रहे हैं। बापूजी ने जो काम करने के लिये कहा है वह अिनसे नहीं होता है।

दूसरी बात मुझको जो कहनी है वह गार्डन्स के सिलसिले में है। हमारी सरकार ने जो गार्डन्स बनाये हैं अुनकी हालत कैसी है यह देखने के लिये आपको बहुत दूर नहीं जाना होगा। सिर्फ यहां से १०० कदम और जाओगे तो आपको यह बात अच्छी तरह से दिखेगी। यहां तक की वहां जो जानवर रखे गये हैं अुनको पेटभर खाना नहीं मिलता। अुनके शरीर पर केवल चमड़ा और हड्डी ही रह गयी है। पब्लिकगार्डन में जो हाथी रखा हुआ है अुसकी हालत देखें तो मालूम होगा की अुसके शरीर में मांस तो है हि नहीं। अिसके बावजूद लोग दो दो आने देकर अुस पर सवारी करते हैं। हम हाथों को तो जानवरों में सबसे बड़ा और कारअामद जानवर मानते हैं लेकिन अुसके आहार का अितजाम अच्छीतरह नहीं करते हम अुसको बहुत तकलीफ दे रहे हैं। खुले जंगल में जो पशु रहते हैं वे अिन हाथियोंसे ज्यादा आनंद में रहते हैं। एक तो हम अुन्हें यहां पकड़ पकड़कर लाते हैं और फिर अुन्हें अच्छा खाना भी नहीं देते। यहां गार्डन्स में जो फुलझाड़ आदि रहते हैं अुनके फल और फुल बिना मवायजे के यह गार्डन्स का अितजाम करने वाले जो लोग होते हैं जो सरकारी अफसर होते हैं वे अपने घर लेजाते हैं। अिसतरहसे गार्डन्स का अितजाम भी ठीक तरह से नहीं हो रहा है।

अब जो बात मुझे कहनी है वह यह है कि सिटि इंप्रूवमेंट बोर्ड (City Improvement Board) का काम भी ठीक तरह से नहीं होता। काफी भूकामात पर ये घर बनाने का काम गुस्तेदारों को दिया जाता है। और अिसमें काफी पैसा खर्च होता है। अिसका अुद्देश यह होता चाहिये कि गव्हर्नमेंट और मजदूरों को ज्यादा फायदा हो। अिसके बर खिलाफ जो गुस्तेदार हैं अुन्हीं को ज्यादा फायदा हो रहा है। गव्हर्नमेंट और मजदूरों के बीच में आज जो यह गुस्तेदार मंडिलम-बनकर बैठा है अुसको निकाला जाय तो दोनों का फायदा होगा। गव्हर्नमेंट और मजदूरों को दोनों की सहकार से काम करना चाहिये। मैं पूछना चाहता हूं कि एक साल के अरसे में ऐसे कितने मकान अिस बोर्ड ने बनाये हैं ?

सिटि इंप्रूवमेंट बोर्ड की जो अंडरवुजरी कमेटी होती है अुसमें ज्यादातर जो नॉन ऑफिशियल में करा लिखे जाते हैं अुनमें काँग्रेसवालों की तादाद ही ज्यादा होती है। और जो काँग्रेसी लोग अिस

बोर्ड में होते हैं वे अलैक्जान्डर के समय जिसका नाजायज फायदा लेते हैं। यह हमने जनरल अलैक्जान्डर में भी देखा और वाय-अलैक्जान्डर में भी देखा। लोगोंमें कहा जाता है कि आप हमें व्होट देंगे तो मकान दिलायेंगे। जिसमें काफी शिफारिस चलती है। जिसकी शिफारिस हो उसी को मकान मिलने का जिसका है। और जिनको जिसकी बहुत जरूरत होती है उनको मकान नहीं मिलते। है कुछ तो ऐसे लोग भी हैं जिनके बड़े बड़े जानी बंगले हाने पर भी सिटि डिप्रुव्हमेंट बोर्ड से घर ले लेते हैं। और अपने नाम पर अने गत्तकर जियादा किराये पर दूसरे को देते हैं और जियादा किराया वसूल करने की कोशिश करते हैं। अमीरों को फौजन रोकने की जरूरत है। जिसमें पार्टीवाजी नहीं लानी चाहिये। तब ही यह ठीक तरह से चल सकेगा वरना यह काम ठीक तौरसे न चल सकेगा।

यह सिर्फ बलदेमें ही नहीं हो रहा है जिले और तालुको में भी जिस तरह के सिटि डिप्रुव्हमेंट बोर्ड्स बनाने चाहिये। जिन गरीब लोगों को घर नहीं है उनको जिस स्कीम से लाभ होजायेगा। लेकिन जिस प्रकारका बॉर्ड निर्फार्मिड में ही रहने से जियादा फायदा न होसकेगा। और फायदे के मुकाबले में जो अखराजात जिस बॉर्ड पर हो रहे हैं वे जियादा हैं। तेलगु में एक कहावत है (అవకాశం అందరికీ ఉంది) याने दोषाओं से अचार ही जियादा है। याने फायदा कम अखराजात जियादा। यह तरीका बिल्कुल ठीक नहीं है। मैं प्रार्थना करूंगा कि जितनी बातें मैंने कही हैं मिनिस्टर साहब खुन सबका तसका बस जवाब दे। और मैं यह भी अमीद करता हूं की मिनिस्टर जी सिर्फ जवाब ही नहीं देंगे बल्कि अमुपर अमल भी करेंगे। जितना कहकर मैं अपनी तकरीर खतम करता हूं।

شری عبدالرحمن - سسر اسپیکر - سابقہ حکومت نے ہم استطاعت لوگوں کے رہنے کے لئے محکمہ آرائش بلده کے توسط سے چند مکانات بنائے تھے۔ ان مکانات کی تاریخ یہ ہے کہ پہلے تو تعمیر شدہ ان نئے مکانات میں لوگ رہنے کے لئے تیار ہی نہ ہوتے تھے، کیونکہ اس زمانے میں عام مکانات کے کرائے ان سے کم نہیں۔ لیکن سرشتہ آرائش کی کوشش سمجھنے کہ لوگ ان سرکاری مکانوں میں رہنے لگے۔ اسکے بعد جنگ کا دور آیا۔ پولیس ایکشن کے پہلے اور بعد ان مکانات کی مانگ بڑھنے لگی۔ کیونکہ جنگ کے دوران میں خانگی مکانات کے مالکوں کی فیتوں میں فنور آ گیا۔ کرایوں میں انہوں نے اضافہ کیا۔ کیونکہ ان میں بیسہ پیدا کرنے کی حرص پیدا ہوئی۔ نتیجتاً مکانوں کے کرائے بڑھ گئے۔ گورنمنٹ نے مکانوں کے کرایوں میں اضافہ اور تخلیہ کی الجھنوں پر کنٹرول کے لئے رنٹ کنٹرولر مقرر کیا۔ آج بھی یہ دفتر کام کر رہا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ یہاں کی آبادی میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ لوگوں نے آرائش بلده کے مکانوں پر اسلئے بھی توجہ کی کہ ان مکانوں کے کرایہ خانگی مکانوں کے کرایوں سے کچھ کم معلوم ہوئے۔ لیکن بعد میں اس سرشتہ کو بھی ساہوکاری کی حرص دانگیر ہوئی۔ وہ منافع اور سود کے لالچ میں مکانوں کے کرایوں میں مزید اضافہ کرنا چاہتی ہے۔ یہ سنکر یہاں کے پبلک لیڈرس اور اخبارات نے متفقہ طور پر حکومت سے مختلف قرار دادوں کے ذریعہ یہ مطالبہ کیا کہ وہ اس مجوزہ غیر منصفانہ کرایوں میں اضافہ کی تجویز کو روک دے۔ اگر یسا ہو تو یہ عوام دشمنی کے مترادف ہوگا۔ اسلئے کہ آجکل ہر چیز گراں ہے۔ اور یہ مکانات کم استطاعت رکھنے والے لوگوں کی سہولت کی خاطر بنائے گئے ہیں۔ عوام نے بھی اس مسئلے میں کافی احتجاج کیا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جہاں عوام کسی چیز کے

بارے میں احتجاج نہ ہو گا۔ وہاں حکومت کو بھی یہ ضد ہو جاتی ہے کہ اس احتجاج کے خلاف وہ عس کرے۔ عوام کی خواہشات کو دیکھتے ہوئے حکومت نے اپنے فیصلے پر اڑے رہنا ضروری سمجھا۔ اس سلسلے میں مختلف محلوں کے لوگ متفقہ طور پر ملکر اس اسمبلی کے سامنے جلوس کی شکل میں آنے والے تھے تاکہ آنریبل منسٹر اور ممبرس کے سامنے انہی مشکلات کو رکھیں۔ لیکن میرے اور اپنے چند دوستوں کے مشورہ پر یہ جلوس روک دیا گیا۔ اندیشہ ہے کہ اگر حکومت اپنی کسی مناسب پالیسی کا اعلان نہ کرے تو عوام انکو دف کرینگے۔

غرض مکانات کے بارے میں حکومت کا جو نظریہ ہے وہ موجودہ حالات میں غیر منصفانہ ہے۔ مکانات کے کرائے کافی بڑھائے جا رہے ہیں۔ آغا یورہ کے مکانات کا کرایہ توفی مکان (۱۵) روئے رکھا گیا ہے جو بہت زیادہ ہے۔ اس پر توجہ کی ضرورت ہے۔

میں آنریبل لوکل سلف گورنمنٹ منسٹر کے علم میں یہ بات بھی لانا چاہتا ہوں۔ کہ محکمہ آرائش بلڈہ تھلیوں کے ذریعہ مکانات کے مسئلہ کو حل کرنا چاہتا ہے۔ محکمہ آرائش بلڈہ کے قانون کے لحاظ سے یہ عمل صحیح نہیں ہے۔ ایک اور بات جو مجھے آنریبل وزیر کے علم میں لانی ہے وہ یہ ہے کہ مکان میں کرایہ دار کے ساتھ اس کے بیوی بچے، بھائی بھتیجے اور دوسرے رشتہ دار رہتے ہیں۔ اگر اتفاقاً کرایہ دار کا تبادلہ کسی دوسرے مقام پر ہو جائے یا کسی اور وجہ سے اسکو دوسری جگہ جانا پڑے تو آرائش بلڈہ کے قانون کے تحت اس کرایہ دار کے متعلقین جو اسی مکان میں بعض حالات کی بنا پر رہ جاتے ہیں وہ ناجائز قابضین قرار دیدئے جاتے ہیں۔ میں نے معزز منسٹر صاحب کے پاس اس سلسلے میں نمائندگی کی ہے اور ناظم صاحب آرائش کے علم میں بھی یہ بات لانی ہے۔ امید ہے کہ اس مسئلہ پر ہمدردانہ غور کیا جائیگا۔ لیکن میرا مطالبہ یہ ہے کہ پالیسی کے طور پر اس اصول میں تبدیلی ہونی چاہئے۔ یہ ایک دو مکانوں کا واقعہ نہیں بلکہ خود منسٹر صاحب نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ ایسے (۱۱۳) نوٹس جاری ہوئے ہیں جسکی وجہ سے لوگ پریشان ہیں۔ حکومت کو چاہئے کہ اگر واقعی کرایہ دار کے عزیز کسی مکان میں رہتے ہوں تو اس عزیز کے نام پر مکان کا کرایہ نامہ منتقل کر دے۔ یہ مناسب ہوگا۔ اس سے پہلے بھی سنہ ۱۳۵۶ء میں یہاں کے اس وقت کے چیف منسٹر سر مرزا اسماعیل نے اس رعایت کا اعلان کیا تھا کہ اس وقت یعنی سنہ ۱۳۵۶ء میں جو لوگ مکانات پر قابض تھے وہ اپنے ناموں سے آرائش بلڈہ کے حق میں کرایہ نامے تکمیل کر لیں۔ اسی طرح اگر آج عوامی حکومت عوام سے ہمدردی رکھتی ہے تو کم از کم اس بات کا اعلان کر دے کہ عوامی حکومت کے جائزہ لینے کے وقت جو لوگ مکانات پر قابض تھے وہ اپنے ناموں پر کرایہ ناموں کی تکمیل کر لیں۔ اس سے آج سیکڑوں لوگ جو ان مکانوں میں رہتے ہیں۔ انکی بیچنی دور ہو جائیگی۔

دوسری بات جسکا میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے یہ ہے کہ دو چار مکانوں کا چھرا تخلیہ کر دینے سے مکانات کا مسئلہ حل نہیں ہو جاتا۔ موجودہ آبادی کے لحاظ سے

جتنے مکانات کی ضرورت ہے ان کی تکمیل نہیں ہو جاتی۔ بہ مسئلہ نو اسی وقت حل ہو سکتا ہے جب کہ بڑھتی ہوئی آبادی کے تناسب سے مکانات کی تعداد میں اضافہ ہو اور نئے مکانات بنائے جائیں۔ تذبذب سے مسئلہ حل نہیں ہو جاتا۔ اس سلسلے میں حکومت کے پاس ایک ناد داسٹ بھی پیش کی گئی ہے۔ نہ معلوم اس پر کیا عمل ہوا ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ تذبذب نہ کروائے اور کمرانہ میں اضافہ نہ کرنے سے متعلق صاف صاف اعلان کر دے تاکہ اس سے عوام میں جو بے چینی پیدا ہو گئی ہے وہ دور ہو۔ مکانات کے تعلق سے آج آرائش بلادہ کا جو موازنہ ہے وہ ناکافی ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آرائش بلادہ کے موجودہ ناظم ہڈ کوئی صاحب نے نئے مکانات کی تعمیر کے لئے (۸) لاکھ روپے کی خواہش کی تھی۔ اگر حکومت نئے مکانات کی تعمیر کے لئے یہ رقم دیتی تو اس سے ایک حد تک مکانات کا مسئلہ حل ہو سکتا۔ حکومت نو پولیس اور عوام دشمن پالیسیوں پر کروڑوں روپیہ خرچ کرنا چاہتی ہے مگر غریبوں کا مسئلہ بالکل نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اس سال آہک ہاشی اور داغدوڑی کے لئے جو گنجائش رکھی گئی ہے کم از کم اس میں سے کچھ رقم بچائی جا کر نئے مکانات تعمیر کئے جاسکتے ہیں اور ہر سال بھی ایسا ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ موجودہ مکانات کو انکی موجودہ قیمت پر یا لاگت میں سے فرسودگی کے اخراجات نہ نہا کر کے واجی قیمت پر موجودہ قابضین کے ہاتھ فروخت کر دیا جائے تو اس سے بھی کافی رقم گورنمنٹ کو حاصل ہو سکتی ہے جس سے گورنمنٹ نئے مکانات تعمیر کروا سکتی ہے۔ اگر موجودہ کرایوں میں اضافہ کیا جائے تو اس سے غریب عوام کی بد دعا حکومت کے ساتھ رہیگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ آنریبل منسٹر اس پر ہمدردانہ غور کریں گے اور اضافہ کرایہ کی جو خبر سننے میں آ رہی ہے اسکو وہ خود کندانڈ (condemn) کرنے کی کوشش کریں گے۔

Shri K. Venkiah : When I go through the Budget, I find a number of items of expenditure to be spent over the various Departments. The Well-Sinking Department is one of them. But when I go to my constituency, I do not find the amounts shown in the Budget being spent there. When I visit the villages, I get a number of petitions from the people and I pass them on to the Collector or the Tahsildar. Nobody in the villages seems to know the existence of a Well Sinking Department in the Government, because this Dept. is not working anywhere in the Talukas or in the Districts. That is why everything is entrusted to the Revenue authorities. The result is that almost all the applications are submitted to the Tahsildar or the District Collector.

No new wells have been dug by the present Government. A few wells were constructed during the time of the Nizam Government, but there is no water in those wells now. In most of the villages the Harijans find it difficult to get water from wells. The upper classes do not permit these poor

Harijans to draw water from their wells. The Government is not able to remove this difficulty either through the Social Services Department or through any other Department. Due to this difficulty, the Harijans have to go to some streams or some wells far away from the village, and thus waste most of their energy and time.

I submitted applications not only for providing wells for the Harijans but for other castes also. There are certain villages which have been ordered to be newly constructed under the Rehabilitation Scheme, but even for these villages the Government did not provide any wells. At some places, these newly constructed areas have been made permanent villages, but they have not been provided with any amount for digging wells nor have wells been dug for the villagers or the Harijans living in that area. I have represented so many times and have sent so many applications to the Tahsildar in this regard, but it was of no avail. I have got my own inward and outward diary for maintaining a record of these things, but when I go to the Tahsil Office and try to find out information about these papers, I do not find them at all in those offices. I do not know what becomes of these papers. No action is being taken to do anything for these poor people, not even for supplying water. If you go to the villages, you will find that in number of these places, there is no water at all. People are crying like anything for water. They are prepared to pay to the Government for supplying any boring machine or for supplying any pump to the people. The other day the Chief Minister was telling us that the Government was supplying 10 boring machines. I wonder whether these 10 machines can do any thing to alleviate the suffering of the people for lack of water. If at least the Government can do something to provide water to the villages, it will have done much for the people. If the Government cannot do this much for the people, I do not know what the people think of the Government.

There are so many Officers in the several Departments of the Government, Collectors, Commissioners, etc. None of these officers try—they do not care to inform the M. L. As. of the constituencies concerned of their tour programmes. I do not know why they should do like that. The M.L.A. of the particular area is expected to know much about the area and he can bring all matters to the notice of the Officers concerned. The Ministers also tour the areas. For instance, I have seen almost all the Ministers here touring in my constituency; but they never inform the M.L.A. of the area about

their tour programmes. When these Officers and the Ministers visit the areas, it is easy for the M.L.As. to contact them and represent to them about all matters. I do not know whether it is the policy of the Government not to inform the M. L. As. about the tour programmes of the Ministers and Officers. I know that in Madras State, the Ministers as well as the Collectors and other Officers are in the habit of informing the M. L. As. of the particular constituencies whenever they tour those areas, and I do not see any reason why the same should not be followed here, so that the matters could be discussed and disposed of then and there. Even the Collectors do not care to do this, probably because they think that the M. L. As. from Telangana especially are in opposition. At least it appears to me that this is their grudge against us. But they invariably contact the Presidents of the Taluka Congress Committees and other Congress people. I do not know why these Government servants are so partial. When the Government wants to do anything to the people, they have to consult each and all and not only certain people and certain communities.

I would again like to stress that Government would be doing immense help to the people if they can order the digging of wells in the villages, because people are badly in need of drinking water. This is so in my own taluka of Madhira.

[MR. DEPUTY SPEAKER IN THE CHAIR]

Another point about which I wish to mention is regarding panchayats. There are panchayats established for 10 or 11 villages in my own Taluka of Madhira and they are not at all working. In addition to these there are some more panchayats to be still elected. Nominations were filed for election to these panchayats in 1949—if I remember right it was November, 1950 or so. But due to some reasons—I do not have time to mention all these matters—these elections have been postponed. One of the reasons was that the other parties, who apprehended that they would not be able to contest the elections and succeed, played some mischief and saw that the elections were postponed on some plea or the other. I have been bringing this to the notice of the concerned Department as well as to the notice of the District Collector and the concerned Officers for the last two years, but no action has been so far taken to conduct these elections. I do not know for how long they are going to postpone these elections. For such simple thing are not able to spend sometime at least to consult the parties concerned over these matters.

In this Assembly, the Ministers appeal for our co-operation. We are ready to co-operate with the Ministers and with the Government, but I am sorry to state that they do not appear to like to have our co-operation when they go out and when the question of the sufferings of the people comes.

I request the Minister-in-charge to take prompt action to send at least two boring machines to Warangal district and supply them to the places wherever necessary. I may again mention here that the people are ready to pay the charges incurred for getting these boring machines.

With these few observations, I conclude my speech.

श्री. अद्वराव पाटील :—मिस्टर स्पीकर सर, मैं हैदराबाद कारपोरेशन के बारे में पहले कुछ बातें कहना चाहता हूँ। यहां के म्युनिसीपल कारपोरेशन के काहोबार के बारे में दूसरे लोग मुझ से ज्यादा वाकिफ होंगे, यह मैं जानता हूँ। लेकिन मैं हाथुम के सामने सिर्फ यह चीज लाना चाहता हूँ कि जिस साल बजट में हैदराबाद के लिये और खासकर म्युनिसीपल कारपोरेशन के लिये कितना प्रोविजन (Provision) किया गया है। साथ साथ यह भी बताना चाहता हूँ कि डिस्ट्रिक्ट्स में जो म्युनिसीपालिटियां हैं उनके लिये हुकूमत की तरफ से क्या ज़िम्मेदार दी जाती है। अजला की म्युनिसीपालिटियों का अभी एक साल हुआ, अलेक्जेंडर हुआ है और चंद लोगों के हाथ में उनका कारोबार आया है। अभी अभी एक बच्चा हुआ उसको ताकत पहुंचाने की बजाय एक अकनामिक ब्लॉकेड (Economic Blocade) पैदा कर के उनके सामने मुश्किलें पैदा की जा रही हैं जिस साल जिलों को म्युनिसीपालिटियों के लिये क्यों कोई प्राविजन नहीं रखा गया? गुजिस्ता साल करीब करीब सन्ना चार लाख रुपये का प्राविजन रखा गया था लेकिन जिस साल वह भी नहीं है। जिसके मुकाबले में हैदराबाद में म्युनिसीपल कारपोरेशन के लिये कितना दिया जाता है ? अकजीक्यूटिव जिजिनिअर के आफिस के लिये ५,१३,८८७ रु. दिये गये हैं। हैदराबाद ड्रेनज अंड वाटर वर्क्स के लिये १०,५२,०२० रु. तक प्राविजन (Provision) है। जो कन्वेयन्स चार्जेस (Conveyance charges) जिस के लिये दरकार होते हैं शायद वे भी हुकूमत देती है। दीगर किसम के चार्जेस के नाम पर ३५ हजार रुपये दिये जा रहे हैं। सिटी गार्डन्स के लिये ४२.३ हजार रेवीन्यू अकाउंट्स के लिये ४,२५,६४० रुपये रखे गये हैं। यानी हैदराबाद की आबादी के लिहाज से करीब करीब अकशस पर ३ रुपये खर्च किये जाते हैं। अतना ही नहीं कैपिटल आउटले (Capital out-lay) से मालूम होता है कि मुस्लिफ बेहात में भी म्युनिसीपल कारपोरेशन की ज़िम्मेदार करने की बहुत कोशिश की गयी है। कैपिटल आउट ले (Capital out-lay) करीब ३ लाख का होता है। यहां हैदराबाद ड्रेनज के लिये और दूसरे वाटर वर्क्स वगैरह के लिये जो अलग फिगर्स (Figures) बताये गये हैं वे हैं ८,१७,००० रुपये अतना भी बस नहीं हुआ। स्पेशल अडवान्स के रूप में २,४०,००० रु. भी हैदराबाद म्युनिसीपल कारपोरेशन को दिये जा रहे हैं और जिस रकम के बारे में फाइनेन्स मिनिस्टर साहब ने बस दिन मंजूरी के लिये बिना पेश किया था। यानी कुल ३८,५२,००० रु. की रकम मुस्लिफ मर्दानों के तहत में दी जाती है। हो सकता है कि कारोबार बहुत बड़ा है और मर्दानों की ज़िम्मेदार भी अच्छी होने से हैदराबाद कारपोरेशन सेल

सफीशियन्ट (Self-sufficient) भी हो जाय। जिसके मुकाबले में जिले की म्युनिसिपल कमेटियाँ मखरूज हैं, किसी न किसी से उनको हर साल कर्जा लेना पड़ता है। गवर्नमेंट के कर्ज के अलावा उनको बड़े बड़े लोगों से भी कर्जायोजना पड़ता है। हाल ही में पड़ित जवाहरलालजी आये थे उस वक्त रास्ता बनाने के खातिर कमेट्री को हिम्मतचढ़ गांधी नाम के एक बड़े आदमी से आठ सौ रुपये लिये लेने पड़े। कभी डिस्ट्रिक्ट म्युनिसिपल कमेट्रीज के नाम ५०-५० हजार रुपये के कर्जजात है। हाल ही में नये लोगों के हाथ में उनका कारोबार आने से उन लोगों के सामने बहुत सी मुश्किलात सी रुपये लिये लेने पड़े। कभी डिस्ट्रिक्ट म्युनिसिपल कमेट्रीज के नाम ५०-५० हजार रुपये के कर्ज है। हाल ही में नये लोगों के हाथ में उनका कारोबार आने से उन लोगों के सामने बहुत सी मुतिजअल हैं। इसलिये मैं समझता हूँ कि हैदराबाद जैसी हसेल्फसफीशियन्ट म्युनिसिपल कारपोरेशन को ३ लाख के करीब रुपये देने की बजाय वही रक्कम अगर जिलों की कमेटियों को वे सेल्फ सफीशियन्ट होने तक अिमादा के तौर पर दिये जायें तो जियादा मुनासिब होगा। ड्रेनेज के लिये ७ हजार का खर्चा होता है। यलेकिन देहातों के लिये आपने क्या अितजाम किया है ? हाँ एक चीज 'विकालस योजना' नाम की आजकल निकली है। कहा जाता है कि तुम खुद सफाई करो सड़कें बनाओ। वानी अनाज पैदा करने के लिये वे जो अपना कीमती वक्त जाँया करेंगे वही आप सड़कें और नालियाँ बनाने और सफाई करने के लिये खर्च कराना चाहते हैं। हैदराबाद शहर के लोगों से मुझे कोभी दुश्मनी नहीं है लेकिन यहां तो मोटरों के लिये सड़कें बनाई जाती हैं और सफाई के लिये हुकूमत खर्च करती है। मैं ऑनरेबल मिनिस्टर साहब से पूछता हूँ कि ग्राम पंचायत के लिये देहात के हर एक आदमीने सड़कों की तामीर और दुरुस्ती के लिये और सफाई के लिये एक एक रुपया दिया है। हैदराबाद के लोगों ने यहां के ड्रेनेज के लिये और सफाई के लिये कितना कान्ट्रीब्यूशन किया है ? अंज्युकेशन के डिमांड्स को ग्रैंट करते समय यह कहा गया कि सोलह हाईस्कूल के लिये यहां साढ़े तीन लाख रुपये खर्च होते हैं। मेरा मतलब यह नहीं है कि यहां अंज्युकेशन के लिये खर्च नहीं किया जाना चाहिये मेरा अुज सिर्फ़ इसिलिय है कि शायद यह सोँचा होगा कि इस प्रांत की करीब जियादा तर म्युनिसिपल कमेटियाँ नानकाँग्रसमेन के हाथ में हैं इसलिये उनको मुश्किलात में डाल कर देखें कि हमारी मदद के बिना ये लोग म्युनिसिपल कमेटियाँ कैसे चला सकते हैं और बाद में यह भी कहा जाय कि ये लोग कमेटियाँ चलाने के लिये नाकाबिल हैं और फिर हुकूमत उनको अपने हाथ में ले लें। यह हुकूमत की जरूर ख्वाहिश होगी, क्योंकि अगर ऐसा न होता तो इस साल जिलों की म्युनिसिपल कमेटियों को कुछ कान्ट्रीब्यूशन जरूर दिया जाता।

जिलों की म्युनिसिपल कमेटियों का प्रोफेशनल टैक्सेशन (Professional Taxation) का जो तरीका है वह मेरे नुक्तेनिकाह से गलत है। जिसके बारे में हर जगह से शिकायत है। जिस मकान का टैक्स ८ रुपये था वह अब ४० रुपये तक बढ़ गया है। जिस चीज से मिनिस्टर साहब भी वाकिफ हैं। जब इसके बारे में अल्कीकेशन आते हैं कि इस टैक्स के रेट को रिवाबीज (Revise) किया जाय तो रेवीन्यू डिफिकल्टीज (Revenue difficulties) को बताकर रिवाजन नहीं किया जाता। खास कर लातूर में इस प्रोफेशनल टैक्स की बड़ी सख्त शिकायत है। बैलगाड़ी चलानेवाले को १६ रु. टैक्स देना पड़ता है जोकि प्री-पुलिस अैक्शन (Pre-Police Action) सिर्फ़ चार रुपये था। नामिनेटेड म्युनिसिपल कारपोरेशन (Nominated Municipal Corporation) ने उसको ८ रुपये कर दिया है और जिलेक्ट्रेड म्युनिसिपल गमेटी ने उसी को १६ रुपये कर दिया। पुलिस अैक्शन के बाद तिजारत अच्छी थी और बंडीवालों की आमदनी भी काफी बढ़ गयी थी। लेकिन

अक साल से तिजारत में डिप्रेशन (Depression) आ गया है और इस बात को खुद फाजीनान्स मिनिस्टर ने अपनी बजट स्पीच में कबूल किया है। वंडीवालो ने इस टैक्स के खिलाफ रिप्रेजेंटेशन (Representation) किया और सत्याग्रह भी किया। लेकिन वे सत्याग्रह जियादा दिन तक नहीं चला सके क्योंकि जो लोग रोज कमाते हैं और खाते हैं वे जियादा दिन तक हड़ताल नहीं कर सकते। म्युनिसीपल कमेटी के चेअरमन के पास जाते हैं तो वे कहते हैं कि यह चीज हमारे हाथ की नहीं है, हुकूमत के पास जाना चाहिये। हुकूमत के पास जायें तो हुकूमत गहती है कि म्युनिसीपालिटिया चाहें तो इसके बारे में रेजल्यूशन्स पास गर के हमारे पास भेज सकती हैं। और उसके बाद हम इस पर सोंच सकते हैं कि पान के ठेलेवाले को छह रुपये टैक्स देना पडता है। दूसरी अक बड़ी अजीब बात इस टैक्सेशन के सिलसिले में है। वह यह कि मैक्जिमम टैक्स (Maximum-Tax) ५० रु. है चाहे किसी की तिजारत लाखों रुपयों की हो। यह टैक्सेशन की रीति बिल्कुल गलत है। मैं कहूंगा कि जिस तरह से अपने इनकम टैक्स (Income-Tax) के लिए छह साढ़े छह हजार का लेवल (Level) जिस तरह रखा है कि इस से कम इनकम पर टैक्स नहीं आहद किया जायेगा उसी तरह से यह पर भी टैक्सेशन होना चाहिये कि जिस आदमी की आमदनी माहाना सौ या पचास रुपये हो उसको टैक्स नहीं देना पडेगा। इसी तरह से मकानात पर ग्राम पंचायतों का टैक्स होता है। उसमें भी टैक्सेशन की पद्धति गलत है। मकान हजार डेढ़ हजार का हो या लाख रुपये का हो उस पर सिर्फ ५ रु. टैक्स रहता है। जिसमें भी ग्रेडेशन (Gradation) होना चाहिये। मैं हुकूमत को सुझाव दूंगा कि जिनको ५०-६० रु. बतौर किराये मिलते हैं उन पर टैक्स माफ होना चाहिये। और जिन लोगों ने अपनी माशी हालत मूलक कि खातिर बिगाड़ ली उनको, और जो नीचे के तबके के लोग हैं जिन्हें अपनी जिंदगी बसर करना भी मुश्किल है उनको ग्राम पंचायत का टैक्स माफ होना चाहिये। हटावां ग्राम पंचायत में हमारी पार्टी के लोग चुनकर आये हैं। उन्होंने अक रेजल्यूशन पास कर के मिनिस्टर साहब के पास भेजा था कि यह टैक्सेशन की पद्धति गलत है और इसमें सुधार होना चाहिये। उस वक्त उन्होंने जवाब दिया था कि इस टैक्सेशन में हम को भी तबदीली नहीं कर सकते। अगर आप करेंगे तो हम आपकी ग्रामपंचायत को बरखास्त कर देंगे। अगर मिनिस्टर साहब इस चीज को महसूस करते हैं कि यह टैक्सेशन गलत है तो उसको ठीक करना चाहिये।

म्युनिसीपल कमेटियां डिस्ट्रिक्ट कमिश्नर के तहत होती हैं। अक म्युनिसीपल कमेटी में अक अजीब बात हुयी। अभी हाल में जब पंडित जी आये तब वहां के कलेक्टर साहब ने म्युनिसीपालिटी को बगैर पूछे १२०० रु. खर्च किये। जिसमें म्युनिसीपालिटी का कोअी भी मेंबर उनके साथ नहीं था। शायद वहां का सेक्रेटरी उनके साथ होगा। म्युनिसीपल कमेटी ने जब इस चीज के खिलाफ रेजल्यूशन पास किया तो उसको कलेक्टर साहब ने नामंजूर कर दिया। कमिश्नर की क्या हस्ती है कि वह म्युनिसीपालिटी ने जिस चीज को मंजूर किया उसको नामंजूर करे? म्युनिसीपालिटी अब्बाम की नुमायिन्दा जमावत है। उसके कारोबार में हुकूमत को या कमिश्नर को दखल नहीं देना चाहिये अगर दखल दी जाती है तो मैं ऑनरेबल मिनिस्टर से अपील करूंगा कि कम से कम वे ऐसी चीज को अंतर्कराज (Encourage) न करें।

म्युनिसीपालिटियों और ग्राम पंचायतों का मिलेशन होकर अभी अक साल हुआ है। बजट की मंजूरी अब तक कभी जगहों पर नहीं हुयी है। जिस तरह से उसका कारोबार ठीक तरीके से चलाने में दिक्कत होती है। अगर किसी को नियुक्त करना है तो उसकी जल्द नियुक्त नहीं किया जा सकता

اور اس طرح سے کام رکھا پڑا رہتا ہے۔ اُسی بہت کم گرام پنچایتوں ہوں گی جنہوں نے اپنا کاروبار چلانے کے لیے مانتاجیم مکرر کیا ہو۔ مونسپل کمٹیاں اور گرام پنچایتوں کو جو رکنم دی گئی ہے اُس میں کچھ اور کمانڈیویشن کر کے ان کی مدد کرنی چاہیے۔ گرام پنچایتوں اور مونسپل کمٹیاں کو ہم مقامی سواراژ سسٹم یا لوکل سلف گورنمنٹ Local Self Govt.) کہتے ہیں۔ یہی ایک طریقہ ہے جس سے ہم اگام کو اپنا اڈمنسٹریشن چلانے کی شیکا دتے ہیں اور ان میں ڈیموکریسی کا سیرٹ پیدا کر سکتے ہیں۔ یہ سسٹم اُک طرح کی پولیٹیکل ڈیولپمنٹ دینے کی پائشالائے ہیں۔ اس سال کے بجٹ میں ان تمام مونسپل کمٹیاں کے لیے چار سو چار لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا ہندراباد مونسپل کارپوریشن پر لاکھوں روپے خرچ ہوتے ہیں اور ڈسٹرکٹ مونسپلٹی کی طرف دھیان نہیں دیا جاتا۔ میں سمجھتا ہوں نیو کومت کی طرف سے جو امداد دی جاتی ہے اُس کی اگن ڈسٹریبوشن (Even distribution) ہونا چاہیے۔ جو بچا ابھی رینگتا ہے اُس سے آج ہی یہ اُمنیہ نہیں کی جا سکتی کہ کڈا ہوکر چلنے لگے۔ اُس کو تو جیاداد مدد دی جانی چاہیے بنسبت ان کے کہ جو بڈے ہو چکے ہیں اور چلنے لگے ہیں۔ اتنا کھکر میں اپنی تکریر خ م کرتا ہوں۔

شرنی کٹہ رام ریٹنی - - سٹراسپیکر سر - میں نے ولج پنچایتوں کے بارے میں

ایک کٹ موشن پیش کیا ہے - اس کا مقصد یہ ہے کہ پنچایت ایکٹ (Panchayat Act) کے تحت جو بورڈس (Boards) قائم ہوئے ہیں ان کی کارکردگی کیا ہے، اس میں کوئی عوامی فائڈ مضمہ یا نہیں، اس میں حکومت اور عوام کس حد تک ذمہ دار ہیں ان سب کے متعلق میں اس ہاؤس میں کچھ عرض کرسکوں - سنہ ۱۹۴۰ء سے قبل یہاں ایک جاگیرداری حکومت تھی - اس کے بعد آزادی حاصل ہوئی اور کانسی ٹیوشن کے تحت اعلان کیا گیا کہ اڈالٹ فرنچائز (Adult-franchise) کے تحت گاؤں میں پنچایتیں قائم کی جائیں گی - اس ایکٹ میں یہ پراویژن (Provision) رکھا گیا کہ ۵ فیصد روپیوں اور تین فیصد لوکفنڈ کی رقم خرچ کی جائیگی - حیدرآباد کی حکومت نے اپنے پروگرام میں (۱۰۱۲) ولجس میں پنچایتی بورڈس قائم کرنا طے کیا - رپورٹ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پروگرام کے منجملہ (۳۷۱) پنچایت بورڈس قائم کئے گئے - یہ معلوم نہیں کہ آج کی حکومت کیسے ذمہ دار ہے؟ حکومت بورڈ کے پاس ذمہ دار ہے یا لیجسلیچر کے پاس ہیں ٹھیک طور پر اس کا اندازہ نہیں ہو رہا ہے - رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پانچ لاکھ روپیوں کے پراویژن سے پنچایتوں کے قیام کا پروگرام حکومت کے سامنے ہے - مگر صاف طور پر یہ نہیں بتایا جا رہا ہے کہ پنچایتوں کے قیام کے لئے فلاں رقم کی منظوری دی گئی تھی اور اس میں یہ کام ہوا ہے - اگر ہم کچھ اعتراض کریں تو کہا جاتا ہے کہ اپوزیشن ہارٹی آخر ریوٹر کرنے کے لئے ہے - اپوزیشن کی خاطر اپوزیشن کیا جاتا ہے، وغیرہ میں حکومت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ اپنے فرائض پر ابر انجام دے رہی ہے؟ حکومت اور عوام میں ربط پیدا کرنا چاہئے - ہر دیہات کے مزدور اور عوام یہ سمجھ رہے ہیں کہ ڈیموکریسی (Democracy) کے نام پر جدید ٹکس عائد کئے جا رہے ہیں - ٹکس کے ذریعہ پسہ وصول کر کے ایسے

لوگوں پر خرچ کیا جا رہا ہے جو حکومت کو خوش کرنے والے ہیں۔ حکومت کی پارٹی سے مبرا سوال ہے کہ انج لا ٹو روئے جو خرچ نہیں کئے گئے اسکی کیا وجہ ہے؟ اگر حکومت خرچ کرنا نہیں چاہتی ہے تو آخر اسکا کیا مقصد ہے؟ اپنے مقصد کی وضاحت حکومت کیوں نہیں کرتی؟ رسمی طور پر بجٹ بیس کیا جاتا ہے کٹ موشنس آتے ہیں۔ ان میں سے بعض وہ ڈرا (Withdraw) کر لئے جاتے ہیں۔ اور بعض کو ووٹ کے لئے رکھ کر

لاٹ (Lost) (عرجاتے ہیں، بجٹ منظور ہو گیا۔ ہماری مثال تو ایسی ہے جیسے کہ ایک بنا۔ وہ بنی اننے حساب کتاب ٹھیک طور پر رکھتا ہے۔ آپ نے عوام کے پیسے کو کس طرح خرچ کیا ہے؟ کیا عوام کے نمائندوں کو یہ پوچھنے کا حق حاصل نہیں ہے؟ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہاتھی کے دانت ہیں جو صرف دکھانے کے ہیں کسی کام کے نہیں۔ نمائش کے ہیں اور دھوکے کے ہیں۔ ولیج پنچایتیں جہاں ہیں وہ بوجھتی ہیں کہ وہ کریں تو کیا کریں؟ اسکو پیسہ نہیں ملتا اور جو پیسہ ملتا ہے وہ برائے نام اسٹیٹ بینک میں جمع رہتا ہے۔ کیوں یہ نہیں کھدیا جاتا کہ آپ کے لئے کچھ نہیں ہے؟ عوام کو کیوں دھوکے میں رکھا جاتا ہے؟ اگر یہی صورت حال برقرار رہے تو عوام آپ پر کس طرح بھروسہ کریں گے؟ میں منسٹر صاحب متعلقہ سے کہوں گا کہ وہ جب دورے کر آئیں تو عوامی نمائندوں سے ملیں، اون سے تبادلہ خیال کریں، وہاں کے لوگوں کی ضروریات کو معلوم کریں اور انہی پارٹیائی (Partiality) کا ثبوت نہ دیں۔ انکا فرض ہے کہ لوگوں سے ملاقات کریں۔ صرف یہ تصور کر لینا کہ اپنی پارٹی کے لوگوں سے مل لینا کافی ہے۔ ٹھیک نہیں ہے۔ عوام کی ضرورتیں کیا ہیں، ایک شخص سے دریافت کر کے نہیں معلوم کرنا چاہئے بلکہ مختلف نقاط نظر معلوم کرنا چاہئے۔ تمام پبلک نمائندوں سے دریافت کرنا چاہئے کہ انکی ضرورتیں کیا ہیں۔ صرف اپنی پارٹی کا، اپنی جماعت کا اور اپنی حکومت کا ہی خیال رکھیں تو عوام کو یہ سمجھنے کا موقع ملیگا کہ ہمارا ووٹ ہم نے غلط استعمال کیا۔ اس طرح ہمارا فیوچر (Future) کچھ بھلا نہیں ہوگا۔

آخر میں میں کہوں گا کہ آنریبل منسٹر فار لوکل ساف گورنمنٹ یہ واضح کریں کہ گزشتہ سال بجٹ میں جو رقمات رکھی گئی تھیں وہ کیوں صرف نہیں کی گئیں اور اس حال جو ہراویژن رکھا گیا ہے وہ کم کیوں رکھا گیا ہے۔ اسکے متعلق مناسب جواب دہی کریں۔ جو کام کیا جاتا ہے بڑی بڑی کتابوں کی شکل میں چھاپ کر ایڈورٹائزمنٹ (Advertisement) کی خاطر نہیں کیا جانا چاہئے۔ حقیقت میں گرام پنچایتوں کا جو مقصد ہے اور اسکے جو فائدے ہیں وہ عوام تک پہنچنے چاہئے۔

ڈسٹرکٹ بورڈس (District Boards) کے متعلق ایک آنریبل ممبر نے جنکی کانسنٹی ٹیونس سے میں واقف نہیں ہوں ٹھیک کہا ہے کہ اصلاح کے بورڈس کی حالت بہت خراب ہے۔ سمجھا جاتا ہے کہ یہ بورڈس حکومت کے رحم و کرم پر زندہ ہیں۔ لیکن ایسا نہیں ہونا چاہئے بلکہ عوام کا یہ حق ہے کہ وہ حکومت سے کانسٹیبلشن کا مطالبہ کریں۔ جاگروڈارانہ حکومت کے زمانے میں کانسٹیبل بورڈس کو قرضہ دیا جاتا

تھا۔ آج کی حکومت کے متعلق تصور یہ تھا کہ اس زمانے میں سہولتیں زیادہ ملیں گی۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ سہولتوں کو ختم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جہاں میجرٹی کانگریس کی نہیں ہے وہاں نامنسن کا طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔ اور جہاں سمجھتے ہیں کہ کانگریس کی میجرٹی ہے تو وہاں خاموشی اختیار کج جاتی ہے۔ جناب منسٹر صاحب نے نلگنڈہ کے متعلق رقم دینے کا وعدہ فرمایا تھا، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ جب پچھلی رقم صرف ہوجائے گی تو مزید رقم دی جائے گی۔ گویا حکومت اس طریقہ سے دھوکہ دیکر عوام کا بھروسہ حاصل کرنا چاہتی ہے۔ جب آنربل منسٹر کو اس کے متعلق توجہ دلائی گئی کہ نلگنڈہ کے لئے جو رقم رکھی گئی ہے وہ کم ہے تو انہوں نے یہ فرمایا کہ جو رقم دی گئی ہے وہ خرچ ہونے کے بعد مزید رقم دی جائے گی۔ ہمارا منشا یہ ہے کہ جب عوامی حکومت آگئی ہے تو عوامی نظریہ سے گورنمنٹ چلنا چاہئے۔ پہلے ہی عوام پر ٹیکس کا بار زیادہ ہے اب اور بھی ٹیکس عائد کئے جا رہے ہیں۔ لیکن میں کہوں گا کہ عوام زیادہ ٹیکس برداشت کرنے کے قابل نہیں رہے۔ اگر مزید ٹیکس عائد کئے جائیں گے تو عوام میں بہ رجحان پیدا ہوگا عوامی حکومت کا مقصد عوام سے زیادہ ٹیکس حاصل کرنا ہے۔ اس وقت ہر جگہ ٹیکس لگائے گئے ہیں۔ موٹر پر ٹیکس۔ گاڑی پر ٹیکس۔ حجام پر ٹیکس۔ دھوبی پر ٹیکس۔ کھیت پر ٹیکس۔ گھر پر ٹیکس، غرض ہر چیز پر ٹیکس عائد کیا گیا ہے؟ عوامی حکومت کا مقصد عوام کی سیوا (سہوا) کرنا ہے۔ لیکن ہماری حکومت عوام سے زیادہ سے زیادہ پیسہ حاصل کرنا چاہتی ہے۔ یہ پیسہ بھی جو ٹیکسوں کے ذریعہ وصول ہوتا ہے وہاں سے صرف اڈمنسٹریشن (Administration) پر خرچ کیا جاتا ہے۔ گاؤں اور دیہات کے لئے کچھ خرچ نہیں کیا جاتا۔ کم از کم عوام کو یہ اطمینان ہونا چاہئے کہ عوامی حکومت جتنا کی بھلائی کے لئے کچھ کر رہی ہے۔ میں حکومت سے یہ عرض کروں گا وہ ان سب باتوں پر سنجیدگی سے غور کرے۔ اتنا کہہ کر میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

ಶ್ರೀ. ಶರಣگೌಡ:

ಅಧ್ಯಕ್ಷ ಮಹಾಶಯರೇ, ನಾನು ನನ್ನ ಕಟಾಮೋಷನ್ ವಿಷಯವಾಗಿ ಮಾತನಾಡುತ್ತ, ಕಲ್ಬುರ್ಗಿ ಜಿಲ್ಲے میں: ಈಗಾಗಲೇ ಚುನಾಯಿತವಾದ ಗ್ರಾಮ ಪಂಚಾಯತಗಳು ಬಹಳ ಕಡಮೆ ಇದ್ದು, ಅವುಗಳು ಸರಿಯಾಗಿ ಕೆಲಸ نہ کر رہیں. ಸٹی ٹیبل میں ಇಲ್ಲದೆ ಇದ್ದುದರಿಂದ ಗ್ರಾಮ ಸುಧಾರಣೆಯ ಕಾರ್ಯ ಸರಿಯಾಗಿ نہ ہو. ಎಂಬ ಸಂಗತಿಯನ್ನು ಮಾನ್ಯ ಸ್ಥಾನಿಕ ಮಂತ್ರಿಗಳ ಗಮನಕ್ಕೆ ತಂದುಕೊಡಬೇಕೆಂದಿದ್ದೇನೆ. ಎಲ್ಲ ಹಳ್ಳیಗಳಲ್ಲಿ ತೀವ್ರವಾಗಿ گنتی پون پಂಚಾಯತಗಳನ್ನು ಸ್ಥಾಪಿಸಬೇಕು ಮತ್ತು ಫೇರ್ (Fair) ಚುನಾವಣೆಗಳು ನಡೆಯಬೇಕು. ಚುನಾಯಿತರು ಸದಸ್ಯರಿಗೆ ಕಾರ್ಯ ನಡೆಸಿ ಸರಿಯಾದ ಕಲ್ಪನೆಯನ್ನು ಮಾಡಿಕೊಡಲು ಆಗಾಗ ಸಭೆಗಳನ್ನು ಕರೆಯಬೇಕು. ಪಂಚಾಯತ್ ಅಧಿಕಾರಿಯು ತನ್ನ ಪ್ರವಾಸದಲ್ಲಿ ಪಂಚಾಯತ್ ಕಮಿಟಿಗಳಿಗೆ ಭೇಟಿಕೊಟ್ಟು ಆತನಿಗೆ ಕೆಲಸದ ಪ್ರಗತಿಯ ಬಗ್ಗೆ ಸರಿಯಾದ ಮಾಹಿತಿ ಕೊಡಬೇಕು. ಅವುಗಳ ಆರ್ಥಿಕ ಪರಿಸ್ಥಿತಿಯನ್ನು ಸುಧಾರಿಸಲು ಸರ್ಕಾರವು ಹೆಚ್ಚು ಹಣವನ್ನು ವೆಚ್ಚ ಮಾಡುವುದಕ್ಕೆ ಸಿದ್ಧನಾಗಬೇಕು. ಕಂದಾಯದ ೧೫% ಹಣವನ್ನು ಪೂರಿಯಾಗಿ ಕೊಡಬೇಕು. ಕಡಮೆ ಬಡ್ತಿ ಹಣವನ್ನು ಕರದ ಮೂಲಕ ವಸೂಲು ಮಾಡಿ ಸುಧಾರಣೆ ನಡೆಸಬೇಕು.

ಏಕೆಂದರೆ, ಹಳ್ಳಿಗಳು ಶಿಕ್ಷಣ, ಆರೋಗ್ಯ, ಸ್ವಚ್ಛತೆ ಇತ್ಯಾದಿ ದೃಷ್ಟಿಗಳಿಂದ ಹಿಂದುಳಿದಿವೆ, ಭಾರತದ ಏಳಿಗೆ ಗ್ರಾಮದ ಸುಧಾರಣೆಯನ್ನೇ ಲಂಬಿಸಿದೆ.

ನಮ್ಮ ಜಿಲ್ಲೆಗಳಲ್ಲಿ ಮುನ್ಸಿಪಾಲಿಟಿಗಳು ಸರಿಯಾಗಿ ಕೆಲಸ ಮಾಡುತ್ತಿಲ್ಲ. ಅವುಗಳ ಬಗ್ಗೆ ಯೋಗ್ಯ ಕ್ರಮಗಳನ್ನು ಕೈಕೊಳ್ಳಬೇಕು.

ಕೆಲವು ಜಿಲ್ಲೆಗಳಲ್ಲಿ ಹರಿಜನರಿಗೆ ಬಾವಿಗಳೇ ಇಲ್ಲ. ಹೈದರಾಬಾದ್ ಸರ್ಕಾರವು ಈ ಬಗ್ಗೆ ತೀವ್ರವಿಚಾರಮಾಡಿ ಕಾರ್ಯನಡೆಸಬೇಕು. ಹಿಂದಿನ ಸರ್ಕಾರವು ಹೊಲೆಯರ ಸಂಖ್ಯೆ ಹೆಚ್ಚಿದ್ದರೂ ಕೂಡ ಮಾದಿಗರಿಗಾಗಿಯೇ ಹೆಚ್ಚು ಬಾವಿಗಳನ್ನು ಕಟ್ಟಿಸಿ ಕೊಟ್ಟೆಂದರಿಂದ ಹೊಲೆಯರಿಗೆ ಬಹಳ ತ್ರಾಸವಾಗುತ್ತಿದೆ.

ಹೊಲೆಯರೂ, ಮಾದಿಗರೂ ಕೂಡಿಯೇ ಬಾವಿಯ ನೀರನ್ನು ಉಪಯೋಗಿಸುವಂತೆ ಮಾಡಬೇಕು. ಇಂದಿನ ಸರಕಾರಕ್ಕೆ ಅದು ಅಸಾಧ್ಯವಾಗಿದ್ದರೆ, ಕೊನೆಗೆ ಅವರಿಗೆ ನೀರಿನ ಬೇರೆ ಮಾರಿಕೊಡಬೇಕು.

ಸುರಪುರ ತಾಲೂಕಿನಲ್ಲಿ ನೀರಿನ ಕೊರತೆ ಹೆಚ್ಚಾಗಿರುವುದರಿಂದ ಅವನ್ನು ದೂರ ವಡಲು ನಮ್ಮ ಸರಕಾರವು ಪ್ರಯತ್ನ ಮಾಡಬೇಕು. ಇಷ್ಟು ಅರಿಕೆ ಮಾಡಿಕೊಂಡು, ನಾನು ನನ್ನ ಭಾಷಣವನ್ನು ಮುಗಿಸುತ್ತೇನೆ.

شری داجی شنکر - مسٹر اسپیکر سر - ڈسٹرکٹ لوکل بورڈ کی میونسپالٹیز کیلئے گورنمنٹ کی جانب سے جو کنٹریبوشن (Contribution) دیا جانا چاہئے وہ اس سال کے بجٹ میں بالکل حذف کیا گیا ہے۔ کیا بجٹ میں گنجائش نہ رکھنے کی وجہ ہے کہ جنرل الیکشن کے بعد سے جو میونسپل الیکشنس ہوئے ہیں ان میں اکثر جگہوں پر نان کانگریس پارٹیوں کے ممبرس کو کامیابی ہوئی ہے اور میونسپالٹیز دوسری جماعت کے لوگوں کے ہاتھوں میں چلی گئی ہیں؟ جیسا کہ آنریبل ممبر فار عثمان آباد نے کہا کیا اسکی یہ وجہ ہے نہ بچہ کو پڑھنے نہ دیا جائے اور اسکو فوراً ختم کیا جائے۔ کیا اسی طرح میونسپالٹیز کو بھی آپ زوری طرح ختم کرنا چاہتے ہیں تاکہ ان کے لئے چناؤ ہی نہ ہونے پائے؟ اسکے علاوہ جو میونسپالٹیز قائم ہوئے ہیں انکے پاس روپیہ بھی بہت کم ہے اور اسکے باوجود میونسپالٹیز کیلئے کنٹریبوشن بھی بجٹ میں پرووائڈ (Provide) نہیں کیا گیا ہے۔ اسکا مطلب سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ آپ میونسپالٹیز کا چناؤ نہ جمہوریت کے طریقوں پر چاہتے ہیں اور نہ جو میونسپالٹیز قائم ہوئے ہیں انہیں اچھی طرح کام کرنے کا موقع ہی دینا چاہتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف حیدرآباد میونسپل کارپوریشن کیلئے گورنمنٹ کی جانب سے بہت زیادہ کنٹریبوشن دیا گیا جسکے لئے بجٹ میں گنجائش فراہم کی گئی ہے۔ حیدرآباد سٹی میں جہاں تجارت زیادہ ہوتی ہے اور جہاں زیادہ تر مالدار لوگ بستے ہیں وہاں تو گورنمنٹ کی جانب سے اتنا زیادہ کنٹریبوشن دیا جاتا ہے لیکن ڈسٹرکٹس کی میونسپالٹیز کیلئے یہ گنجائش فراہم نہیں کی جاتی۔

श्री. अण्णाराव गणमुखी :- डिस्ट्रिक्ट्स म्युनिसिपालिटीज को भी ग्रेंट्स दिये गये हैं।

شری داسی شنکر - جی ، ہاں میں اس طرف بھی اشارہ کرونگا مینوسٹائیز کیلئے جو رقم گرانٹس کے طور پر دیجاتی ہے اسکا کیا حال ہے میں آپکو اکسپلینٹری میمورنڈم (Explanatory Memorandum) سے پڑھکر سنا تا ہوں ۔

Explanatory Memorandum .)

“Half of this assistance is treated as grant and shown under this head while the other half is treated as interest free loan and shown under advances.”

یعنی جو رقم دیجاتی ہے اسکی نصف رقم پھر میونسپالٹی کو دوبارہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ میں یہاں عادل آباد کی میونسپالٹی کا ذکر کرونگا جہاں کانگریس کا ایک بھی رکن چناؤ میں نہیں آیا ہے۔ وہاں اس چناؤ سے پہلے جو میونسپالٹی تھی اسکی تمام رقم بیکار کاسوں میں صرف کی گئی اور جب ہم نے اسکا جائزہ لیا اسوقت صرف پانچ ہزار روپیہ ہمارے حوالہ کئے گئے۔ حالانکہ اس میونسپالٹی کا کڑی ۷۰-۸۰ ہزار روپیہ بقایا ہے۔ پولیس ایکشن کے بعد جو حکومت یہاں قائم ہوئی اسکو چاہئے تھا کہ ان لوگوں سے جن کے ذمہ اتنی رقم باقی تھی وصول کرتی اور اس سے وہاں کے عوام کے مفاد کے کام کئے جاتے۔ مگر وہاں ایسا نہیں کیا گیا۔ آج ہمیں عادل آباد میونسپالٹی کا جائزہ حاصل کر کے صرف ۹ مہینے کا عرصہ ہوتا ہے۔ لیکن اسمیں بھی ۲۵-۳۰ ہزار روپیہ وصول کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور حکومت کی جانب سے بار بار اسکا مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ پہلے اسکے قرض کی ادائی کا انتظام کیا جائے۔ جب ہم حکومت کے قرضہ کی ادائی کیلئے ٹیکس عائد کرنا چاہتے ہیں تو ٹیکس بغیر حکمریت کی منظوری کے عائد نہیں کئے جاسکتے اور نہ حکومت منظوری دینے کیلئے تیار ہے۔

اسکے علاوہ میں کلکٹرس کس طرح اپنے اختیارات میں بوز (Misuse) کر رہے ہیں اسکا تذکرہ بھی ہاؤس میں کرونگا۔ اس ضمن میں میں چند مثالیں ہاؤس کے سامنے رکھوں گا کہ کلکٹرس اپنے اختیارات کے غلط استعمال سے کس طرح کام میں روڑے اٹکارہے ہیں۔ میونسپالٹی ڈولپمنٹ پلان (Development Plan) کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک مکان تعمیر کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ لیکن کلکٹرس منظوری کو اپیل میں نامنظور کر دیتا ہے۔ ایسی ہی ایک دوسری مثال میں ایک اور مکان کی تعمیر کی اجازت جو ڈولپمنٹ پلان کے تحت نہ دی جانی چاہئے وہاں کلکٹرس کی جانب سے منظوری دی گئی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ کلکٹر کا جو رویہ رہا ہے وہ گورنمنٹ کیلئے قابل غور ہے۔ میں نے آئریبل منسٹر سے اس ضمن میں ملاقات کی تو انہوں نے کہا کہ ”ان میں بہت زیادہ اڈمنسٹریٹو کیپاسٹی (Administrative Capacity) ہے“۔ ڈولپمنٹ پلان کے خلاف منظوری دینا اور پلان کے موافق منظوری نہ دی جانا کہاں تک درست ہے، میں سمجھ نہ سکا۔ کیا بین کلکٹر کی اڈمنسٹریٹو کیپاسٹی ہے؟ کیا یہی اڈمنسٹریٹو ایبیلیٹی (Administrative Ability) ہے کہ کام میں خواہ مخواہ روڑے اٹکائیں؟

ایک اور بات جسکا میں ذکر کرونگا وہ یہ ہے کہ الکشن ہونے کے بعد کانگریس کے معززین سے ہم نے اپیل کی آپکو میونسپالٹی کا سابقہ تجربہ ہے، آئیے۔ آپ اور ہم سب مل کر کام کریں اور ایک ایسی میونسپالٹی قائم کریں جس سے عوام کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچ سکے۔ لیکن انہوں نے صاف انکار کیا اور بجائے اسکے کہ وہ ہماری مدد کرتے انہوں نے کہا کہ ہماری پارٹی کی گورنمنٹ ہے۔ ہم تمہارے ساتھ نہیں بلکہ کلکٹر

مل سکتے ہیں۔ حال یہ ہوو گورنمنٹ کی امداد اور کوآپریشن کے بارے میں کیا کچھ نہیں کہا جاسکے گا؟

ایک اور مثال میں دونوں جس سے واضح ہوگا کہ کس طرح کانگریس کے لوگ اور کلکٹر غلط طریقہ سے عمل کر رہے ہیں۔ عادل آباد میں وہاں کے مارواڑیوں نے ایک دھرم شالہ بنانے کی اجازت بولس ایکشن سے پہلے لے رکھی تھی۔ انہوں نے کس طرح یہ اجازت حاصل کی، اس کا تو مجھے پتہ نہیں کیونکہ ہمیں معلوم ہوا کہ اس زمانہ کی گورنمنٹ نے بی سی۔ آئی۔ ڈی کو بھیج کر کلکٹر کی اس منظوری کے بعد تحقیقات کروائی تھی کیونکہ کلکٹر کے رویہ کے متعلق شبہ پایا گیا تھا۔ لیکن آج یہ حالت ہے کہ چنی ہوئی میرنساہی کے باوجود اور ڈولہنٹ پلان کے نقشہ کے خلاف بھی کچھ نہیں کیا جاسکا اس دھرم شالہ کی زمین ناجائز طریقہ سے حاصل کی گئی ہے۔ پلان کے تحت یہ بتلایا گیا ہے کہ فلاں انڈسٹریل ایریا (Industrial Area) ہوگا اور فلاں مارٹ پلس (Market place) ہوگی وغیرہ۔ لیکن اسکے باوجود دھرم شالہ کی زمین اور اسکی تعمیر کی اجازت کیسے دی گئی، قابل غور بات ہے۔ اس کارروائی کی ایک بہت موٹی فائل ہے جسکو ملاحظہ کرنے کے لئے میں نے آنریبل منسٹر سے بارہا رڈو سٹ (Request) کی ہے۔ میرے پاس اس بات کا پورا ثبوت ہے کہ اس زمین کو کس طرح حاصل کیا گیا ہے۔ وہاں مارواڑیوں کا ایک گروپ ہے جو آنریبل منسٹر کو غلط فہمی کا شکار کر رہے ہیں۔

شری. اچناراب گنمخلی: "گلت فہمی کا شکار کر رہے ہیں" یہ جوملا کا پیٹہ اتراج ہے۔

(Unparliamentary) شری داجی شنکر - یہ ان پارلیمنٹری (Unparliamentary) الفاظ تو نہیں ہیں۔

شری. اچناراب گنمخلی: "ان پارلیمنٹری نہیں تو، کم از کم کم ممبر پر یہ ریفلیکشن (Reflection) ہے کہ میں گلت فہمی کا ریکور ہو رہا ہوں۔"

شری داجی شنکر - میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ "آنریبل منسٹر غلط فہمی کا شکار ہو گئے"، اس میں ریفلیکشن کی کوئی بات نہیں۔ یہ میں ان لوگوں سے متعلق کہہ رہا ہوں جو آنریبل منسٹر کو غلط باور کرانا چاہتے ہیں۔

اس کے بعد میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میونسپالٹیز کو کنٹری بیوشن نہیں دیا جاتا اور جو بھی رقم دیجاتی ہے اسکی ادھی رقم واپس کرنا پڑتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ جیسا کہ آنریبل ممبر فار عثمان آباد نے کہا کہ ہر جگہ جہاں میونسپالٹیز اپوزیشن جماعتوں کے ہاتھوں میں چلی گئی ہیں ایک خاص پلان کے تحت یہ عمل کیا جا رہا ہے کہ انہیں کنٹری بیوشن نہ دیا جائے۔ اور انہیں کس طرح کام نہ کرنے کے لئے تدابیر کی جا رہی ہیں وہ قابل غور ہیں۔ لہذا میں آنریبل منسٹر سے اپیل کروں گا کہ چناؤ کے ذریعہ آئی ہوئی میونسپالٹیز کے خلاف جو اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں اور کلکٹر جس طرح اپنے اختیار کو غلط طور پر استعمال کرتے ہوئے کام میں روڑے لگا رہے ہیں اس جانب

توجہ دیں۔ عادل آباد میں نو بہ حالت ہے کہ وہاں کے سکرٹری صاحب میونسپلٹی کے معاملات کے لئے بہت ہی کم وقف دیتے ہیں اور جب ان سے میٹنگ اٹنڈ (Attend) کرنے کے لئے کہا جاتا ہے تو وہ صاف کہتے ہیں کہ میں لوکل بورڈ کا بھی ممبر ہوں۔ مجھے کلکٹر کے ساتھ جانا ہے۔ جب ان سے وقت دینے کے لئے کہا جاتا ہے تو وہ علی الاعلان کہتے ہیں کہ آنکو ایسے سوالات کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ ہاؤس میں درہم سے کوآرڈیشن چاہا جاتا ہے لیکن درحقیقت گورنمنٹ اور میونسپلٹی کے کیا تعلقات ہیں، آنریبل منسٹر اس پر غور فرما سکے ہیں۔ لہذا میں امید کرتا ہوں کہ آنریبل منسٹر انچارج ان تمام بدعنوانیوں کو دور کرنے کی لائنیں فرمائیگی اور میں یہ بڑی امید کرتا ہوں کہ عادل آباد کے اس کیس کی طرف جس کا میں نے ذکر کیا ہے خاص نرجہ دیباٹیگی تاکہ عوام کی شکایات رفع ہوں۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ مسٹر اسپیکر۔ مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ میں ہارے منسٹر فار لوکل سلف گورنمنٹ کے ہاتھوں میں میونسپل ڈیموکریسی (Municipal democracy) کو محفوظ نہیں پاتا۔ اور میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ جب تک وہ اپنے خیالات اور رویہ میں بنیادی طور پر تبدیلی نہ کریں حیدرآباد میں میونسپل ڈیموکریسی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اس ضمن میں ایک مرتبہ مجھے ان سے بات چیت کرنے کا موقع ملا جس کے لئے میں انکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ پرسنلی (Personality) وہ بہت اچھے ہیں اور انہوں نے میرے ساتھ اچھا برتاؤ کیا۔ لیکن وہ رجعت پسند ہیں اور انکے خیالات بہت ہی فرسودہ ہیں کیونکہ میونسپلٹی کے تعلق سے انہوں نے کہا کہ یہ تو ڈیلیگیٹڈ باڈیز (Delegated Bodies) ہیں۔ میونسپلٹی سواجیہ (स्वास्थ्य) کی سمت میں ہمارا پہلا قدم ہوا کرتا ہے۔ لیکن آنریبل منسٹر کہتے ہیں کہ یہ تو ڈیلیگیٹڈ باڈیز ہیں۔ اور وہ جو کچھ کہیں گے اسے ماننا چاہئے۔ جس طرح ایک مالک اپنے نوکر کو دبائے رکھتا ہے اسی طرح وہ بھی میونسپلٹی کو دبانا چاہتے ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آج حالات ایسے ہیں جن میں ہم نہ صرف پنچ راج کی باتیں کرتے ہیں بلکہ اسی کے اصولوں پر ہم کام کرتا ہے۔ نیز جب ہم بزنس (Business) میں بحث مباحثہ کرتے ہیں تو اس وقت بھی گورنمنٹ کے نمائندے کوئی ایسی بات نہیں کہتے جس سے یہ ظاہر ہو کہ وہ الکشن کے اصولوں کو رواج دینا چاہتے ہیں۔ میں تو یہ تصور کرتا ہوں کہ حکومت الکشن کو ایک پینک (Panic) خیال کرتی ہے اور وہ الکشن کے نام سے ڈرجاتی ہے۔ پہلے تو حکومتی جماعت یہ خیال کرتی تھی کہ وہ گاندھی اور نہرو کے نام پر ہر جگہ الکشن جیت لینگے۔ لیکن آج الکشن کے کیا نتائج ہیں، اس کا ہاؤس کو علم ہے۔

آئی. رتنلال کدوہا (پاٹوڑا) :- دھانکور اور کووین میں کیا ہو رہا ہے؟

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ جو کچھ ہو رہا ہے، ہم جانتے ہیں۔

श्री. अण्णाराव गणमुखी :—मिस्टर स्पीकर सर, कटमोशन हायूमिंग के बारे में है। और बहस पहले से आखिर तक दूसरे विषयों पर भी की जा रही है। क्या ऑनरेबल मेबर को इसकी अजाजत मिल सकती है ?

श्री. वी. डी. - दिशान्द - में अनि दमे दारी को हमों करते हुये अने
 خیالاً ۵ اظہار کر رہا ہوں۔ میں بھی لیچہ پارلیمنٹری پریکٹس (Parliamentary Practice) جانتا ہوں۔

श्री. अण्णाराव गणमुखी :—कटमोशन छोडकर मुस्तलीफ मसलोंपर बहस हो रही है। क्या स्पीकर साहब इसकी अजाजत देते हैं।

मिस्टर डी. एस. - یہ پہلے ہی سے طے شدہ ہے کہ کٹ موشن پر جنرل ڈسکشن (General discussion) ہو سکتا ہے۔

श्री. वी. डी. - दिशान्द - में (Personal factor) में (रिसेल फिक्टर) में
 کو درمیان میں لائے بغیر لوکل سلف گورنمنٹ منسٹر سے یہ ادباً کہنا چاہتا ہوں کہ
 اس اصول میں بنیادی طور پر تبدیلی کرنی پڑیگی۔ میں نے نامزدگی کے بارے میں
 قانون دان لوگوں کی بھی رائے لی۔ انہوں نے بھی اسکی مخالفت کی۔ اور مجھے معلوم ہوا
 ہے کہ نامزدگی کا یہ اصول نہ تو کابینہ کے سامنے لایا گیا اور نہ پارٹی میں اس پر
 ڈسکس (Discuss) کیا گیا۔ یہ جمہوری اصول کے خلاف ہے۔ کلکٹر کو جو
 حقوق دئے گئے ہیں اس کے لحاظ سے میونسپالٹیز کے ہاتھ پر باندھ کر رکھ دئے گئے
 ہیں۔ اس طرح وہ اپنا کام کس طرح چلا سکتے ہیں اور انہوں نے عوام کو جو امیدیں
 دلائی ہیں وہ کس طرح پوری کر سکتے ہیں۔ میجسٹریٹ سے جو پارٹی آئے خواہ وہ کوئی ہو
 اسکو پورے حرق ملنے چاہئیں۔ اور اس طرح ڈسٹرکٹ بورڈز (District Boards)
 اور میونسپالٹیز کو جہاں تک ممکن ہو جمہوری طریقے پر چلانے کی کوشش ہونی
 چاہئے۔

دوسری بات یہ کہ ان کو جو گرانٹ یا کنٹریبیوشن دیا جاتا تھا وہ روک دیا
 گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حیدرآباد اور سکندرآباد سٹیز میں تو کسی کنٹریبیوشن
 (Contribution) یا امداد کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اضلاع کے میونسپالٹیز
 جو کمزور حالت میں ہیں انکو کنٹریبیوشن نہ دیا جانا مناسب نہیں۔ یہ بات بھی
 عجیب سی ملزم ہوتی ہے کہ ان سے ڈومینین کیڈرفنڈ (Dominion Cadre Fund)
 کے طور پر آمدنی کا ساڑھے بارہ فیصد حصہ کاٹ لیا جاتا ہے۔ میرے پاس نانڈیڑ اور
 عادلآباد دو مقامات کے بجٹس ہیں۔ نانڈیڑ کے بجٹ میں ساڑھے بارہ فیصد کے حساب
 سے (۳۹۰۰۰) روپے منہا کر لئے گئے ہیں۔ اسی طرح عادلآباد میں ۱۲-۱۳ ہزار روپے
 منہا کر لئے گئے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ بمبئی میں ڈومینین کیڈرفنڈ کے طور پر
 کوئی رقم نہیں لی جاتی۔ ایک طرف تو یہ ساڑھے بارہ فیصد رقم کاٹ رہی ہے اور دوسری
 طرف کنٹریبیوشن بند کر دیا گیا ہے۔

श्री. अण्णाराव गणमुखी :—जब कोही कांटीव्हूशन पहले या और न बस बूते बंद किया गया है।

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - پچھلے سال بنایا گیا ہے۔ شائد میرے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہو۔ میں بھر اسکو ریفر (Refer) کرونگا۔ غرض یہ کہ ساڑھے بارہ فیصد رقم کاٹی جاتی ہے جبکہ انہیں ہر طریقہ سے امداد ملنی چاہئے۔

ٹیکزیشن کے بارے میں بھی مجھے کچھ کہنا ہے۔ میں عثمان آباد نانڈیڈ اور اورنگ آباد گیا تھا۔ ٹیکزیشن بالیسی کے تحت فلاٹ (Flat) طریقہ ہر درزی دھویں حجام اور دوسرے دھندے کرنے والوں پر پروفیشن ٹیکس (Profession Tax) لگا دیا گیا ہے۔ میونسپالٹیز کے لئے گریڈڈ ٹیکزیشن (Graded Taxation) کا جو طریقہ ہونا چاہئے اس کی گنجائش نہیں رکھی گئی ہے۔ اس کے لئے پراویژن (Provision) ہونا چاہئے۔ عادل آباد کے سلسلے میں میرے پاس ایک کیس ہے۔ میں اس سلسلے میں آنریبل منسٹر سے ملکر بات چیت کرونگا۔ میں انہیں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ نانڈیڈ میں شرنارتھیوں (शरणार्थी) کو میول ہسپتال کے سامنے جگہ دی گئی تھی۔ پلاننگ کے لحاظ سے وہ دھرم شالہ دوسری جگہ شفٹ (Shift) ہونا تھا اور وہ علاقہ میونسپالٹی کو ملنا چاہئے تھا۔ لیکن اس کے لئے الگ الگ حیلے کئے گئے۔ میں نے اس کی مثل دیکھی ہے۔ اس میں دھرم شالہ کو شفٹ کرنے کے کوئی احکام نہیں ہیں۔ کلکٹر اسکو شفٹ کرنا چاہئے ہیں۔ آنریبل منسٹر لوکل سلف گورنمنٹ اس جانب توجہ دیں۔

ول سنگنگ ڈپارٹمنٹ کے بارے میں مجھے یہ کہنا ہے کہ یہ ڈپارٹمنٹ (۲۵) سال سے کام کر رہا ہے اور اب تک اس نے کوئی (۶) ہزار باؤلیاں کھدوائی ہیں۔ پروگرام کے مطابق پچھلے دو سال میں اس ڈپارٹمنٹ کو (۱۲۰۰) باؤلیاں کھدوانا چاہئے تھا۔ جس کے لئے (۲۴) لاکھ روپیے منظور کئے گئے تھے۔ سابقہ حکومت نے یہ طے کیا تھا کہ ریاست حیدرآباد کے (۸) ایسے اضلاع میں جو فیامن ایریا (Famine area) میں ہیں اور جہاں ۲۵ انچ سے کم بارش ہوتی ہے باؤلیوں کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے رقم منظور کی گئی۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ کافی رقم اسٹابلشمنٹ (Establishment) پر ہی صرف کی جاتی ہے اور کنوین کھدوانے پر بہت کم خرچ کیا جاتا ہے۔ کیا اس طرح کوئی مفید نتیجہ کی توقع کی جا سکتی ہے؟ ایک اور بات یہ ہے کہ ریاست حیدرآباد کے دو تین ہزار دیہاتوں میں اس ڈپارٹمنٹ نے نئی باؤلیاں کھدوائے یا پرانی باؤلیوں کو درست کروانے کا کام کیا ہے۔ لیکن ابھی ریاست کے ۲۲-۲۳ ہزار دیہات ایسے ہیں جہاں اس ڈپارٹمنٹ کی پہنچ تک نہیں ہوئی ہے۔ مسکن ہے میرے اعداد بالکل صحیح نہیں۔ کچھ کمی زیادتی مسکن ہے۔ اس لئے کہ ہمیں تو بالکل صحیح فیکرس (Figures) نہیں مل سکتے۔ ہمارے تحت تو گورنمنٹ کے محکمے نہیں ہیں۔ بہر حال مجھے حکومت سے یہ کہنا ہے کہ ابھی ہزاروں دیہاتوں میں اس ڈپارٹمنٹ کی پہنچ نہیں ہوئی ہے۔ سرھٹواڑہ اور تلنگانہ کے علاقہ اور خصوصاً قحط زدہ علاقوں میں اس محکمہ کو زیادہ توجہ کے ساتھ کنوین کھدوانا چاہئے۔

انڈسٹریل ہاؤسنگ اسکیم (Industrial Housing Scheme) کے بارے میں عدم اعتماد کی تحریک پر مباحثہ کے دوران میں بھی خیالات کا اظہار کیا گیا ہے۔

اس کے لئے زمین خریدی گئی۔ حکومت ہند نے بھی اس کے لئے گرانٹ دی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ ساڑھے لاکھ روپیہ خرچ کیا گیا اور (۳۰۰) مکانات بنے ہیں۔ لیبر کوآپریٹو سسٹم (Labour Co-operative System) کے ذریعہ (۱۵۵) مکانات صنعت نگر میں اور (۲۰۰) چکڑ دلی میں بنائے جا رہے ہیں۔ انکے پاس سرمایہ نہیں ہے اور حکومت بھی کسی فنڈ سے مدد نہیں دیتی۔ جب تک حکومت مدد نہ دے اور نگرانی نہ کرے یہ کام نہیں چل سکتا۔ جو رقم دی گئی ہے وہ ناکافی ہے۔ حکومت ہند نے اس کام کے لئے (۳۷) لاکھ روپیے دئے ہیں اور ہماری حکومت اس کے لئے صرف (۶) لاکھ روپیے کانٹریبیوٹ (Contribute) کرتی ہے۔ یہ رقم بالکل ناکافی ہے۔ میں حکومت سے اپیل کروں گا کہ وہ اس پر غور کرے تاکہ زیادہ گھروں کی تعمیر کا انتظام ہو سکے۔

وائر ورکس (Water Works) کے سلسلے میں (۱۲۸۶۰۰۰) کے منظور کئے گئے تھے جو پچھلے سال اورنگ آباد اور ہنگولی پر خرچ کئے گئے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ”گماشتے“، حساب کتاب ٹھیک نہیں رکھتے۔ معاف کیجئے، میں آنریبل چیف منسٹر ہی کا لفظ استعمال کر رہا ہوں۔ انہوں نے کہا تھا کہ وہ اپنے آب کو عوام کا گماشتہ سمجھتے ہیں۔ جب وہ اپنے آب کو عوام کا گماشتہ سمجھتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ عوام کے سامنے پورے حسابات رکھیں۔ ہاؤس آف پیپلس کے سامنے جب بیٹ آتا ہے تو سارے حسابات رکھے جانے چاہئیں۔ ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اورنگ آباد اور ہنگولی میں وائر ورکس پر اتنی رقم خرچ کر رہی ہے تو یہ کس طرح خرچ ہوئی۔ یہ سوال اس لئے پیدا ہوتا ہے کہ اتنی رقم خرچ ہونے کے باوجود وہاں لوگوں کو پانی برابر نہیں مل رہا ہے۔ آنریبل لیڈر آب دی ہاؤس اس وقت یہاں نہیں ہیں۔ لیکن میں ان سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ عوام کا پیسہ کس طرح خرچ کیا گیا ہے۔ عوام کے نمائندوں کے سامنے اس خرچ کا پورا پورا حساب کیوں نہیں آتا؟ اس طرح اندھیرے میں رکھ کر بیٹ پر ہماری رائے لینا نامناسب ہے۔

سی۔ آئی۔ بی کے سلسلے میں بیٹ میں پور منس کوارٹرس (Poor men's Quarters) اور سلم کلیئرنس (Slum clearance) پر (۳۲۸۰۰۰۰) روپیے کا خرچ بتایا گیا ہے۔ کیا حکومت یہ مناسب نہیں سمجھتی کہ اسکے اعداد کی تفصیل ہاؤس کو بتلائی جانی چاہئے؟ عوام کے نمائندوں کو اس سے واقف کرایا جانا چاہئے۔ یہ سلم کلیئرنس کیا ہے، اسکی وضاحت ہونی چاہئے۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو ہم اسکے خلاف ووٹ دینے کی امید کی جاتی ہے کہ آنریبل منسٹر فار لوکل سلف گورنمنٹ اس بارے میں وضاحت کریں گے۔

گارڈنس (Gardens) وغیرہ کے سلسلے میں میں رائے دیتا نہیں چاہتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاہ منزل کے گارڈن کا خرچ کم کر دیا گیا ہے۔ باغ عام پر جو خرچ ہوتا تھا وہ ویسا ہی برقرار ہے۔ بلازم ریڈیو انسٹی گارڈن ضروری ہے یا غیر ضروری؟

میں اس بارے میں رائے دینا نہیں چاہنا۔ لیکن یہ ضرور کہہوں گا کہ اگر کوئی خرچ غیر ضروری ہے تو حکومت کو چاہئے کہ اس پر یقیناً غور کرے۔ اور اسے کم کرے۔

[MR. SPEAKER IN THE CHAIR]

گرام پنچائت کے بارے میں مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ میں نے دیہاتوں میں دیکھا ہے کہ اکثر پنچائتوں میں الیکٹڈ ممبرس (Elected Members) بجائے نامینیٹڈ ممبرس (Nominated Members) ہیں۔ میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ نامینیٹڈ ممبرس ہی کو پنچائتوں میں لیا گیا یا الیکشنس نہیں کرائے گئے، بلکہ میرا مقصد یہ ہے کہ پنچائتوں کے سلسلہ میں جو الیکشنس ہوئے ان کی پوری ہبائشی (Publicity) نہیں کی گئی جسکی وجہ سے دیہاتوں کے لوگ اس سے واقف ہی نہ ہو سکے کہ گرام پنچائت کیا چیز ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بہت سے نامینیٹڈ ممبرس پنچائتوں میں شریک کر لئے گئے۔

اسکے علاوہ کئی مقامات پر پنچائتوں کے گرانٹس لپس (Lapse) ہو گئے ہیں۔ گرانٹس لپس ہونا چاہئے تھا، کیونکہ جب فنڈس نہ ہوتے تو پنچائتوں کے قیام کے لئے کوئی کام نہیں کیا جاسکتا گا۔ اسلئے میں یہ عرض کروں گا کہ جس طرح آئریبل فینانس منسٹر نے شیڈولڈ کاسٹس کے لوگوں کے لئے یہ سہولت دی ہے کہ اگر فنڈس اس سال خرچ نہ کئے جاسکیں تو دوسرے سال انکو یوٹیلائز (Utilise) کیا جاسکتا ہے اس طرح گرام پنچائتوں کے سلسلہ میں بھی عمل ہونا چاہئے۔

آخر میں میں یہ عرض کروں گا کہ میں نے اپنی تقریر میں کچھ سخت الفاظ استعمال کئے ہیں تاکہ گرام پنچائتوں کا ٹھیک طور پر کام چل سکے اور جو بدعنوانیاں ہو رہی ہیں وہ نہ ہونے پائیں، کیونکہ گرام پنچائت، تنہا، راج (स्थानिक राज्य) کے لئے پہلا قدم ہے اور ہم ان اصولوں پر چل کر سوراہیہ (स्वराज्य) قائم کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر ایسا نہیں کیا گیا تو اب ہم اسکو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ اب گرام پنچائتوں میں نامینیشن رکھ کر ان کے لئے رقمی گنجائش فراہم نہ کر کے ان کو اسٹارو (Starve) کرائے رہیں۔ ان چیزوں کو روکنے کے لئے ہم ہر ایک اقدام کے لئے تیار ہیں چاہے، اس بارے میں ہمیں لوکل گورنمنٹ منسٹر پر تحریک عہد امتیاد ہی کیوں نہ لانا پڑے۔ اسلئے میں یہ وارننگ (Warning) دیتے ہوئے پھر ایک مرتبہ یہ اپیل کروں گا کہ میونسپل ڈیموکریسی (Municipal Democracy) کو قائم کرنے اور محفوظ رکھنے کے لئے پوری پوری کوشش کی جائے۔

Shri M. S. Rajalingam (Warangal) : Mr. Speaker, Sir, I rise to express my common agreement with certain points that have been raised by the hon. Member from Ippaguda.

As far as the Dominion Cadre Fund is concerned, I am of the view that the Government has to reconsider the whole issue in the light of the representations that have been made by the Warangal Municipality and, perhaps, according to the consensus of opinion prevailing in certain other Municipalities also so as to further the cause of democracy in Local

Bodies and to make them self-sufficient. In this connection, the reasonable contributions that the R.T.D. and Railways can make to the Municipalities will have to be taken into consideration. Apart from this, it is also necessary to consider the question of handing over electricity departments wherever they are in the hands of P.W.D. or any other semi-Government departments to the Municipalities in order to enable them to have sufficient funds. So, as far as this issue is concerned, I am partly able to see eye to eye with the hon. Member for Ippaguda though I am not in a position to agree with him regarding the issue of nomination. If the idea of proletarian dictatorship can further the cause of democracy, I do not see any reason why we members on this side of the House should in any way feel ashamed to say that part of the nominations is going to further the cause or pattern of our democracy. No doubt, in certain cases nominations and elections are complimentary to each other; but I am afraid, the pattern of democracy envisaged by the hon. Members of the Opposition—rather by a section of the Opposition Members—is totally different from what we Members on this side of the House are envisaging; and as such I am confident that this system of nomination is not in any way detrimental to the cause of real democracy. As far as the essence of the matter is concerned and as far as the pattern of democracy which we are visualising is also concerned, I do admit that this principle of nomination as is being adopted at this juncture must cease; but at the same time, we should take into consideration the time-factor. I have no doubt in my mind that at this juncture there is dire necessity of having nominations if we want to further the cause of real democracy which does not lead to any sort of dictatorship. If we change our policy at this stage, as suggested by some hon. Members of the Opposition, I am afraid, we will be indirectly contributing to that pattern of democracy which the Members on the other side of the House are visualising. I should say that it is not democracy in its true terms; it is only a sort of dictatorship—if I may say so, it is a proletarian type of dictatorship—or something of a new democracy. Therefore, with this little bit of difference, I entirely justify the stand taken by the Government. I repeat that we should not be ashamed of having taken to the process of nominations if our intention is only to end it at a later date.

Shri V. D. Deshpande: The Members of the Treasury Benches opposed the system of 50% nominations in the previous regime. Does the hon. Member remember that?

Shri M. S. Rajalingam : I do remember it, Sir, I have not forgotten the commitments which we have made to the public. I should say that the conception of democracy we had at that time is the same as we are having now and as I said to further the cause of democracy we should not feel ashamed to take to the process of nominations just as my hon. friend is not ashamed to take to proletarian dictatorship to further the cause of his conception of democracy. So, when we have taken to the process of nominations after understanding the real conditions of our State, we should implement them with a determined will—instead of throw in the country into confusion or anarchy—; and when we feel this as reasonable we should carry it out with courage. I have not forgotten those commitments or the reaction which we had to the system of nominations then; perhaps, I might have reacted more bitterly than my hon. friend from Appaguda.

Thank you.

श्री. अण्णाराव गणमुखी :—मिस्टर स्पीकर सर, अभी ग्राम पंचायतों के और दिगर विभागों के बारे में ऑनरेबल मॅम्बर ने जो अंतराजात किये हैं उनके मैं जवाब दूंगा। जो पंचायत हमारे पास आज कायम हैं और उनके अलैक्शन हो चुके हैं उनकी तादाद कुल (१०१२) है। आज जो यह १०१२ पंचायतें कायम हो चुकी हैं उनके बारे में मैं यह अर्ज करना चाहता हूँ कि वाकअी तौर पर बहुतसे पंचायतों का काम ठीक तरह से नहीं चल रहा है। इसके बहुत से वजूहात हैं। सिर्फ यह कहना की गव्हर्नमेंट ठीक तरह से काम नहीं कर रही है, या गव्हर्नमेंट के मुलाजिम ठीक काम नहीं कर रहे हैं यह सही नहीं है। गव्हर्नमेंट इसके लिये जितनी जिम्मेदार है अतनीहि पब्लिक (Public) भी जिम्मेदार है। और उसके जो नुमांजिदे इस असेंबली में अलैक्ट (Elect) होकर आये हैं वे भी जिम्मेदार हैं।

यह अंतराज भी किया गया है कि गव्हर्नमेंट ने जिन ग्राम पंचायतों को १५ परसेंट सबसिडी (Subsidy) देने के बारे में निवार्य किया है। लेकिन यह सबसिडी अभी तक बहुतसी पंचायतों को नहीं दी गयी है। मैं जिस बात को काफी हदतक मानता हूँ। जिस सबसिडी की तरफ ऑनरेबल मॅम्बर विशारा कर रहे हैं वह सबसिडी अगरचे की गव्हर्नमेंट ने अनाउन्स (Announce) की लेकिन कभी जगहों पर गव्हर्नमेंट उसे नहीं दे सकी। लेकिन इसके बारे में मुझको कोअी अहसास ही नहीं है असा कहना सही नहीं है। मुझे जिस बात का पूरा पूरा अहसास है कि जियादा से जियादा बिमदाद पंचायतों को मिलनी चाहिये। मैं भी पंचायतों को जियादा से जियादा बिमदाद दिलाने की कोशिस कर रहा हूँ। लेकिन फायनान्सियल स्ट्रिजन्सी (Financial Stringency) की वजह से जियादा रक्कम नहीं मिल सकी। यह अंतराज किया गया कि बजेट में पंचायतों के लिये रक्कम रखी गयी थी, लेकिन वह नहीं दी गयी। मैं अर्ज कलंगा की यह बात सही नहीं है। आप १९५१-५२ और १९५२-५३ के आदाद देखें तो आपको मालूम होगा कि १९५१-५२ में ५ लाख

रूपये दिये गये और १९५२-५३ में ८ परसेंट दिये गये हैं। कहीं पर यह रक्कम पंचायतों को मिल चुकी है तो कहीं यह रक्कम अभी पहुंचती है। नहीं लेकिन जिले या तहसील की ट्रेजरी में तो पहुंच यह रक्कम पहुंच गयी है। कहने का मतलब यह है की जितनी रक्कम मंजूर की गयी थी वह यहां से तो रिलीज (Release) कर दी गयी है और अब वह सब जगह पहुंचाही जायेगी। मैं यह नहीं कहता की यह काम काफी हुवा है। फिर भी फूल नहीं तो फूल के पत्ते ही सही कुछ न कुछ काम तो जरूर हुवा है। पहले ३७७ ग्रामपंचायतों में १५ परसेंट सबसिडी दी गयी है। जिस कि कुल मेकदार कुछ ७४ हजार होती है। यह जो सबसिडी पंचायतों को दी जाती है वह उनके खर्च के लिहाज से दी जाती है। जिस तरह अबतक ७४ हजार रुपये पंचायतों के नाम से जमा करदिये गये हैं। वह पंचायतों को अनकरीब ही दिये जायेगे।

कहा जाता है की सरकार पंचायतों को ठीकतरह से काम करने के लिये सहोन्नत बहुत नहीं पहुंचा रही है। जॉन सटुअर्ट मिल नामका एक फेमस अकॉनॉमिस्ट (Famous economist) था उसने कहा था कि डेमोक्रेसी (democracy) में सर्वहन्ट या मिनिस्टर दोनों को भी ट्रेनिंग देना जरूरी है। उसके बिना डेमोक्रेसी तरकी नहीं कर सकती। सर्वहन्ट वगैरा का ट्रेनिंग का काम तो हमारा है। लेकिन यदी यह समझा जाता है कि पंचायतों को पूरी तरह चलाने का काम गव्हर्नमेंट का ही है तो मैं साफ तौर पर यह कहना चाहता हूं कि यह खियाल बिल्कुल गलत है। पब्लिक का भी यह फर्ज है कि जिस काम में गव्हर्नमेंट की जियादा से जियादा हेल्प (Help) करें। जो लोग पब्लिक के रिप्रिसेंटेटिव्ह (Representatives) बनकर जिस असेंबली में आये हैं उनका यह फर्ज हो जाता है कि ग्राम पंचायतों के लिये उन्हें अब्बाम को ट्रेनिंग दे और गव्हर्नमेंट और पब्लिक के कोऑपरेशन (Co-operation) से यह काम होना चाहिये।

मैंने एक बार ५०, ५५ मवाजियात का दौरा किया था। उसमे मैंने कुछ पंचायतों को देखा। काफी पंचायतों को १५ परसेंट सबसिडी दी गयी थी और वह उनके पास पहुंच चुकी थी। यह जो रक्कम उनको मिली है उसके बारे में मैंने पूछा कि क्या आप इसका डिस्पोजिट कर रहे हैं या सिर्फ कीर्दी में ही वह रक्कम जमा पडी है? वहां जो लोग बैठे थे उसमे से बहुतों ने कहा कि जो रक्कम हमको दी गयी है उसे हम अभीतक खर्च नहीं कर सके हैं। वहां बाजू मे अंक साहब बैठे थे। वे पंचायत के कोषी मेंबर तो नहीं थे। उन्होंने कहा कि पुरोहित का काम सरकार कर सकती है। गव्हर्नमेंट बिमदाद दे सकती है। लेकिन संतानोत्पत्ती का पैदा करना काम आप पर मुनहसिर है। वह तो आपको ही करना चाहिये। देहाती तरीके से उसने कहा। जहां गव्हर्नमेंट ने सबसिडी दी है वहां अच्छी तरह से खर्च करने की जिम्मेदारी तो वहीं के लोगों पर होती है। वे ही उसे कर सकते हैं। गव्हर्नमेंट तो सिर्फ पंचायतों को स्टार्ट (Start) करने काम कर सकती है। लेकिन पंचायतों का डे टु डे अडमिनिस्ट्रेशन (Day-to-day Administration) हुकूमत अपने ही जुम्मे नहीं ले तो सकती। और जिसको जिम्मेदारी सरकार की नहीं हो सकती। ग्रामपंचायतों के बारे में तो यह भी कहा गया की उनकी तरफ कोषी ध्यान नहीं दिया जा रहा है। लेकिन यह सही नहीं है। ग्रामपंचायतों को नेग्लेक्ट (Neglect) नहीं किया गया है। गव्हर्नमेंट बराबर उनको मदद कर रही है। और बहुतसी पंचायतें तो अपनी जिम्मेदारी ही से सबके भी बना रही है। पी. रब्ल्यू डी की तरफ से उनको बिमदाद भी दी जा रही है। जिस तरह बहुत सा काम पंचायतों ने हमारे सामने कर दिखा दि है। अगर कोषी

कंस्ट्रक्टिव्ह क्वाइटिसिजम (Constructive Criticism) किया जाय तो अउसे पंचायतों का फायदा होगा।

अिमके बाद जो दूसरा अंतराज किया गया की वह आरायश बन्दे के मुतालुक था। अेक ऑनरेबल मेंबर फॉर मल्लकोठ ने अपनो त्वरीर में सी. आय की के बारे बहुत कुछ कहा। अुन्होंने सी. आय. बी. ब्लॉक मिलने के बारे में भी शिकायत की है। और यह भी कहा की सी. आय. बी. ब्लॉक में बहुत से लोग नाजायज तरीके पर रह रहे हैं। अिमकिये दूसरे लोगों का जगह नहीं मिलती है। तो यह जो लोग नाजायज तरीके पर रह रहे हैं अुनको वहा से निकालना चाहिये। मैं यह अर्ज करूंगा की सिटि अिप्रूव्हमेंट बोर्ड के कुछ कवायद होने हैं और अुन पर अमल करना हमारा फर्ज होता है। जो नाजायज तरीके पर घरों का कब्जा लेकर बैठे हैं अुनको तो निकालनाही पडेगा। लेकिन जो लोग बहुत गरीब ह अुनके बारे में अलबस्ता बहुत ड्रास्टिक स्टेप्स (drastic steps) नहीं लिये गये हैं। अिस संबंध में यह कहना की २०, ३० पमेंट सी. आय. बी. ब्लॉक में नाजायज तरीके पर बेदखलियां अमल में आ रही हैं गलत हैं। आज चार हजार के करीब सी. आय. बी. ब्लॉक्स हैं अुनमे से बहुत ही थोड़ी जगहों पर बेदखलिया हुआ है।

बाज ऑनरेबल मेंबरमने सी. आय. बी. ब्लॉक्स के रेंट (Rent) में जो अिजाफा किया गया है अुसके बारे में भी अंतराज किया है। रेंट में अिजाफा किया गया है, यह बात सही है। पहले जो रेंट मुकर हुवा था वह कॅपिटल कास्ट (Capital Cost) पर सोचकर के तय किया गया था। अुस समय कॅपिटल कास्ट कम होने में कम किगया रखा गया था। और रेंट का रेट (Rate) लो (Law) था। आज जो भी रेंट में अिजाफा किया गया है अुसका जो रेट (Rate) है वह दूसरे घरों के मुकाबले में तो काफी कम है। अिममें अेक बात यह है की जो (अ) और (बी) ब्लॉक्स हैं अुन्ही का किराया बढाया गया है। (अ) और (बी) ब्लॉक्स में जो लोग रहते हैं वे जियादा तर मिडिल क्लास के ही होने हैं। अुन पर अिनका जियादा बार नहीं पडेगा। (सी) और (डी) क्लास में रेंट में कोभी अिजाफा नहीं किया गया है। (अ) और (बी) ब्लॉक में रेंट में अिजाफा करने के बाद और अिन पर अिलेक्ट्रिकेशन चार्जें (Electrification Charges) वॉटर चार्जेंस (Water Charges) अॅमिनैटिज (Amenities) और डेव्हलपमेंट चार्जेंस (Development Charges) अिन सबकी अॅवरेज कास्ट (Average Cost) मालूम किया जाता है और कॅपिटल कास्ट ७५ लाख के करीब लगाया गया है। अितना सब होने के बाद गव्हर्नमेंट की जो नेट-अिनकम होता है वह ४ पर्मेंट से जियादा नहीं होता।

जब यह रेट बढाया गया तो यहा के टेनन्टस असोसियेशन सेभी पूछा गया था। और अुन लोगों की यह राय रही की अब बी रेट्स बहुत जियादा नही हैं। जो यकानात वॉर के पहले बनाये गये हैं अुनका रिव्हल्युअेशन (Revaluation) भी करा लिया गया है ताकि सही तौर पर रेट असेस (Assess) किया जा सके। रिव्हल्युअेशन के वक्त कास्ट ऑफ़ बी लैंड (Cost of the Land) डेव्हलपमेंट कास्ट सिच्युअेशन अॅन्ड साबीट (Situation and site) के बारे में विचार किया गया अिसके बाद रेंट के रेट्स (Rates) में अिजाफा किया गया है। अैसे ब्लॉक्स ९०० के करीब हैं जिनमे रेंट का अिजाफा किया गया है। और यह जो अिजाफा हुवा है वह बिलकुल रिजनेबल (Reasonable) है। गव्हर्नमेंट जो रफ़्तम अिनवेस्ट (Invest) करती है अुस पर सिर्फ ४ पर्मेंट का मुनाफ़ा हासील करती है। मैं समझता हूँ की यह मुनाफ़ा जियादा नहीं है।

असके बाद सी. आय. बी. अक्टिविटीज (Activities) के बारे में ओर गुजिस्ता साल जो मकानात बनाये गये हैं अउसके बारे में सवालात अउठाये गये हैं। मैं अर्ज करूंगा कि मकानात बनवाने का प्रोग्राम (Programme) गुजिस्ता साल नहीं था। अब असके लिये पैसा प्रोवायिड (Provide) किया जा रहा है। कुछ जमान भी अक्वायर (Acquire) की गयी है। और करीब १२ सौ मकानात बनाने की स्कीम गव्हर्नमेंट के सामने है। साथ साथ यह भी अर्ज करना चाहता हूं कि सिटी अिम्प्रूवमेंट बोर्ड के जो डिपार्टमेंट हैं वे फाओनान्स मिनिस्टर के हाथ में हैं। मैं अउनसे अिस्तदुआ करूंगा कि वे अउसमें से कुछ रक्कम दें तां मकानात बन सकतें हैं। अगर (१२) सौ नहीं तो कम से कम (५) सौ बना लेंगे। फाओनान्स डिपार्टमेंट को अग्री (Agree) कराने का सवाल है। अिडस्ट्रियल हाउसिंग (Industrial Housing) प्रोग्राम है वह सी. आय. बी. के जुम्मे है। और सी. आय. बी. का टेक्नीकल स्टाफ (Technical Staff) पूरा ओवरवर्कड (Over worked) है। रेंट कलेक्शन (Rent Collection) का जो स्टाफ है अउमें हर चार सौ मकानात के लिये अेक कलेक्टर मुकर किया गया है और पूरे मकानात के लिये अेक नाजर है। अेस्टाब्लिशमेंट (Establishment) का खर्च कुछ जियादा नहीं है। जैसा कि कहा जाता है कि फुजूल पैसा खर्च हो रहा है, यह सही नहीं है। असके बाद गुजिस्ता साल के मुकाबले में कम से कम ३० परसेंट अेस्टाब्लिशमेंट का खर्च कम किया गया है और कुछ जाअिदादे जिनकी मंजूरी फाओनान्स डिपार्टमेंट ने दे दी थी वे भी फिलअप (Fill-up) नहीं की गयी। असके अगवा अगर गव्हर्नमेंट को किसी जियादा स्टाफ का अिलम हो जाये तां अउसको दूसरी तरफ तबदील कर के अवजार्ब (Absorb) करने की भी स्कीम है।

सिटी अिम्प्रूवमेंट बोर्ड के बारे में तो अेतराज करने की कोअी बात नहीं है। मकानात तो जाअिदा बनाये जायेंगे और अउनका किराया भी रीजनेबल (Reasonable) है। अउमें शिकायत करने की कोअी गुंजाअिश नहीं है। हर चीज की मेरीट (Merit) देखकर फैसला करने की कोशिश की जाती है। जब कभी किसी मामले को रिप्रेजेंट (Represent) किया जाता है तो अउसकी तरफ पूरा ध्यान दिया जाता है। अिन्डिस्क्रिमिनेट पालिसी (Indiscriminate Policy) किसी जगह भी अडाप्ट (Adopt) करके किसी आदमी को घरसे निकालने की हमारी स्कीम नहीं है।

श्री. ज्ही. डी. देशपांडे :—मैं कुछ तफसीलात चाहता हूं। पिछले साल हमने अेक बिल हाउसिंग कारपोरेशन के बारे में पास किया था। और यह जो अिडस्ट्रियल हाउसिंग स्कीम है वह अउससे अलग है। असके लिये हमें सेंटर से फंड मिलनेवाला है। चूंकि असको हम मंजूरी देनेवाले हैं असलिये.

श्री. अण्णाराव गणमुखी :—मैं अउसा जवाब जब वक्त आयेगा तब दूंगा। मदिरा के ऑनरेबल मेंबर ने वेल सिंकिंग डिपार्टमेंट के बारे में अेतराज किया जैसा कि ऑनरेबल लीडर आफ दी अपो-जीशन ने कहा हर साल फॉमिन रिलीफ फंड से कुछ रक्कम अलाहिया रखी जाती थी और अस सड़कमें के अरिये अउन अिलाकों में बावलियां बनायी जाती थी जहां २५ अिच से कम बारिश होती है और गरमी में जहां लोगों को पानी की तकलीफ होती है। लेकिन गुजिस्ता साल के जनरल रेवीन्यू (General Revenue) से पैसा प्रोवायिड (Provide) किया जा रहा है। अब असका ताल्लुक फॉमिन रिलीफ फंड से नहीं रहा है। मैं अस संबंध में यह भी बताऊंगा कि वरंगल और करीमनगर की बावलियों का वेल सिंकिंग डिपार्टमेंट से कोअी ताल्लुक नहीं है, क्यों कि वहां वेल-सिंकिंग डिपार्टमेंट का प्रोग्राम ही नहीं है। करीमनगर और वरंगल के डिस्ट्रिक्ट बोर्ड में बंद

बावलियां खुदवाने के लिये मिकानिग की थी। अमके लिये करीब ५६ हजार की रकम मंजूर की गयी है। बरगद में ३१ बावलिया वेल्-मिनिग डिपार्टमेंट की तरफ से खुदवाई जा रही है। बीड जिले के लिये १ लाख ६० हजार के करीब रकम मंजूर हुई है। इस डिपार्टमेंट के अन्तर्गत नार्मल अक्टिविटीज (Normal activities) के अलावा अमके दूसरी अक्टिविटीज भी हैं। वेल्-मिनिग डिपार्टमेंट के पास बावलिया खोदने के जो माधन हैं वे ज्यादा हैं अमलिये बीड, परभनी जिलों में जहां पानी की स्थिति है वहां बावलिया खनाने की स्कॉम गवर्नमेंट के सामने है। अम लिहाज में अम डिपार्टमेंट के लिये जो बजट लाय का प्रोजेक्शन है अममें जितनी चीजें आ सकती हैं वह हर साल की जायेगी और तकराव ३०० बावलिया अम साल बनेगी।

अक माननीय सदस्य :—बावलिया खनाने की स्कॉम में क्या औरंगाबाद डिस्ट्रिक्ट भी शामिल किया गया है ?

श्री. अण्णाराव गणमुखी :—वर वेल्-मिनिग डिपार्टमेंट के तहत नहीं है। वहां के डिस्ट्रिक्ट बोर्ड ने कुछ मिकानिग की थी और अमके लिये अलग रकम मंजूर हो चुकी है। अम तरह से औरंगाबाद बीड परभनी आदि में जो बावलिया का काम है वह अमके नार्मल अक्टिविटीज में शामिल नहीं है। लेकिन अब अम डिपार्टमेंट को अमके नार्मल अक्टिविटीज में हटाकर अक अंजन्सी के तौर पर अस्तेमाल किया जा रहा है। बाकि डिस्ट्रिक्ट बोर्ड के पास अम काम के लिये लोकल अजीनिअर्स या अक्सपर्ट्स और जरूरी माधन भी नहीं है अमलिये वेल्-मिनिग डिपार्टमेंट की तरफ यह काम दिया गया है। यह जो प्रोजेक्शन है वह वाकई तौर पर कम है क्योंकि बावलिया तो बहुत कुछ खुदवानी हैं। अमलिये यह कहा जा सकता है कि वेल्-मिनिग डिपार्टमेंट का काम तगफावरुन नहीं है। प्रोटेक्टेड वाटर मवाजियात को सप्लाय करने का मसला है। अमके लिये आज फाओनान्स अतना कम है कि आज वह काम ज्यादा नहीं कर सकता।

मदिग के ऑनरेबल मेंबर ने कहा कि जब मिनिस्टर्स दोरे पर जाते हैं तो हाअस के सदस्यों को जिसकि अतिना तक नहीं दी जाती। मैं यह बताना चाहता हूं कि आम तौर से जिस अलाके में मिनिस्टर्स का दौरा होता है अम अलाके के मेंबरों को अतिना दी जाती है। मुमकिन है, ऑनरेबल मेंबर को पता न हाने में या और किसी कारण से अमको अतिना न मिली हो। सदस्य अपोजिशन पार्टी के हों या और किसी पार्टी के हों अममें अम दृष्टि से भेदभाव करने की गवर्नमेंट की या मिनिस्टर्स की बिल्कुल मन्दा नहीं है। हम तो चाहते हैं कि हर मेंबर को मिनिस्टर के दोरे की अतिना दी जानी चाहिये। ताकि अम अलाके के हालात मिनिस्टर्स को आसानी से मालूम हो सकें। ऑनरेबल मेंबर के इस सजेशन (Suggestion) को तो वेल्कम (Welcome) करना चाहिये। लेकिन डेप्यूटी कलेक्टर के दोरे के बारे में मुझे कुछ कहना नहीं है। क्योंकि वे हर तालुके में हर वक्त दौरा करते रहते हैं और अमके लिये हर सदस्य हर वक्त अतिना देना भी नामुमकिन होगा। यह भी बुझी नहीं की आसकती की ऑनरेबल मेंबर अपने स्थान पर हमेशा रहेंगे और डेप्यूटी कलेक्टर से मिल सकेंगे।

असके बाद म्युनिसीपालिटीज के बारे में बहुत कुछ कहा गया है। हैदराबाद म्युनिसीपल कारपोरेशन को जो कान्ट्रीब्यूशन (Contribution) जिस वक्त मिल रहा है उसके बारे में कुछ सजाहात करना चाहता हूं। हैदराबाद म्युनिसीपल कारपोरेशन के बहुत से क्लेम्स (Claims)

गव्हर्नमेंट के पास फॉरवर्ड (Forward) कर दिये गये हैं। मसलन् आक्टाय ड्यूटी है। यह ड्यूटी कारपोरेशन ससूल नहीं करती बल्कि हुकूमत वसूल करती है। जब हम अनुका पैसा लेते हैं तो उसका बकाया भी वह क्लेम कर सकती है। हैदराबाद वाटर वर्क्स और ड्रेनेज पी डेव्लपू डी. के तहत है। यहां सिमेंट की जितनी भी सड़कें बनीं हैं वह सब गव्हर्नमेंट के अखराजात में बनीं हैं। कारपोरेशन के पास अतना पैसा भी नहीं है कि वह अिन चीजों को ख़ुद कर सके। और दूसरी बात यह भी है कि यह अिस रियासत को कैपिटल सिटी (Capital City) है। अिम लिहाज से भी कारपोरेशन को कुछ सहोलातें देना जरूरी है।

सिटी अिम्पूवमेंट बोर्ड (City Improvement Board) के बारे में बताया गया है कि वह कारपोरेशन के हवाले करना चाहिये। गव्हर्नमेंट कारपोरेशन से उसका कुछ अिनकम हासिल करती है अिसलिये कारपोरेशन अिस अिनकम के कुछ हिस्से का मुस्तहक है। फिर भी अिस साल यह सवाल हमने केबीनेट सब कमेटी की तरफ सोंप दिया है। वह सांचिगी कि अिमके फार रीचिंग कान्सी-क्वेन्सेस (Far reaching consequences) क्या होते हैं और गव्हर्नमेंट के रेबान्यू पर अिमका क्या असर होगा। अिन सारी बातों के बारे में कन्सीडरेशन (Consideration) हो रहा है। मच कहा जाय तो कान्स्ट्रीब्यूशन की यह चीज नज़ी नहीं है। पुराने जमाने से यह चीज यहां चली आ रही है।

कुछ सदस्यों ने यह भी कहा कि अिस बजट को रूरल बायस (Rural bias) नहीं है। और अिसको अर्बन बायस (Urban bias) है। कुछ अर्बन बायस जरूर है, अिसको तो मुझे भी तसलीम करना पड़ेगा। अिस सिटी की रिकवायरमेंट्स (Requirements) बहुत जियादा हैं। यहां की अिलेक्ट्रिसिटी के बारे में जो रक्कम रखी अजी है उसके बारे में कहा जाता है कि अिसमें गव्हर्नमेंट ब्यों कान्स्ट्रीब्यूट करती है। बात यह है कि अिलेक्ट्रिक कंपनी आधे अखराजात देती है और गव्हर्नमेंट आधे अखराजात बर्दाश्त करती है। अिसकी वजह यह है कि रातभर यहां अिलेक्ट्रिसिटी जलावी जाती है। अैसी हालत में अिसकी पूरी जिम्मेदारी कंपनी पर डालना ठीक नहीं है। मिर्कान्दराबाद में अतराफ के कुछ अिलाके हैं जहां पर कुछ सेनीटरी स्टाफ है अिमके लिये करीब ७५ हजार रुपये की जरूरत है। और गव्हर्नमेंट अिमदाद के तौर पर कुछ रक्कम दे रही है ताकि वहां पर भी कुछ काम किया जा सके।

म्युनिसीपालिटियों के बारे में अेक बहुत बड़ी शिकायत यह की गयी कि जितनी म्युनिसीपल कमेटियां अपोजीशन पार्टी के हाथ में हैं उनके साथ हुकूमत की तरफ से कुछ खास ट्रीटमेंट (Treatment) किया जा रहा है। मैं नहीं समझता कि यह सही है। अदिलाबाद के मेंबर ने और लीडर आफ दी अपोजीशन ने कहा कि म्युनिसीपालिटी के कारोबार में कलेक्टर साहब बहुत जियादा मदाखिलत करते हैं। लेकिन मैं तो अैसा नहीं समझता ऑनरेबल मेंबर फार अदिलाबाद से मेरी जी बात चीतहु औ थो उसको अुन्होंने अलग ढंग से हाअस में बतलाया है। वहां के कलेक्टर साहब के बारे में मैंने अुनसे यह कहा था कि कलेक्टर साहब बहुत काबिल आदमी हैं वे कम से कम कानून के खिलाफ कभी काम करेंगे अैसा मुझे नहीं लगता। मैंने यह कभी नहीं कहा था कि कलेक्टर साहब नाफैबिल आदमी हैं। अिसलिये वे बिना वजह अिटरफियर (Interfere) कर रहे हैं या करेंगे। कलेक्टर साहब को म्युनिसीपल कमेटी के बारे में बहुत से कंट्रोलिंग पावर्स (Controlling Powers) हैं। तामूल और बर्दमीय के बारे में उसके पास बहुत से मुराफे हैं। गव्हर्नमेंट की

जानिव से ही ये अस्तयागत अनुको वह अुसको दिये गये हैं। कान्स्टीट्यूशन के तहत मैंने कहा था कि ये पावर्स स्टेट को डेलीगेटेड (Delegated) हैं और ये हुकूमत की तरफ से म्युनिसीपालिटियों को दिये जाते हैं। कान्स्टीट्यूशन में अिसके बारे में कन्करन्ट लिस्ट बनायी गयी है जिसमें यह बताया गया है कि स्टेट गवर्नमेंट अपने तहत क्या पावर्स रखने चाहिये और कितने पावर्स (Powers) को वह डेलीगेट कर सकती है। अगर अिसका इंटरप्रीटेशन (Interpretation) दूसरे तरीके से आपने किया हो या आपके प्रोग्रेसिव (Progressive) विद्यालय का जो रंग है अुस नमूने का रंग देकर अगर अिस चीज के बारे में किस प्रकार कहा जाना है तो मेरे पास अिसका कोई जवाब नहीं है। अिसके साथ साथ म्युनिसीपालिटी पर कुछ रिस्ट्रिक्शन्स (Restrictions) हैं। अिस संबंध में कलेक्टर को कुछ पावर्स दिये गये हैं। म्युनिसीपालिटी में नामिनेशन की पालिसी है। लेकिन आपको मालूम होगा कि जो आकर अब अमल में है वह अिस गवर्नमेंट का बना हुआ नहीं है। अिसमें मेरा या किसी और शक्म का या लीडर आफ दी अपोजिशन का भी हाथ नहीं है। अब अिस अॅक्ट में तरमीम लाने का सवाल है। की अिनजार कर रहा हूं की कब अिस की तरमीम की जायेगी।

अेक माननीय सदस्य :—क्या हुकूमत तरमीम लानेवाली है ?

श्री. अण्णाराव गणमुखी :—जब अुसके लिये समय आयेगा या गवर्नमेंट अिसकी जरूरत समझेगी तब तरमीम लायेगी। अभी तो यह पहली मंजिल है। अिसके बाद नामिनेशन निकाल देंगे। अिसलिये यह कहना कि नामिनेशन है, अैसा है और वैसा है, अिस प्रकार की बातें करना आसान है लेकिन हमको तो रिअैलिस्टिक (Realistic) बनकर कदम बढ़ाना है। हमको अुअर स्टेप्स (Sure steps) लेना है। सिर्फ हवा में अुड़ना नहीं है। अगर अुड़ना भी चाहते हैं तो अडु लेकिन बाजू भजवून रखकर अुड़ना होगा। अिसलिये नामिनेशन का जो तरीका है वह अच्छा है मैं समझता हूं कि नामिनेशन जो होना है अुसमें म्युनिसीपालिटियों का फंक्शनिंग (Functioning) अच्छी तरह से होने में काफी सहायता मिलेगी। घोंडा स्टेबल में रहता है।

श्री. व्ही. डी. बेंक्षपांडे :—मालूम हुआ है की (३०) या (८०) म्युनिसीपल कमेटीज के लिये नामिनेशन्स होने बाकी हैं।

श्री. अण्णाराव गणमुखी :—अैसे (३३०) म्युनिसिपालिटीज है।

श्री. व्ही. डी. बेंक्षपांडे :—तो फिर घोंडा अभी काफी स्टेबल में है।

श्री. अण्णाराव गणमुखी :—नहीं, जो अच्छे अच्छे घोड़े थे वे तो निकल गये हैं, अब सिर्फ टट्टु बाकी रहे हैं। (Laughter).

मैं यह अर्ज कर रहा था कि म्युनिसीपल कमेटी का कारोबार अपोजीशन पार्टी के लोगों की तरफ हो या कौन्सेस पार्टी की तरफ हो, गवर्नमेंट को अुससे कोई सरोकार नहीं है। लेकिन यह कहता कि अपोजीशन पार्टी से संबंध रखनेवाले मॅम्बर्स की मेजारीटी में है अिसलिये अिस तरह का बर्ताव हुकूमत की तरफ से होता है मैं समझता हूं कि यह बिल्कुल गलत है। जहां कौन्सेस की पार्टी पावर में है वहां से भी अिस तरह की शिकायतें आती हैं। अिसमें किसी सास पार्टी का कोई सवाल नहीं है।

साडे बारा फीसदी का जो डोमिनियन कौडर बना है उसके बारे में मैं सोच रहा हूँ। लेकिन अंक चीज काबिल गौर यह है कि हमारे पास हैदराबाद स्टैंड में दूसरे स्टैंड में यह नहीं है सेंट्रल सर्विसेस है, लोकल सर्विसेस नहीं है। उसके अलावा हमारे पास कोडिफिकेशन सेक्शन (Codification Section) है, अजिनिअरिंग डिपार्टमेंट है और टाऊन प्लानिंग डिपार्टमेंट है। उनको तनखाह के लिये अगर म्युनिसिपालिटी पर यह असरार करे कि म्युनिसिपालिटी में हमारे जितने म्यूजमीन हैं अन्हीं के लिये यह रक्कम खर्च की जाय और बाकी परमेण्ड हमें दे दिया जाय तो दूसरे जो सर्विसेस हैं उसे अजिनिअरिंग टाऊन प्लानिंग वर्गों के लिये तनखाह हम कहा से देंगे ? जनरल रेवीन्यू से तो यह नहीं मिलेगा। उसके अलावा सेक्शन भी है। वह म्युनिसिपल कमेटी के अकाउंट्स आडिट करता है। प्लानिंग डिपार्टमेंट है, वो हमको मास्टर प्लान बनाकर देता है। जिन सब डिपार्टमेंट्स को तनखाह देनी है तो कहाँ से देसकेंगे ? म्युनिसिपालिटीजका हालत में समझता हूँ कि अच्छी नहीं है। उनको आमदनी के जरिये भी बहुत कम हैं। टेक्मेशन के बारे में भी बहुत कुछ कहा गया कि गव्हर्नमेंट ने क्या टक्सेस अहद किये हैं। यह भी कहा गया धोबी और हजाम पर भी टैक्स लगाया जाता है। टैक्स का रेट भी ठीक नहीं है। वह फ्लैट रेट (Flat rate) नहीं है अममें ग्रेडेशन (Grada-tion) नहीं है, जिस प्रकार की कभी अंतराजात किये गये। लेकिन उसके बारे में हमने यह सोचा है कि सारे म्युनिसिपल कमेटीज के प्रेसीडेंट्स को एक जगह बुलाकर एक फिजीबल सजेसन (Feasible Suggestion) गव्हर्नमेंट के सामने रखा जाय। वे सुझा सकते हैं कि क्लस में क्या तरमीम करनी चाहिये, टेक्मेशन किस तरह से कम करना है। जो टैक्सेस वसूल किये जाते हैं वे सब म्युनिसिपल कमेटीज को ही दिये जाते हैं। अगर टैक्सेस ही वसूल नहीं करना चाहते तो म्युनिसिपल कमेटीज का फंक्शनिंग (Functioning) ही बंद हो जायगा। अगर उनको रेजनालाइज (Rationalise) करना चाहते हैं तो गव्हर्नमेंट को कोबी अंतराज नहीं है। अगर एक कमेटी टेक्सेशन का एक रेट आयद करती है और दूसरी कमेटी दूसरा रेट आयद करती है तो एक दूसरे में काम्पीटीशन होकर मुफत्सल का कुछ भी काम वह नहीं कर सकेगी। रेट्स फ्ल्याट हो या ग्रेडेड (Graded) उनमें युनिफार्मिटी (Uniformity) होनी चाहिये। अस्मानाबाद के मेयर ने कहा कि प्रोफेशन टैक्स बहुत ज्यादा लगाया गया है। हो सकता है कि इंडिवीजुअल केसेस (Individual Cases) में कहीं ऐसा हुआ हो लेकिन मैं यह साफ बता देना चाहता हूँ कि सब म्युनिसिपालिटीज से मैंने दरखास्त की थी कि आप अपनी एक सबकमेटी कायम कर के गव्हर्नमेंट के पास सिफारिश भेजें ताकी टेक्सेस के रिविजन (Revision) में हमें मदद मिल सके उस सूरत में हमको कोती तैतराज नहीं है और हम लोगों का आड़े आने का भी कोबी सवाल बाकी नहीं रहेगा। मैं यह भी बताना चाहता हूँ कि गव्हर्नमेंट जो कुछ ऑक्शन लेती है वह म्युनिसिपल कमेटीज के डिस्ट्रेस्ट में ही लेती है। कहीं पर इंडिवीजुअल केसेस में नाबिल्लाफी हुजी हो और अगर म्युनिसि-पालिटी खुद रेक्टीफाई (Rectify) नहीं कर सकती तो वह उसे गव्हर्नमेंट के पास पेश किया जासकता है। जैसी कभी केसेस हमारे सामने आये तो एक सब-कमेटी कायम कर के हम उसका फैसला कर देंगे। कड़वापल्ली के ऑनरेबल मेयर ने जिसके बारे में रिप्रेजेंटेशन किया था कि हुकूमत का बं वि धनहेलपफुल (Unhelpful) है। हमारी मेटिडयूब बन्धी होने पर भी उसकी अगर तनकी की जारी हो तो उसके लिये हम मजबूर हैं। लेकिन हम तो हर एक ऑनरेबल मेयर का जिसमें कोबापरेशन लेना चाहते हैं। कोबी चीज बाँट आफ वे (out of way) बाकर या म्युनिसिपालिटी के डिस्ट्रेस्ट के सिफाफ करने में तामूल है और सब मेयरों को तामूल नहीं चाहिये।

यहां पर अंक आनरेबल मेंबर फार जवरगां ने यह अंतराज किया कि शोरापूर में पानी की बहुत खिल्लत है। अन्होने यह भी कहा कि यहां पर मांग और धेड अंक ही बावली पर पानी भरते हैं। अिनके लिये अंक ही बावली रहती है। यह अंक ही जगह तो नहीं रहते हैं फिर भी अंक ही बावली रहती है। अिसके वास्ते अुनको काफी दिक्कत होती है। अिस लिये सरकार ने वे लोग जहा रहते हैं वही पर बावलियों का अितजाम करना चाहिये। अुनके लिये दो तीन बावलिया खोदी जानी चाहिये और अुसी तरह शोरापूर में वाटर सप्लाअी (Water Supply) का अच्छा अितजाम होना चाहिये। जब मैं दीरे पर गया तब यह कहा गया था कि वाटर वर्क्स की स्कीम पर वहा अमल नहीं हो रहा है। अभी अिस वाटर वर्क्स के बारे में कोअी डेफिनेट (Definite) जवाब नहीं दे सकता। टाअून प्लानिंग कमेटी (Town Planning Committee) अिसके बारे में सोंच रही है। अेक्सिक्युटिव्ह अिजिनियर अिसका प्लान (Plan) वर्कआअूट (Workout) कर रहे हैं कि अिसकेलिये कितना खर्चा आयेगा। अिसके बारे में अभी से डेफीनेटली कुछ नहीं कहा जा सकता बावलियों के न होने के बारे में भी अंतराज है। मैं कह सकता हू की बावलियों में अिजाफा करने की हम कोशिस करेंगे।

अब मैं समझता हूं कि मैंने बहुत से पॉअिट्स (Points) अपने जवानी तकरीर में कव्हर कर लिये हैं। अलवन्ता अंक जो अंतराज किया गया है वह अेक्सिक्युटिव्ह ऑफिसर्स के मृताल्लुक है कि यह अेक्सिक्युटिव्ह ऑफिसर म्युनिसीपालिटी का कहना नहीं मानते। यह अंतराज ठीक नहीं है बात यह है कि अेक्सिक्युटिव्ह ऑफिसर म्युनिसीपालिटीज के तहत नहीं है। लेकिन म्युनिसीपालिटीज जो काम करती है या जो कोअी चीज करना चाहती है अुनि पर अॅक्शन लेना और अुनके रेजोल्यूशन्स या डेसिश्न्स को अिपलिमेंट (Implement) करना यह काम काअेक्सिक्युटिव्ह ऑफिसर का होता है। लेकिन म्युनिसीपाल मेंबर्स अिन्डोविज्युअल (Individual) तौर पर कुछ करना चाहते हैं या कुछ हूकुम देना चाहते हैं तो अंमा काम अेक्सिक्युटिव्ह ऑफिसर नहीं करेगा यह बात तो साफ है। अेक्सिक्युटिव्ह ऑफिसर तो गव्हर्नमेंट के तहत होता है। गव्हर्नमेंट और म्युनिसीपालिटीज का काम ठीक तरह से चलाने की गरज से अिन ऑफिसर को रखा जाता है। अिसलिये अेक्सिक्युटिव्ह ऑफिसर और म्युनिसीपालिटी का काम अंक दूसरे के कोअरेशन (Co-operative) से चलना चाहिये। अगर म्युनिसीपालिटी के कहने पर भी अेक्सिक्युटिव्ह ऑफिसर जानबुझकर किसी चीज को अमल में न ला रहा हो और अगर अैसे कैसेम मेरे पास भेजी जायें तो यकोनन् अैसी गलतियों को मैं रेडिफाय (Rectify) करने के लिये तैयार हूं।

अिसके बाद अब मैं हाउसिंग (Housing) के बारे में कुछ अर्ज कर देना चाहता हूं। सिटी अिप्रूव्हमेंट बोर्ड ने गुजश्ता साल क्या क्या किया है मैं अुसे अब डिटेल (Detail) में तो नहीं बता सकता क्योंकि अिन कामों के बारे में कोअी पॉफूलेट तो नहीं निकाला गया है। लेकिन मैं सरसरी तौर पर यह कहना चाहता हूं कि सिटी अिप्रूव्हमेंट बोर्ड की जानिब से अिस वर्ष जो काम हुवे है वे मृक्तलिफ किसम के हैं। बाज जगहों पर सबके अेक्सटेंड (Extend) भी की गयी है। हुवे है वे मृक्तलिफ किसम के हैं। बाज जगहों पर सबके अेक्सटेंड (Extend) की गयी है। रोड्स बनाये गये हैं। चंद जगे घर बनाने के लिये लैंड अक्विजेशन (Land acquisition) हुवा है। और पुराने घरों का डेवेलपमेंट (Development) किया गया है। कहीं कहीं अिलेक्ट्रिफिकेशन (Electrification) और वाटर सप्लाअ (Water Supply) का अितजाम भी किया

गया है। जिससे ऑनरेबल मेंबर्स को रफ आइडिया (Rough Idea) आजायेगा कि सिटी डिप्रूव्हमेंट बोर्ड ने क्या क्या काम किया है। बहरहाल अिन बचन पुन गिन्टु (Review) तो नहीं किया जा सकता अगर फाओनान्स परमिट (Permit) करता अिन बचन मिटी डिप्रूव्हमेंट बोर्ड ५०० मकान बनाने के अिरादे में यशस्वी हों नकेगी।

अब अिडस्ट्रियल फायनान्स (Industrial Finance) के तहत जो अिडस्ट्रियल लेबर हाउसिंग स्कीम (Industrial Labour Housing Scheme) बनायी गयी है अम्के बारे में कुछ अर्ज करना चाहता हूं। अिडस्ट्रियल लेबर हाउसिंग स्कीम के तहत बंधा होनेवाला है अुसके दो तिहायी हिस्सा सेंद्रल गव्हर्नमेंट बर्दाश्त करनेवाली है और अेक तिहायी हिस्सा स्टेट गव्हर्नमेंट को बर्दाश्त करना पडेगा। अंसा रेशो (Ratio) नय हुवा है। १९५१-५२ में सेंद्रल गव्हर्नमेंट के २० लाख रुपये और हैदराबाद स्टेट गव्हर्नमेंट के १० लाख रुपये अंमे कुल ३० लाख रुपये मिले हूं। अुसमे से १२ लाख रुपये खर्च करके ३०० मकानात जो बनाये गये हैं, १९५२ परवरी के प्रोग्राम के तहत अिन घरों को अिलक्ट्रिफिकेशन ड्रेनेज (Drainage) स्ट्रीट लाइट आदि का काम किया गया। खो घर बने हैं अुनको ड्रेनेज का काम अभी तक पूरा नहीं हुवा है। ये ३०० मकानात बनाये गये हैं। अिसमें सिंगल टेननट्स और डबल टेननट्स अंमे दो किमम के हा अुजम है। गव्हर्नमेंट ऑफ अिडियाने हाल ही में अेक पॉलिसी अस्तयार की है कि सिंगल टेननट हाउजेस ही जियादा बनाये जायें। और जो लो-पेड फैक्टरी वर्कर्स (Low-paid Factory workers) हैं अुन्ही को ये हाउसेस दिये जायें। सेंद्रल गव्हर्नमेंट अिसके लिये दो तिहायी ग्कम देती है। चुनाचं यह अेक प्रकार की सबसिडी ही है। स्टेट गव्हर्नमेंट को अिसमें जियादा खर्च नहीं करना पडता है। अनयज्ड बैलन्सेस (unused balances) और कैरिड ओव्हर अमौंट्स (Carried over amounts) जो जुमला ४३ लाख रुपये के खरीब हैं अुनको खर्च करने के लिये गव्हर्नमेंट ने अेक स्कीम बनायी है। यह ४३ लाख रुपये खर्च करके अिस साल करंट अियम (Current year) में १७२० सिंगल टेनमेंट्स रुम्स लेबर्स के लिये बनाये जायेंगे। बाज मकानात की तामीर आरंभ हो चुकी है बाज घरों की दिवारें मूकम्मिल हो गयी हैं और बाज के रूफस तयार हो रहे हैं। अिस तरह से यह काम मुक्तलिफ स्टेजेस पर है।

अहां अहां लेबर कोऑपरेटिव्हज (Labour Co-operative) शुरू किये गये हैं अुसके बारे में भी मैं कुछ कहना चाहता हूं। यह काम तो बहुत ही अच्छी तरह चल रहा है। और सिटी डिप्रूव्हमेंट बोर्ड का अमला अिसमे काम कर रहा है। लेबर डिपार्टमेंट का अिजिट सेक्टरी भी अिसमें है। अिजिनियर्स, स्पेशलिस्ट्स अैसे सब तरह के लोग अिसमें हैं। अिन लोगों ने अपना अेक फेडरेशन बनया है और फेडरेशन के पूरे लोग अिसमें काम करते हैं। और हफ्तेवारी पेमेंट्स (Payments) हो रहे हैं। मेडिकल हेल्प (Medical help) भी वर्कर्स को दी जाती है।

अिस किसम के लेबर कोऑपरेटिव्हज अिडिया के दूसरे किसी हिस्से में है या नहीं अुसको मालूम नहीं है। मेरा अिब्याल है कि यहां यह पहला कोऑपरेटिव्ह है। यह कोऑपरेटिव्ह बहुत पापुलर (Popular) बनते जा रहे हैं। ऐसे कोऑपरेटिव्ह में १०० कोयों का अेक युनिट रहता है। अुसमें सब-बाउंडरियर्स, मैसन्स (Masons) कारपेन्टर्स लेबर का अेक युनिट हो जाती है। और यह पूरी तरह से सेल्फ सफिशियंट (Self-sufficient) होती है। अिन्होंने खूबी खूबी से पूरे मकानात बनाये हैं। सब लोगों को बराबर हफ्तेवारी वेजेस दिये जा रहे हैं।

गव्हर्नमेंट ४३ लाख रुपये अम तरह खर्च करके १७२० मकानात बनाने का अिादा रखती है। आंिादा बजेट मे जो रक्कम अमके लिये मिलेगी वह हाअुसिंग स्कीम पर ही खर्च की जायेगी

आंनरेबल लिडर ऑफ अपोजिशन ने लेबर हाअुसिंग कोरपोरेशन के बारे मे पूछा है। मू अिसके जवाब मे यह कहना चाहना हू कि यह बोल्ड स्कीम (Old Scheme) है वह आअुट ऑफ डेट (Out-of-date) है। अिसी को जगह पर लेबर कोआपरेटिव्हज की स्कीम आओ है। युनिसिपालाटी यह स्टैंडुवटरी बांडीज है और कोपोरेटिव्हज अुनकी अेजन्सीज है। अिडस्ट्रियल हाअुसिंग कोरपोरेशन यह भी अेक गव्हर्नमेंट की अेजन्सी है। जैसे गव्हर्नमेंट की दूसरी मुक्तलिफ अेजन्सीज हुवा करनी है हमने भी स्टेट मे अिम तरह की अेक अेजन्सी कायम की है।

आज स्टेट गव्हर्नमेंट लेबर हाअुसिंग के लिये मेंट्रल गव्हर्नमेंट से जो लोन ले रही है अुसके रि पेमेंट (Repayment) के लिये २५ साल को मूदन रखी गयी है। अिस हाअुसिंग स्कीम के लिये ४३ लाख रुपये रखे गये हैं। अिममे मजदूरों का बहुत सा फायदा होगा। मैं समझता हू कि अितनी बजाहत के बाद आंनरेबल मेवर्स जिन्होंने कट मोशनस पेश किये है अुनको वापस लेंगे और मेरे डिमांड्स पास करेंगे।

شری عبدالرحمن - ایوان کے معلومات کی غرض سے یہ بتایا جائے تو مناسب ہے کہہ کر ایہ کے اضافہ کا جوہل ہے وہ ایوان میں لایا جائیگا یا نہیں۔

श्री. अण्णाराव गणमुखी :-किराये में जो अिजाफा हुवा है वह मैं समझता हूं कि जियादा से जियादा डबल हुवा है। मुसकिन है कुछ मकानात में अिससे जियादा हुवा हो और किसी में कम लेकिन आंन दो हॉल (On the whole) वह डबल से जियादा नहीं है। अिससे गव्हर्नमेंट को जो नेट प्राफिट (Net Profit) होगा वह चार परसेंट से जियादा नहीं है।

Mr. Speaker : Now I shall put the motions for reductions of grants to vote.

INADEQUACY OF WELLS IN WARANGL DISTRICT

Shri K. Venkaiah : Sir, I would like my cut motion to be put to vote.

Mr. Speaker : The question is :

“ That the grant under Demand No. 25 be reduced by Rs. 100.”

The Motion was negatived.

POLICY AND ADMINISTRATION OF WELL-SINKING DEPARTMENT.

Shri Sharanguoda Inamdar: Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

1086 19th March, 1953. General Budget—Demands for Grants

UNSATISFACTORY WORKING OF CITY IMPROVEMENT

Shri Gopidi Ganga Reddy : Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

ECONOMY IN CITY IMPROVEMENT BOARD

Shri V. D. Deshpande : Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

EXISTING RENT ON C.I.B. QUARTERS.

Shri Abdul Rahman : Sir, I want my cut motion to be put to vote.

Mr. Speaker : The question is :

“ That the grant under Demand No. 46 be reduced by Rs. 100.”

The Motion was negatived.

MAINTENANCE OF GARDENS (CITY).

Shri Gopidi Ganga Reddy : Sir, I want my cut motion to be put to vote.

Mr. Speaker : The question is :

“ That the grant under Demand No. 47 be reduced by Rs. 50.”

The Motion was negatived.

CONTRIBUTION TO HYDERABAD MUNICIPAL CORPORATION

Shri Udhava Rao Patil : Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

CONTRIBUTION TO DISTRICT MUNICIPALITIES

Shri Daji Shanker Rao : Sir, I want my cut motion to be put to vote.

Mr. Speaker : The question is :

“ That the grant under Demand No. 56 be reduced by Rs. 100.”

The motion was negatived.

WORKING OF VILLAGE PANCHAYATS

Shri K. Ram Reddy : Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

INEFFICIENT FUNCTIONING OF PANCHAYATS IN NIRMAL TALUQA.

Shri Gopidi Ganga Reddy : Sir, I beg leave of the House of withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

INDUSTRIAL HOUSING SCHEME

Shri V.D. Deshpande : Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

Mr. Speaker : Now I shall put the Demands to vote. The question is :

“ That a sum not exceeding Rs. 1,20,53,954 be granted to the Rajpramukh to complete the sums necessary to defray the several charges which will come in course of payment during the year ending the 31st day of March, 1954 in respect of Demands Nos. 24, 44, 46, 47, 56, 59, 71, 74, 77 and 25.”

The Motion was adopted.

[As directed by Mr. Speaker, the motions for demands for grants which were adopted by the House are reproduced below—E.D.]

DEMAND No. 24—HYDERABAD DRAINAGE AND WATER WORKS DEPARTMENT

“ That a sum not exceeding Rs. 15,85,210 be granted to the Rajpramukh to complete the sum necessary to defray

1088 19th March, 1953. *General Budget - Demands for Grants*
the charges which will come in course of payment during the year ending the 31st day of March, 1954 in respect of 'Hyderabad Drainage and Water Works Department'."

DEMAND NO. 44—FIRE SERVICES

"That a sum not exceeding Rs. 3,92,6000 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment during the year ending the 31st day of March, 1954 in respect of 'FIRE SERVICES'."

DEMAND NO. 46—CITY IMPROVEMENT BOARD

"That a sum not exceeding Rs. 5,33,140 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment during the year ending the 31st day of March 1954 in respect of 'City Improvement Board'."

DEMAND NO. 47—GARDENS (CITY)

"That a sum not exceeding Rs. 3,99,390 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment during the year ending the 31st day of March, 1954 in respect of 'Gardens City'."

DEMAND NO. 56—CONTRIBUTIONS

"That a sum not exceeding Rs. 12,69,000 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment during the year ending the 31st day of March, 1954 in respect of 'Contributions'."

DEMAND NO. 59—VILLAGE PANCHAYATS

"That a sum not exceeding Rs. 5,74,000 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment during the year ending the 31st day of March, 1954 in respect of 'Village Panchayats'."

DEMAND NO. 71—CAPITAL OUTLAY ON IMPROVEMENT
OF PUBLIC HEALTH.

"That a sum not exceeding Rs. 12,86,000 be granted to the Rajpramukh to complete the sum necessary to defray the charges which will come in course of payment during the year ending the 31st day of March 1954 in respect of 'Capital outlay on Improvement of Public Health'."

DEMAND NO. 74—CITY IMPROVEMENT BOARD.

“ That a sum not exceeding Rs. 4,28,600 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment during the year ending the 31st day of March 1954 in respect of ‘City Improvement Board’.”

DEMAND NO. 77 - CAPITAL ACCOUNT OF OTHER STATE WORKS

“ That a sum not exceeding Rs. 43,00,000 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment during the year ending the 31st day of March 1954 in respect of ‘Capital Account of other State Works’.”

DEMAND NO. 25 - WELL-SINKING DEPARTMENT.

“ That a sum not exceeding Rs. 12,85,714 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment during the year ending the 31st day of March, 1954, in ‘respect of Well-Sinking Department’.”

Mr. Speaker : Now we adjourn till 3 p.m. tomorrow.

The House then adjourned till Three of the Clock on Friday, the 20th March, 1953.

